www.KitaboSunnat.com

اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ [الأعراف: ۳]

"جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسی کی اتباع کرو"

پانچ اہم دینی مسائل

عشرہ ذوالحجہ عیدین قربانی عقیقہ

اور نومولود بچے سے متعلقہ مسائل کا تحقیقی جائزہ

کتاب وسنت اور صحیح احادیث کی روشنی میں مع تخریج وتحقیق

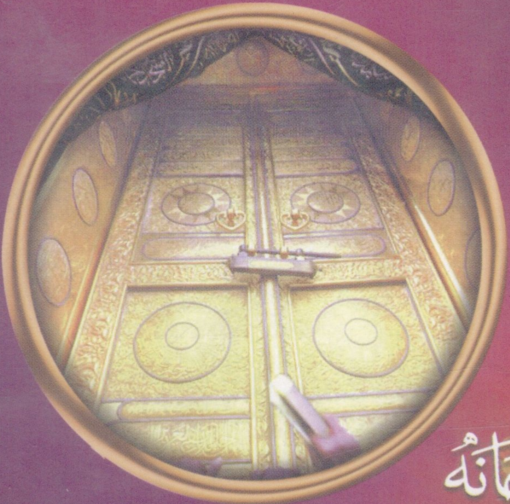

تالیف

حافظ عمران ایوب لاہوری

پ

نعمانی کتب خانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

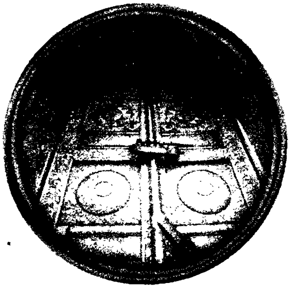

پانچ اہم دینی مسائل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب

پانچ اہم دینی مسائل

تالیف

حافظ عمران ایوب لاہوری

کمپوزنگ

عرفان ایوب لاہوری

سرورق

رضم لاہور

تاریخ اشاعت

فروری ۲۰۰۴ء

مطبوعہ

علی آصف پرنٹرز لاہور

ناشر

نعمانی کتب خانہ

لاہور

e-mail: nomania2000@hotmail.com

NOMANI

COPY RIGHT

All rights reserved

Exclusive rights by nomani kutab khana Lahore Pakistan. No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means or stored in a data base retrieval system, without the prior written permission of the publisher.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ [الأعراف: ٣]
"جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسی کی اتباع کرو"

پانچ اہم دینی مسائل

عشرہ ذوالحجہ عیدین قربانی عقیقہ

اور نومولود بچے سے متعلقہ مسائل کا تحقیقی جائزہ

کتاب وسنت اور صحیح احادیث کی روشنی میں مع تخریج وتحقیق

تالیف
حافظ عمران ایوب لاہوری

نعمانی کتب خانہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

13733

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

✿ پیش لفظ 15

www.KitaboSunnat.com

عشرہ ذوالحجہ کے مسائل

✿	عشرہ ذوالحجہ کا معنی و مفہوم	21
✿	عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت	21
✿	فضیلت عشرہ ذوالحجہ کی وجوہات	22
✿	کیا عشرہ ذوالحجہ کے اعمال جہاد سے افضل ہیں؟	24
✿	کیا عشرہ ذوالحجہ کے روزے رمضان کے روزوں سے افضل ہیں؟	24
✿	عشرہ ذوالحجہ میں جستجو سے عبادات کرنا	26
✿	عشرہ ذوالحجہ میں تکبیرات کہنا	27
✿	صحابہ کا معمول	28
✿	قربانی کی نیت ہو تو عشرہ ذوالحجہ میں بال نہ کاٹنا	28
✿	نو ذوالحجہ کے روزے کی فضیلت	28

مسائل عیدین

✿	عیدین کا معنی و مفہوم	33

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❁	عید کے دن غسل کرنا	33
❁	عید کے دن عمدہ لباس پہننا	35
❁	نمازِ عیدالفطر سے پہلے فطرانہ کی ادائیگی	37
❁	نمازِ عید سے پہلے کھانا	37
❁	نمازِ عیدین کا حکم	38
❁	نمازِ عیدین کا وقت	41
❁	اگر زوالِ آفتاب کے بعد عید کا علم ہو	43
❁	نمازِ عید کے لیے کھلے میدان کا انتخاب	44
❁	کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں نمازِ عید کی ادائیگی	45
❁	عورتوں کا عیدگاہ جانا	46
❁	عورتیں باپردہ ہو کر نکلیں	48
❁	عورتیں خوشبو لگا کر نہ نکلیں	49
❁	بچوں کو عیدگاہ لے کر جانا	50
❁	عیدگاہ کی طرف پیدل جانا	51
❁	عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیریں کہنا	52
❁	تکبیرات کی ابتدا اور انتہا	53
❁	تکبیرات کے الفاظ	55
❁	کیا عورتیں بھی تکبیریں کہیں گی؟	56
❁	نمازِ عید کے لیے آذان اور اقامت نہیں	56

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❋	نماز عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نفل نماز نہیں	57
❋	نماز عید کے بعد گھر جا کر نماز	59
❋	عیدگاہ میں امام کے سامنے سترہ رکھنا	59
❋	نماز عید کی رکعتیں	60
❋	نماز عید کی قراءت	61
❋	نماز میں تکبیرات زائدہ	61
❋	ہر دو تکبیروں کا درمیانی فاصلہ	63
❋	تکبیرات عیدین کا حکم	64
❋	اگر کسی کو تکبیرات کے عدد میں شک ہو جائے	65
❋	تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین	65
❋	جو تشہد میں امام سے ملے وہ کیا کرے؟	66
❋	امام نماز کے بعد خطبہ دے	68
❋	خطبہ عید کا حکم	70
❋	نماز عید کا صرف ایک خطبہ ہے	70
❋	خطبہ عید کے لیے منبر مشروع نہیں	72
❋	ایک شخص نماز عید پڑھائے اور دوسرا خطبہ دے	73
❋	عورتوں کو وعظ و نصیحت	73
❋	نماز عید کے بعد مبارکباد دینا	75
❋	نماز عید کی قضا	76

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❁	واپسی پر راستہ تبدیل کرنا	76
❁	عید اگر جمعہ کے روز آ جائے	77
❁	بروز جمعہ عید ہو تو کیا ظہر پڑھی جائے گی	78
❁	عید کے دن روزے کا حکم	80
❁	ایام تشریق میں روزے کا حکم	81
❁	عید کے دن جہادی مظاہرہ	82
❁	عید کے دن مباح کھیل کود	83
❁	عید کے دن بیہودگی سے پاک اشعار کہنا	83
❁	عیدین کے متعلق ایک من گھڑت روایت	84

مسائل قربانی

❁	قربانی کا معنی ومفہوم اور وجہ تسمیہ	87
❁	فرزندان توحید کی عظیم قربانی	88
❁	قربانی سے مقصود محض جانور ذبح کرنا نہیں	91
❁	پچھلی امتوں کے لیے قربانی کی مشروعیت	93
❁	اس امت کے لیے قربانی کی مشروعیت	93
❁	قربانی کا حکم	96
❁	وہ صورتیں جن میں قربانی واجب ہو جاتی ہے	97
❁	قربانی کے حکم سے متعلقہ چند ضعیف روایات	99

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❁	جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا وہ کیا کرے؟	100
❁	قربانی کی فضیلت	101
❁	قربانی صرف رضائے الٰہی کے لیے کرنی چاہیے	102
❁	شرائط قربانی	104
❁	اللہ تعالیٰ کن کی قربانی قبول فرماتے ہیں؟	104
❁	قربانی کا جانور کیسا ہو؟	106
❁	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل	108
❁	کس جانور کی قربانی افضل ہے؟	109
❁	قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر موٹا کرنا	111
❁	خصی جانور کی قربانی	112
❁	بھینس کی قربانی	113
❁	کن جانوروں کی قربانی جائز نہیں؟	117
❁	بیمار جانور کی قربانی	118
❁	حاملہ جانور کی قربانی	118
❁	قربانی کے جانور پر سوار ہونا	119
❁	کیا قربانی کا جانور فروخت کیا جا سکتا ہے؟	120
❁	قربانی کرنے والا کن امور سے اجتناب کرے؟	121
❁	جو قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو کیا وہ بھی بال اور ناخن نہ کاٹے؟	122
❁	جس کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہے کیا وہ بھی بال وغیرہ نہ کاٹے؟	123

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❁	قربانی کا وقت	124
❁	قربانی کتنے دن کی جاسکتی ہے؟	126
❁	کس دن کی قربانی افضل ہے؟	128
❁	قربانی کی جگہ	129
❁	قربانی کے لیے چھری خوب تیز ہونی چاہیے	129
❁	جانور قبلہ رخ لٹانا چاہیے	131
❁	جانور کے پہلو پر پاؤں رکھنا	131
❁	اونٹ نحر کرنے کا طریقہ	132
❁	زندہ جانور سے کاٹا ہوا گوشت حرام ہے	133
❁	چھری چلانے سے پہلے دعا پڑھنا	134
❁	ہر خون بہا دینے والی چیز سے ذبح کرنا جائز ہے سوائے......	135
❁	جانور خود ذبح کرنا چاہیے	136
❁	کیا قصائی سے ذبح کرانا درست ہے؟	138
❁	کیا عورت ذبح کرسکتی ہے؟	138
❁	مکمل اہل وعیال کی طرف سے ایک بکری	140
❁	اونٹ اور گائے کے حصے	143
❁	کیا مختلف لوگ مل کر ایک بکری قربان کرسکتے ہیں؟	144
❁	قربانی کرنا افضل ہے یا قربانی کی قیمت صدقہ کردینا؟	145
❁	قربانی کا گوشت کیسے تقسیم کیا جائے؟	146

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❁	کیا غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دیا جا سکتا ہے؟	148
❁	قربانی کی کھالوں کا مصرف	149
❁	کیا قربانی کا گوشت یا کھال فروخت کی جا سکتی ہے؟	150
❁	کیا قربانی کا گوشت یا کھال قصائی کو بطور اجرت دی جا سکتی ہے؟	151
❁	زندہ افراد کی طرف سے قربانی	152
❁	میت کی طرف سے قربانی	153
❁	والدین کی طرف سے قربانی	159
❁	سود کے مال سے قربانی کا حکم	160
❁	بے نماز کی قربانی	162
❁	کیا مقروض شخص قربانی کر سکتا ہے؟	167
❁	قربانی اور منکرین حدیث	167
❁	دارالحرب میں قربانی کا حکم	168
❁	کیا قربانی معاشی نقصان کا باعث ہے؟	168

مسائل عقیقہ

❁	عقیقہ کا معنی و مفہوم	173
❁	عقیقہ کی مشروعیت	174
❁	عقیقہ کی حکمت	176
❁	اگر عقیقہ کی طاقت نہ ہو	177

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❁	عقیقہ کے لیے کون سا جانور قربان کیا جائے؟	178
❁	عقیقہ کے جانور نر ہوں یا مادہ؟	182
❁	عقیقہ کے لیے کتنے جانور قربان کیے جائیں	182
❁	عقیقہ کا جانور قربان کرتے وقت بسم اللہ کہنا	184
❁	عقیقہ کے جانور میں قربانی کے جانور کی شرائط	185
❁	عقیقہ کا وقت	186
❁	اگر کوئی ساتویں روز سے پہلے عقیقہ کرلے	187
❁	کیا ساتویں روز کے بعد عقیقہ کیا جا سکتا ہے؟	187
❁	کیا انسان خود اپنا عقیقہ کر سکتا ہے؟	188
❁	عقیقہ کے بجائے جانور کی قیمت صدقہ کر دینا	189
❁	ناتمام بچے کی طرف سے عقیقہ کا حکم	191
❁	اگر بچہ ساتویں روز سے پہلے فوت ہو جائے	191
❁	میت کی طرف سے عقیقہ	192
❁	زندہ والدین کی طرف سے عقیقہ	193
❁	عقیقہ کے جانور کے گوشت اور کھال کا مصرف	193

نومولود بچے سے متعلقہ مسائل

❁	بچے کے کان میں اذان اور اقامت کا حکم	197
❁	بچے کا سر منڈانا	199

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

✿	بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ	199
✿	بچے کے بال منڈا کر سر پر خوشبو لگانا	200
✿	بچے کا نام رکھنا	201
✿	اللہ کے پسندیدہ نام	202
✿	برے نام	203
✿	برا نام تبدیل کر دینا چاہیے	204
✿	انبیاء کے نام پر نام رکھنا	205
✿	بچوں کے لیے چند عمدہ نام	206
✿	(1) انبیائے کرام کے اسمائے مبارکہ	206
✿	(2) حضرت محمد ﷺ کے صفاتی نام	207
✿	(3) ازواج مطہرات کے اسمائے مطہرہ	208
✿	(4) آنحضرت ﷺ کے اولاد و احفاد کے نام	208
✿	(5) مشہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام	208
✿	(6) مشہور صحابیات رضی اللہ عنہن کے نام	213
✿	بچوں کی کنیت رکھنا	216
✿	لڑکی کی کنیت رکھنا	216
✿	نومولود کو گڑھتی (تحنیك) دینا	217
✿	نومولود کو تحفہ دینا	219
✿	ختنہ کرانا	219

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❁	ختنہ کرانے کا وقت	222
❁	کیا لڑکیوں کا بھی ختنہ کرایا جائے گا؟	222

ذبح کرنے کا اسلامی طریقہ

شرعی، سائنسی اور طبی بصائر کی روشنی میں

از ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کیلانی حفظہ اللہ

❁	(1) اُسوۂ حسنہ	227
❁	(2) جدید طبی تحقیقات / شرعی بصائر	230
❁	(3) مذبحِ منیٰ کا واقعہ	237
❁	(4) ذبح کرنے کے اسلامی طریقے کی اصل روح	239
❁	(5) چند اعتراضات اور ان کے جوابات	240
❁	ماحاصل	245

❁❁❁

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہونے کی وجہ سے ہر گوشۂ زندگی میں ہماری کامیاب رہنمائی کرتا ہے۔ یقیناً اسلام کی صورت میں خالق کائنات نے اپنی تمام تر مخلوق کے لیے ایسے سنہری اصول مرتب فرما کر نازل کیے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول تو ہے ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ خود انسان کا بھی نہ صرف اخروی فائدہ ہے بلکہ دنیاوی کامیابی کا راز بھی انہی میں پنہاں ہے۔ یہ سب جاننے کے باوجود ہر چند کہ ہمیں اسلامی تعلیمات سیکھنے کے ہزارہا مواقع بھی میسر ہوتے ہیں لیکن ہم دوراندیشی سے کام نہیں لیتے بلکہ جز وقتی آسائش وسکون کے لیے ایسے تمام مواقع مسترد کر دیتے ہیں اور جہالت وکم علمی کے باعث محض رسمی و رواجی مسلمان بن کر زمانے کی غلط روش کے مطابق ہی چلتے رہتے ہیں۔

ہمیں دنیاوی معاملات کا تو بہت علم ہے لیکن ہم دین کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ عیدین یا قربانی کے مسائل ہی لے لیجیے۔ ہمیں اتنا تو علم ہے کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ دوخوشی کے دن ہیں، ان میں مختلف قسم کے پکوان تیار کرنے ہیں، رشتہ داروں اور دوست احباب سے ملاقاتیں کرنی ہیں، سینما ہالز کو آباد کرنا ہے اور وقت ملا تو کرکٹ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کھیلنا ہے' لیکن یہ علم نہیں کہ عید کی نماز بھی ادا کرنی ہے یا نہیں' اگر نماز عید رہ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اسے ادا کرنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح قربانی کے متعلق ہمیں اتنا تو علم ہے کہ قربانی کے لیے جانور خریدنا ہے لیکن یہ علم نہیں کہ قربانی کے لیے کیسا جانور ذبح کرنا چاہیے؟' کن جانوروں کی قربانی قبول نہیں ہوتی؟ اور قربانی کی کیا شرائط ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

نیز اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اولاد جیسی بے مثال نعمت سے نوازے تو ہمیں سالگرہ کرنا (جو ایک غیر اسلامی تہوار ہے) تو ہر سال یاد ہوتا ہے لیکن پیدائش کے ساتویں روز نومولود بچے کا عقیقہ کرنا' اس کا سر منڈا کر بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا ہمیں یکسر یاد نہیں رہتا حالانکہ یہ سب افعال اسلام کا حصہ ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان ہم پر صادق آ چکا ہے جو اس نے جاہلوں کے متعلق قرآن میں نقل فرمایا ہے:

﴿ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴾

''اللہ کا وعدہ ہے' اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہ تو (صرف) دنیوی زندگی کے ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں اور آخرت سے تو بالکل ہی بے خبر ہیں۔''

اسی صورتحال کے پیش نظر راقم کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس قسم کے وہ چند مسائل جن سے ہر مسلمان کو واسطہ پڑتا رہتا ہے یکجا کر دیے جائیں۔ یہ کتاب اسی کاوش کی آئینہ دار ہے۔

اِس کتاب میں مسائل کے استنباط کے لیے صرف صحیح احادیث کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ ہر حدیث کے بعد اس کا حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے تاکہ اگر کوئی مزید تحقیق کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

لیے اصل مآخذ کی طرف رجوع کرنا چاہے تو مشکل پیش نہ آئے۔صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب کی احادیثؑ کے متعلق صحیح یا ضعیف ہونے کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔مسائل کی مزید تائید اور افادۂ عام کی غرض سے مختلف فقہا و مفتیان کے فتاوی جات بھی نقل کیے گئے ہیں جن میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ' امام ابن قیم' امام شوکانی' حافظ ابن حجر' امام نووی' امام ابن قدامہ' علامہ عبدالرحمن مبارکپوری' شیخ ابن باز' شیخ ابن عثیمین' شیخ ابن جبرین' سعودی مجلس افتاء اور بعض دیگر علما بھی شامل ہیں۔اُردو عبارت نہایت سلیس اور آسان فہم رکھی گئی ہے تاکہ قارئین کو مسائل سمجھنے میں آسانی رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو تمام مسلمانوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے اور راقم اور اس کے اہل وعیال کے لیے دنیاوی واخروی نجات کا سبب بنائے۔(آمین)

[ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم]

حافظ عمران ایوب لاهوری

کتبہ بتاریخ : 1 جنوری 2004ء

بمطابق : 8 ذیقعد 1424ھ

ایڈریس : مکان نمبر 52 گلی نمبر 7 اورنگ زیب پارک شمع کالونی مین شہباز روڈ شاد باغ لاہور۔

فون : 0300-4411524

ای میل: hfzimran_ayub@yahoo.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسائل عشرہ ذوالحجہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسائل عشرہ ذوالحجہ

عشرہ ذوالحجہ کا معنی ومفہوم

''عشرہ'' دس کو کہتے ہیں اور ذوالحجہ اسلامی مہینوں میں سے آخری مہینے کا نام ہے اور چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔عشرہ ذوالحجہ سے مراد ماہ ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں جن میں سے دسواں دن عیدالاضحیٰ کا ہوتا ہے۔

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت

ان دس ایام کی بہت زیادہ فضیلت ہے جیسا کہ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالْفَجْرِ ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ [الفجر: ١-٢]

''قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں کہ

((والليالي العشر المراد بها عشر ذى الحجة كما قاله ابن عباس وابن الزبير ومجاهد وغير واحد من السلف والخلف))

''اور دس راتوں سے مراد عشرہ ذوالحجہ ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ، مجاہدؒ اور دیگر متعدد سلف وخلف اسی کے قائل ہیں۔ (١)

اسی آیت کی تفسیر میں امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ

((وَلَيَالٍ عَشْرٍ : أى ليالى عشر من ذى الحجة))

''اور دس راتوں سے مرادعشرہ ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں۔'' (٢)

(١) [تفسير ابن كثير (٦/٩٤٤)]

(٢) [تفسير فتح القدير (٥/٩٢٥)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ان دس راتوں کی قسم کھانا یقیناً عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت کے لیے کافی ہے۔

(2) ((عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : **ما من أيام العمل الصالح فيها أحب إلى الله عزو جل' من هذه الأيام' يعني : أيام العشر'** قالو: يا رسول الله ! ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال : **ولا الجهاد في سبيل الله ؛ إلا رجل خرج بنفسه وماله ثم لم يرجع بشيئ من ذلك))**

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ان دنوں 'یعنی عشرہ ذوالحجہ کے دنوں' کے نیک عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل میں فضیلت نہیں۔ لوگوں نے پوچھا اور جہاد میں بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جہاد میں بھی نہیں سوائے اس شخص کے جو اپنی جان و مال خطرہ میں ڈال کر نکلا اور ان میں سے کچھ بھی واپس نہ لایا۔ (سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا)۔''(۱)

(3) ((عن ابن عمر رضی الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : **ما من أيام أعظم عند الله سبحانه ولا أحب إليه العمل فيهن' من هذه الأيام العشر؛ فأكثروا فيهن من التهليل والتكبير والتحميد))**

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل اس قدر پر عظمت اور پسندیدہ نہیں' جتنا وہ عمل ہے جو ان دس دنوں میں کیا جائے۔ لہٰذا تم ان دنوں میں کثرت سے لا الٰہ الا اللہ' اللہ اکبر اور الحمد للہ کہو۔''(۲)

فضیلت عشرہ ذوالحجہ کی وجوہات

غالباً اس فضیلت کی وجوہات میں سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان دنوں میں اسلام کا ایک

(۱) [بخاری (۹٦۹) کتاب العیدین : باب فضل العمل في أيام التشريق' أبو داود (۲٤۳۸) ترمذی (۷۵۷) ابن ماجة (۱۷۲۷) دارمی (۱۷۸۰'۱۷۸۱) أحمد (۲۲٤/۱) شرح السنة (۱۱۲۵)]

(۲) [احمد (۷۵/۲) مسند عبد بن حميد (۸۰۷)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہم رکن ''حج'' ادا کیا جاتا ہے۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت کا سبب ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

((والذی یظهر أن السبب فی امتیاز عشر ذی الحجة لمکان اجتماع أمهات العبادة فیه، وهی الصلاة والصیام والصدقة والحج، ولا یتاتی ذلك فی غیره))

''عشرہ ذوالحجہ کے امتیاز کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں (تمام) بنیادی عبادات جمع ہوتی ہیں اور وہ نماز، روزہ، صدقہ اور حج ہیں اور ان (دنوں) کے علاوہ کسی اور دن میں جمع نہیں ہوتیں۔'' (۱)

نیز ان دنوں کی امتیازی شان کا سبب یہ بھی ہے کہ ان میں نو ذوالحجہ یعنی یوم عرفہ کا روزہ ہے جو دو سال (ایک گذشتہ اور ایک آئندہ سال) کے گناہوں کی بخشش کا باعث بنتا ہے۔

مزید برآں رسول اللہ ﷺ سے یوم النحر یعنی عیدالاضحیٰ کے پہلے دن کی بطور خاص فضیلت ثابت ہے جو کہ انہی دس ایام میں سے آخری دن ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

((عن عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ قال: **إن أعظم الأیام عنداللہ یوم النحر ثم یوم القر**))

''حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنوں میں سب سے عظیم دن یوم النحر (یعنی عید کا پہلا دن) ہے پھر یوم القر (یعنی دوسرا دن) ہے۔'' (۲)

اگرچہ علماء نے ان دس دنوں کی فضیلت کی یہ تمام توجیہات بیان کی ہیں لیکن زیادہ

(۱) [فتح الباری (۲/۴۶۰)]

(۲) [ابو داود (۱۷۶۵) کتاب المناسك: باب الهدی إذ اعطب قبل أن یبلغ، شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابو داود (۱۵۵۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مناسب بات یہ ہے کہ اس فضیلت کی اصل وجہ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

کیا عشرہ ذوالحجہ کے اعمال جہاد سے افضل ہیں؟

صحیح بخاری میں عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت والی حدیث میں جو یہ مذکور ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا جہاد بھی ان دس دنوں کے اعمال سے افضل نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((ولا الجھاد فی سبیل اللہ)) ”اور جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں ہے۔“

بعض لوگوں نے اس سے یہ مفہوم اخذ کر لیا ہے کہ ان دس دنوں میں کیا گیا کوئی بھی نیک عمل دوسرے دنوں کے جہاد سے افضل ہے مثلاً ان دنوں کے نوافل، ذکر و اذکار یا صدقہ و خیرات وغیرہ دوسرے دنوں کے جہاد و قتال سے افضل ہیں اس لیے انہی دنوں میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ سرانجام دے کر جہاد سے بھی زیادہ فضیلت حاصل کی جا سکتی ہے۔

حالانکہ اس حدیث کا مطلب یوں نہیں بلکہ یہ ہے کہ ہر عمل کا اسی عمل کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گا نہ کہ کسی بھی عمل کا کسی دوسرے عمل کے ساتھ۔ یعنی ان دنوں کے جہاد کا دوسرے دنوں کے جہاد سے ہی مقابلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ان دنوں کا جہاد دوسرے دنوں کے جہاد سے افضل ہے، اسی طرح ان دنوں کے اذکار دوسرے دنوں کے اذکار سے افضل ہیں وغیرہ وغیرہ۔

گذشتہ بحث سے معلوم ہوا کہ عشرہ ذوالحجہ میں کیا گیا کوئی بھی صالح عمل دوسرے دنوں کے جہاد سے افضل نہیں ہے (سوائے شہادت کی موت کے) بلکہ ان دس دنوں کا جہاد ہی دوسرے دنوں کے جہاد سے افضل ہو سکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

کیا عشرہ ذوالحجہ کے روزے رمضان کے روزوں سے افضل ہیں؟

اسی حدیث سے یہ بھی اشکال پیدا ہوتا ہے کہ عشرہ ذوالحجہ میں رکھے گئے روزے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رمضان کے روزوں سے بھی افضل ہیں کیونکہ اس حدیث میں ان دنوں کے نیک اعمال کو باقی تمام دنوں کے نیک اعمال پر فضیلت دی گئی ہے اور باقی دنوں میں ماہ رمضان بھی شامل ہے۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ ان دس دنوں میں رکھے جانے والے روزے نفلی ہیں کیونکہ ان میں کوئی روزے فرض نہیں کیے گئے بلکہ فرض روزے صرف رمضان کے ہیں اگرچہ احادیث میں نوافل کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وما يزال عبدي يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه ' فإذا أحببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ' ويده التي يبطش بها ' ورجله التي يمشي بها ' وإن سألني لأعطينه ' ولئن استعاذني لأعيذنه))

''اور میرا بندہ نفلی عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے' اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے' اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے' اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں' اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں۔'' (۱)

لیکن نوافل کسی صورت میں بھی فرائض سے افضل نہیں ہو سکتے جیسا کہ اسی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وما تقرب إلي عبدي بشيء أحب إلي مما افترضت عليه))

(۱) [بخاري (٦٥٠٢) كتاب الرقاق : باب التواضع]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔'' (۱)

اور اس کی مزید تائید اُس اصولی قاعدہ سے بھی ہوتی ہے جسے علمائے اصولیین نے اصولی قواعد کی کتب میں درج کیا ہے:

((الفرض أفضل من النفل))

''فرض نفل سے افضل ہے۔'' (۲)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ عشرہ ذوالحجہ کے روزے نفلی ہیں اور رمضان کے فرض اور فرض ہمیشہ نفل سے افضل ہوتا ہے لہذا رمضان کے روزے ان دنوں کے روزوں سے افضل ہیں۔

عشرہ ذوالحجہ میں جستجو سے عبادات کرنا

عشرہ ذوالحجہ میں صاحب حیثیت لوگ تو حج کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں اور اس عظیم فریضۂ اسلام کی ادائیگی سے بے پناہ اجر حاصل کر کے لوٹتے ہیں لیکن غرباء حضرات اس فریضہ کی طاقت نہ ہونے کے باعث اجر سے محروم رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لیے ان دس دنوں کے اعمال کو بہت زیادہ افضل قرار دے دیا تاکہ یہ بھی زیادہ سے زیادہ نیکیاں حاصل کر سکیں۔

اس لیے حج کے لیے نہ جانے والے لوگوں کو چاہیے کہ ان دنوں میں خصوصی عبادات کا اہتمام کریں، نوافل ادا کریں، روزے رکھیں، کثرت سے اذکار و دعائیں کریں، صدقہ و خیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، جہاد کے عمل کو مزید تیز کریں اور جو بھی نیکی کا کام کر سکیں ضرور کریں۔ سلف صالحین کا بھی یہی طریقہ کار تھا جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ

(۱) [أیضا]

(۲) [القواعد الفقهية للدكتور يعقوب بن عبدالوهاب الباحسين]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

((فکان سعید بن جبیر رحمه الله تعالى إذا دخل أيام العشر اجتهد اجتهادا شديدا حتى ما يكاد يقدر عليه))

''حضرت سعید بن جبیرؒ جب عشرہ ذوالحجہ شروع ہو جاتا تو خوب سعی و جدوجہد سے اعمال صالحہ بجالاتے۔''(۱)

عشرہ ذوالحجہ میں تکبیرات کہنا

ان دنوں میں جہاں دیگر عبادات کا اہتمام کرنا چاہیے وہاں بالخصوص کثرت سے تکبیریں بھی کہنی چاہییں اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ﴾ [الحج : ۲۸]

''اور معلوم دنوں میں اللہ تعالیٰ کا نام یاد کرو۔''

امام بخاریؒ رقمطراز ہیں کہ

((قال ابن عباس وذكروا الله في أيام معلومات " **وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ**" أيام العشر))

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (اس آیت) ''اور اللہ تعالیٰ کا ذکر معلوم دنوں میں کرو'' میں ایام معلومات سے مراد ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔''(۲)

(2) ((عن ابن عمر رضى الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : **ما من أيام أعظم عند الله سبحانه ولا أحب إليه العمل فيهن ' من هذه الأيام العشر؛ فأكثروا فيهن من التهليل والتكبير والتحميد**))

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے

---

(۱) [دارمی (۱۷۸۱) الترغیب والترهیب (۱۹۸/۲)]

(۲) [بخاری (قبل الحدیث ۹۶۹/) کتاب العیدین : باب فضل العمل فی أیام التشریق]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نزدیک کوئی عمل اس قدر پر عظمت اور پسندیدہ نہیں‘ جتنا وہ عمل ہے جو ان دس دنوں میں کیا جائے۔لہٰذا تم ان دنوں میں کثرت سے لا الٰہ الا اللہ‘ اللہ اکبر اور الحمد للہ کہو۔“(۱)

صحابہ کا معمول

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی کہ جب بھی کسی اجر وثواب کے کام کا علم ہوتا تو بلا تامل اس پر عمل کے لیے کمربستہ ہو جاتے۔ مذکورہ روایات کے مطابق صحابہ ان دس دنوں میں بآواز بلند تکبیرات کہا کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے:

((وكان ابن عمر رضي الله عنه وأبو هريرة رضي الله عنه يخرجان إلى السوق في أيام العشر يكبران ويكبر الناس بتكبيرهما))

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان دس دنوں میں بازار کی طرف نکل جاتے‘ اور تکبیریں کہتے اور لوگ بھی ان بزرگوں کی تکبیر سن کر تکبیریں کہتے۔“(۲)

قربانی کی نیت ہو تو عشرہ ذوالحجہ میں بال نہ کاٹنا

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إذا رأيتم هلال ذي الحجة وأراد أحدكم أن يضحي فليمسك عن شعره وأظفاره))

”جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے۔“(۳)

نو ذوالحجہ کے روزے کی فضیلت

((عن أبي قتادة رضي الله عنه قال: سئل رسول الله ﷺ عن صوم يوم

(۱) [احمد (۲/۷۵) مسند عبد بن حميد (۸۰۷)]

(۲) [بخاری (قبل الحديث ۹۶۹/) كتاب العيدين: باب فضل العمل في أيام التشريق]

(۳) [مسلم (۳۶۵۵) كتاب الأضاحي: باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة وهو مريد التضحية أن يأخذ من شعره وأظفاره شيئا‘ نسائي (۲۱۱/۷) ابن ماجة (۳۱۴۹) بیہقی (۲۶۶/۹) احمد (۲۸۹/۶)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عرفة ؟ فقال : " يكفر السنة الماضية والباقية "))

''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گذشتہ اور آئندہ سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' (۱)

واضح رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ان لوگوں کے لیے ہے جو حج کے لیے روانہ نہیں ہوئے (یعنی مقام عرفات میں نہیں ہیں) بلکہ اپنے اپنے علاقوں میں ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

(1) ((عن ابن عباس رضی الله عنه قال : أن النبی ﷺ أفطر بعرفة وأرسلت إليه أم الفضل بلبن فشرب))

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں روزہ افطار کرلیا۔ حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف دودھ بھیجا تو آپ نے پی لیا۔'' (۲)

(2) ((سئل ابن عمر رضی الله عنه عن صوم (يوم) عرفة (بعرفة) قال : حججت مع النبی ﷺ فلم يصمه ، ومع أبی بكر رضی الله عنه فلم يصمه ومع عمر رضی الله عنه فلم يصمه ، و مع عثمان رضی الله عنه فلم يصمه ، وأنا لا أصومه ، ولا آمر به ، ولا أنهى عنه))

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مقام عرفہ میں عرفہ کے دن روزہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا آپ نے اس دن کا روزہ نہ رکھا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی (حج کیا) انہوں نے بھی یہ روزہ نہ رکھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(۱) [صحیح مسلم (۱۱٦۲) كتاب الصيام : باب استحباب صيام ثلاثه أيام من كل شهر و صوم يوم عرفة]

(۲) [ترمذی (۷٥۰) كتاب الصوم : باب ما جآء في كراهية صوم يوم عرفة بعرفة]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کے ساتھ بھی (حج کیا) انہوں نے بھی یہ روزہ نہ رکھا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی (حج کیا) انہوں نے بھی یہ روزہ نہ رکھا اور میں بھی (حج کرتے ہوئے) یہ روزہ نہیں رکھتا۔ اور اس کے رکھنے کا حکم بھی نہیں دیتا اور اس سے روکتا بھی نہیں۔" (۱)

علاوہ ازیں جس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ

((نهى رسول الله ﷺ عن صوم يوم عرفة بعرفات))

"رسول اللہ ﷺ نے مقام عرفات میں یوم عرفہ کے روزے سے منع فرمایا ہے۔"

وہ ضعیف اور نا قابل حجت ہے۔(۲)

عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((ما ذهب إليه الجمهور من أنه يستحب الفطر يوم عرفة بعرفة هو الظاهر' ويدل عليه حديث أبى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ نهى عن صوم عرفة بعرفة))

"جمہور جس طرف گئے ہیں کہ مقام عرفات میں عرفہ کے دن روزہ چھوڑنا مستحب ہے یہی بات ظاہر ہے اور اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے (وہ یہ ہے) کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام عرفات میں عرفہ کے روزے سے منع فرمایا ہے۔"(۳)

---

(۱) [ترمذی (۷۵۱) كتاب الصوم : باب ما جآء فی كراهية صوم يوم عرفة بعرفة]

(۲) [ضعیف ابن ماجة (۳۷۸) كتاب الصيام : باب صيام يوم عرفة' ضعيف ابو داود (۴۲۱) سلسلة الأحاديث الضعيفة (۴۰۴)] شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے لیکن امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے بخاری کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔[مستدرك حاكم (۴۳۴/۱)] اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ امام ابن خذیمہ رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔[تلخيص الحبير(۴۰۷/۲)]

(۳) [تحفة الأحوذى (۵۲۰/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسائل عیدین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسائل عیدین

عیدین کا معنی ومفہوم

"عیدین" لفظ "عید" کا تثنیہ ہے جو دراصل باب عَادَ یَعُوْدُ (نصر) سے مشتق ہے۔اس کا معنی "لوٹنا" یا بار بار لوٹ کر آنے والا دن" مستعمل ہے۔عیدین سے مراد عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہے۔ان دونوں کا نام اس لیے عید رکھا گیا ہے کیونکہ یہ دن بار بار خوشی لے کر لوٹتے ہیں۔اس کی جمع" أعیاد "آتی ہے۔(۱)

کتب سیر کے مطابق یہ عید دوسری ہجری میں مشروع ہوئی۔لیکن بعض حضرات نے یہ مؤقف ظاہر کیا ہے کہ عید ہجرت کے پہلے سال مشروع ہوئی۔(۲)

عید کے دن غسل کرنا

حضرت فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((أن النبی ﷺ کان یغتسل یوم الجمعة ویوم الفطر ویوم النحر))

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن' عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔"(۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں حدیث مروی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے۔(٤)

---

(۱) [القاموس المحیط (ص/٢٧٤) المنجد (ص/٥٩٠) نیل الأوطار (٥٧٩/٢) تحفة الأحوذی (٩١/٣)]

(۲) [سبل السلام (٦٨٤/٢) الفقه الإسلامی وأدلته (١٣٨٦/٢)]

(۳) [ابن ماجة (١٣١٦) کتاب إقامة الصلاة والسنة فیها : باب ما جاء فی الاغتسال......] شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔[إرواء الغلیل (١٤٦)] حافظ بوصیریؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔[الزوائد (٤٣١/١)]

(٤) [إرواء الغلیل (١٤٦) تلخیص الحبیر (٨٠/٢) الدرایة (٥/١) ابن ماجة (١٣١٥)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام بزارؒ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔(۱)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ امام بزارؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ "مجھے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن غسل کے متعلق کوئی صحیح حدیث یاد نہیں۔(۲)

گو کہ اس معنی میں جتنی روایات مروی ہیں ان میں کچھ نہ کچھ ضعف بہر حال موجود ہے لیکن دیگر مختلف آثار صحابہ سے ان کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

((أنه كان يغتسل يوم الفطر قبل أن يغدو إلى المصلى))

"آپ رضی اللہ عنہ عیدالفطر کے دن عیدگاہ کی جانب جانے سے پہلے غسل کرلیا کرتے تھے۔"(۳)

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما "جو بے حد شدت سے سنت کی پیروی کرتے تھے" (کے عمل سے) ثابت ہے کہ وہ عیدگاہ کی طرف نکلنے سے پہلے غسل کرلیا کرتے تھے۔(٤)

گذشتہ تفصیل اس بات کی متقاضی ہے کہ غسل عیدین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کوئی صحیح حدیث مروی نہیں ہے البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اثر صحیح ہے لہذا فقدانِ احادیث کے وقت آثار صحابہ پر عمل کرلینا ہی زیادہ قرین قیاس ہے۔(واللہ اعلم)

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ:

((وجملته أنه يستحب أن يتطهر بالغسل للعيد و كان ابن عمر يغتسل

---

(۱) [كشف الأستار (٦٤٨)] اسے شیخ محمد صبحی حسن حلاقؒ نے توصیح کہا ہے۔[التعليق على السيل الجرار (٢٩٨/١)] مگر امام ہیثمیؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔[المجمع (١٩٨/٢)]

(۲) [تلخيص الحبير (٨١/٢)]

(۳) [مؤطا (١٧٧/١) كتاب العيدين : باب العمل فى غسل العيدين ' الأم للشافعي (٢٦٥/١)] امام نوویؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[المجموع (٦/٥)]

(٤) [زاد المعاد (٤٤٢/١)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

يوم الفطر وروى ذلك عن علي رضی اللہ عنہ، وبه قال علقمة وعروة وعطاء والنخعي والشعبي وقتادة وأبو الزناد ومالك والشافعي وابن المنذر لما روى ابن عباس والفاكه بن سعد أن رسول الله كان يغتسل يوم الفطر والأضحى))

”عید کے لیے غسل کے ذریعے طہارت حاصل کرنا مستحب ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن غسل کیا کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت کیا گیا ہے اور امام علقمہ' امام عروہ' امام عطاء' امام نخعی' امام شعبی' امام قتادہ' امام ابوالزناد' امام مالک' امام شافعی اور امام ابن منذر رحمہم اللہ اجمعین بھی اسی کے قائل ہیں کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔“ (۱)

عید کے دن عمدہ لباس پہننا

عید کے دن عمدہ اور بہترین لباس پہننا مستحب ہے۔

(1) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((أن النبي ﷺ كان يلبس البرد الأحمر في العيدين وفي الجمعة))

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں اور جمعہ کے دن سرخ چادریں پہنا کرتے تھے۔“ (۲)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((أن النبي ﷺ كان يلبس برد حبرة في كل عيد))

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر عید میں دھاری دار چادریں پہنا کرتے تھے۔“ (۳)

---

(۱) [المغني (۱۳/ ۲۵٦)]

(۲) [ابن خزيمة (۱۳۲/۳)'(۱۷٦٦)] شیخ البانی ؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کی سند میں حجاج بن اَرطاۃ راوی ضعیف ہے۔ التعليقات الرضية على الروضة الندية (۳۸۵/۱)]

(۳) [طبراني أوسط (۷٦۰۹)] امام ہیثمی ؒ فرماتے ہیں کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔[مجمع الزوائد (۱۹۸/۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی لباس بازار میں بکتا ہوا پایا تو اسے پکڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور عرض کیا:

((یا رسول الله! أبتع هذه فتجمل بها للعيد والوفد))

''اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے خرید لیجیے اور اس کے ذریعے عید اور وفد کے لیے خوبصورتی اختیار کیجیے۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إنما هذه لباس من خلاق له))

''بے شک یہ ایسے شخص کا لباس ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔'' (١)

امام شوکانیؒ کا فتویٰ:

عیدین میں میسر لباس میں سے سب سے اچھا لباس پہننا اور اسی طرح سب سے عمدہ خوشبو لگانا مسنون وماثور ہے۔ (٢)

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ:

((ويستحب أن يتنظف ويلبس أحسن ما يجد ويتطيب ويتسوك))

''(عید کے روز) صاف ستھرا بننا، میسر لباس میں سے عمدہ و بہترین لباس پہننا، خوشبو لگانا اور مسواک کرنا مستحب ہے۔'' (٣)

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ

عیدین کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سب سے بہترین لباس پہنتے تھے۔ (٤)

---

(١) [بخاری (٩٤٨، ٨٨٦) كتاب الجمعة : باب في العيدين والتجمل فيه، مسلم (٢٠٦٨) أبو داود (١٠٧٦) نسائی (٩٦/٣)]

(٢) [السيل الجرار (٣٢٠/١)]

(٣) [المغنى (٢٥٧/١٣)]

(٤) [زاد المعاد (١٢١/١)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمازعیدالفطر سے پہلے فطرانہ کی ادائیگی

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((فرض رسول الله زكاة الفطر صاعا من تمر أو صاعا من شعير على العبد والحر والذكر والأنثى والصغير والكبير من المسلمين وأمر بها أن تؤدى قبل خروج الناس إلى الصلاة))

''رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے غلام' آزاد' مرد' عورت' بچے اور بوڑھے سب پر صدقہ فطر فرض کیا ہے۔ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع جو سے۔اور اس کے متعلق حکم دیا ہے کہ یہ فطرانہ نماز کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔'' (۱)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں

((فمن أداها قبل الصلاة فهي زكاة مقبولة ومن أداها بعد الصلاة فهي صدقة من صدقات))

''جس نے اسے نماز (عید) سے پہلے ادا کر دیا تو یہ قابل قبول زکوۃ ہو گی اور جس نے نماز کے بعد اسے ادا کیا تو وہ صرف صدقات میں سے ایک صدقہ ہی ہے (یعنی صدقہ فطر نہیں ہوگا)۔'' (۲)

معلوم ہوا کہ یہ صدقہ نماز عید کے لیے روانگی سے پہلے ادا کر دینا ضروری ہے اور اگر عید سے ایک' دو دن پہلے ادا کر دیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔(۳)

نماز عید سے پہلے کھانا

نماز عید الفطر کے لیے عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے کچھ کھا لینا اور نماز عید الاضحیٰ کے

(۱) [بخاری (۱۵۰۳) كتاب الزكاة : باب فرض صدقة الفطر' مسلم (۹۸٤)]

(۲) [أبو داود (۱٦۰۹) كتاب الزكاة : باب زكاة الفطر' ابن ماجة (۱۸۲۷) دارقطنی (۱۳۸/۲) شیخ البانیؒ نے اسے حسن کہا ہے۔[إرواء الغليل (۸٤۳)'(۳۳۲/۳)]

(۳) [المغنی (۳۰۰/٤) فتاوی ابن باز مترجم (۱۲۷/۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیے جانے سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے اور نمازِ عیدالفطر سے پہلے کھجوریں کھانا اور طاق عدد میں کھانا بھی مستحب ہے جیسا کہ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((کان النبی ﷺ لا یخرج یوم الفطر حتی یطعم ولا یطعم یوم الأضحی حتی یصلی))

''نبی ﷺ عیدالفطر کے دن اس وقت تک نہ نکلتے جب تک کہ کچھ کھا نہ لیتے اور عیدالاضحیٰ کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھاتے جب تک کہ نماز نہ پڑھ لیتے۔'' (۱)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((کان رسول اللہ ﷺ لا یغدوا یوم الفطر حتی یاکل تمرات ......و یاکلھن وترا))

''رسول اللہ ﷺ نمازِ عیدالفطر کے لیے نکلنے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرمایا کرتے تھے اور طاق عدد میں کھجوریں کھایا کرتے تھے۔'' (۲)

نمازِ عیدین کا حکم

نمازِ عیدین ہر مکلّف شخص پر واجب ہے جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

((أمرنا أن نخرج العواتق والحیض فی العیدین یشھدن الخیر ودعوة المسلمین و تعتزل الحیض المصلی))

---

(۱) [ترمذی (۵٤۲) کتاب الصلاة : باب ما جآء فی الأکل یوم الفطر قبل الخروج ' ابن ماجة (۱۷۵٦) دارمی (۳۷۵/۱) ابن خزیمة (۱٤۲٦)] شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحیح ترمذی (٤٤۷)]

(۲) [بخاری (۹۵۳) کتاب العیدین : باب الأکل یوم الفطر قبل الخروج ' ابن ماجة (۱۷۵٤) أحمد (۱۲٦/۳) ابن خزیمة (۱٤۲۹)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم جوان لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو بھی عیدین میں ساتھ لے کر نکلیں تا کہ وہ بھی مسلمانوں کے امور خیر اور دعاؤں میں شریک ہوں البتہ حائضہ عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں (یعنی نماز ادا نہ کریں)۔(۱)

(2) صحیح بخاری کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ''ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم (ان خواتین کو) نکالیں......۔''(۲)

(3) ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا جب ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو اور اس وجہ سے وہ (نماز عید کے لیے) نہ جا سکے تو کیا اس پر کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لتلبسها صاحبتها من جلبابها فليشهدن الخير ودعوة المسلمين))

''اس کی سہیلی اپنی چادر کا ایک حصہ اسے اوڑھا دے اور پھر وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔''(۳)

(4) کچھ لوگوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذشتہ روز چاند دیکھنے کی شہادت دی تو

((فأمرهم أن يفطروا وإذا أصبحوا أن يغدو إلى مصلاهم))

''آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ روزہ کھول دیں اور جب صبح ہو تو وہ عیدگاہ کی طرف جائیں۔''(٤)

---

(۱) [بخاری (۹۸۱) كتاب الجمعة : باب اعتزال الحيض المصلى، مسلم (۸۹۰) أبو داود (۱۱۳٦) ترمذی (٥۳۷) نسائی (۱۸۰/۳)]

(۲) [بخاری (۹۷٤)]

(۳) [بخاری (۹۸۰) كتاب العيدين : باب إذا لم يكن لها جلباب في العيد]

(٤) [أبو داود (۱۱٥۷) كتاب الصلاة : باب إذا لم يخرج الإمام للعيد من يومه يخرج من الغد، شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحيح أبو داود (۱۰۲٦)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب حائضہ اور بغیر چادر والی معذور خواتین کو عیدگاہ میں حاضر ہونے کا حکم ہے تو مردوں کو بالاولی حکم ہے۔

بعض حضرات نے اس آیت ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ سے نماز عید مراد لی ہے لیکن یہ بات راجح نہیں کیونکہ یہ سورت مکی ہے اور نماز عید مدینہ میں مشروع ہوئی۔(۱)

امام شوکانیؒ کا فتوی:

وجوب کے دلائل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

((وهذا كله يدل على أن هذه الصلاة واجبة وجوبا مؤكدا على الأعيان لا على الكفاية))

''یہ سب دلائل ثبوت ہیں کہ بے شک یہ نماز (یعنی نماز عید) تاکیدی طور پر فرض عین ہے فرض کفایہ نہیں۔'' (۲)

شیخ البانیؒ کا فتوی:

((فالأمر المذكور يدل على الوجوب وإذا وجب الخروج وجبت الصلاة من باب أولى كما لا يخفى فالحق وجوبها لا سنيتها فحسب ومن الأدلة على ذلك أنها مسقطة للجمعة إذا اتفقتا في يوم واحد كما سبق في كتاب المؤلف قريبا وما ليس بواجب لا يسقط واجبا))

''(حدیث میں) مذکور حکم وجوب پر دلالت کرتا ہے اور جب نکلنا واجب ہے تو نماز بالأولی واجب ہے جیسا کہ یہ مخفی نہیں ہے لہذا اس کا سنت ہونا نہیں بلکہ وجوب ہی برحق ہے۔ اور اس کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ یہ نماز جمعہ کو ساقط کر دیتی ہے جبکہ یہ دونوں ایک ہی دن اکٹھے ہو جائیں' جیسا کہ مؤلف کی کتاب میں قریب ہی یہ گزرا ہے' اور جو چیز

(۱) [فتح البيان (۵۶۳/۷) أحكام القرآن لابن العربي (۱۹۸۶/٤)]

(۲) [السيل الجرار (۳۱۵/۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(خود) واجب نہ ہو وہ کسی (دوسرے) واجب کو ساقط نہیں کر سکتی۔"(۱)

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ:

((وصلاة العيد فرض على الكفاية))

"اور نماز عید فرض کفایہ ہے۔"(۲)

امام ابن تیمیہؒ کا فتویٰ:

"یہ عید سب لوگوں پر واجب ہے۔(۳)

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ:

((صلاة العيدين : الفطر والأضحى، كل منهما فرض كفاية، وقال بعض أهل العلم، أنهما فرض عين كال جمعة، فلا ينبغي للمومن تركها))

"نماز عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ (کی نماز) ان میں سے ہر ایک فرض کفایہ ہے اور بعض اہل علم نے یہ کہا ہے کہ یہ دونوں جمعہ کی طرح فرض عین ہیں اور کسی مومن کے لیے انہیں چھوڑنا جائز نہیں۔"(٤)

نماز عیدین کا وقت

ان نمازوں کا وقت طلوع آفتاب سے لے کر آفتاب ڈھلنے تک ہے۔

(1) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((أنه خرج مع الناس يوم عيد فطر أو أضحى فأنكر إبطاء الإمام وقال إنا كنا قد فرغنا ساعتنا هذه وذلك من التسبيح))

---

(۱) [تمام المنة (ص/٣٤٤)]

(۲) [المغنى (٢٥٣/٣)]

(۳) [مجموع الفتاوى (١٦١/٢٣)]

(٤) [فتاوى اللجنة الدائمة (٢٨٤/٨)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''وہ لوگوں کے ساتھ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نکلے تو انہیں امام کے تاخیر کر دینے پر نہایت تعجب ہوا اور انہوں نے کہا کہ بے شک ہم تو اس وقت (نماز پڑھ کے) فارغ ہو چکے ہوتے تھے اور وہ نماز چاشت کا وقت تھا۔'' (١)

(2) حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((کان النبی ﷺ یصلی بنا یوم الفطر والشمس علی قید رمحین والأضحیٰ علی قید رمح))

''نبی ﷺ عید الفطر اس وقت پڑھتے تھے جب سورج دو نیزوں کے برابر بلند ہو جاتا اور عید الاضحیٰ اس وقت پڑھتے جب سورج ایک نیزے کے برابر ہوتا۔'' (٢)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

نماز عیدین کے وقت کی تعیین میں سب سے اچھی وارد شدہ حدیث حدیثِ جندب رضی اللہ عنہ ہے۔ (٣)

امام شافعی رحمہ اللہ نے مرسلا روایت کیا ہے کہ

''نبی ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی طرف جو کہ نجران میں تھے خط لکھا کہ عید الاضحیٰ جلدی پڑھا کرو اور عید الفطر کچھ تاخیر سے پڑھا کرو۔'' (٤)

---

(١) [أبو داود (١١٣٥) كتاب الصلاة : باب وقت الخروج إلى العيد ' إرواء الغليل (١٠١/٣) ابن ماجة (١٣١٧) بخاری تعلیقا (٩٦٨) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحيح أبو داود (١٠٤٠) تمام المنة (ص/٣٤٨) التعليقات الرضية على الروضة الندية (٣٨٧/١)]

(٢) [تلخيص الحبير (١٦٧/٢) اس کی سند میں معلّٰی بن ھلال راوی کذاب ہے اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے یہ وضاحت کی ہے۔ [التعليقات الرضية على الروضة الندية (٣٨٦/١) تمام المنة (ص/٣٤٧)]

(٣) [نيل الأوطار (٥٩٢/٢)]

(٤) [بدائع المنن (١٧٣-٢٧٢/١)' (٤٩٠) اس کی سند میں ابراہیم بن محمد شیخ الشافعی ضعیف ہے۔ [الروضة الندية (٣٦٥/١)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ ان احادیث میں ضعف ہے لیکن ان سے ماخوذ مسائل پر اتفاق ہے۔(۱)

نمازِ عیدین کا آخری وقت زوال آفتاب ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زوالِ آفتاب کے بعد چاند نظر آنے کی اطلاع ملنے پر کہا کہ "کل صبح لوگ نماز عید کے لیے عید گاہ پہنچیں۔"(۲)

اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔(۳)

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

((و كان يؤ خر صلاة عيدالفطر و يعجل الأضحى))

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازعیدالفطر (کچھ) تاخیر سے ادا کرتے تھے اور نمازعیدالاضحیٰ جلدی ادا کرتے تھے۔"(٤)

اگر زوالِ آفتاب کے بعد عید کا علم ہو

تو نماز عید کے لیے اگلے روز عیدگاہ جانا چاہیے۔جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اس کی دلیل ہے:

((عن أبي عمير بن أنس' عن عمومة له من الصحابة' أن ركبا جاء وا' فشهدوا أنهم رأوا الهلال بالأمس' **فأمرهم النبي ﷺ أن يفطرو' وإذا أصبحوا أن يغدو إلى مصلاهم))**

"حضرت ابو عمیر بن انس رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک چچا صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ چند سوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور انہوں نے شہادت دی کہ انہوں نے کل شام

(۱) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فتح الباری (۳۵۷/۲) زاد المعاد (٤٤٢/۱) موسوعة الإجماع في الفقه الإسلامي (٦٥٤/٢)]

(۲) [أبو داود (۱۱۵۷) صحيح أبو داود (۱۰۲٦)]

(۳) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: البحر الزخار (٥٥٣٢) نيل الأوطار (٥٩٢/٢) الروضة الندية (٣٦٥/١)]

(٤) [زاد المعاد (١٢١/١)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چاند دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے حکم دے دیا کہ ''روزہ افطار کر دو اور کل صبح نماز عید کے لیے عیدگاہ میں آ جاؤ۔'' (۱)

نماز عید کے لیے کھلے میدان کا انتخاب

(1) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((كان النبي ﷺ يخرج يوم الفطر والأضحى إلى المصلى))

''نبی ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ کی طرف باہر نکلتے تھے۔'' (۲)

(2) ایک قافلے نے گذشتہ روز چاند دیکھنے کی شہادت دی تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ

((وإذا أصبحوا أن يغدوا إلى مصلاهم))

''جب صبح ہو تو وہ عیدگاہ کی طرف نکل آئیں۔'' (۳)

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے نماز عید کے لیے مسجد نہیں بلکہ عیدگاہ کو ہی ہمیشہ اختیار فرمایا۔ (٤)

امام ابن قدامہؒ کا فتوی:

((السنة أن يصلي العيد في المصلى))

''عیدگاہ میں نماز عید ادا کرنا سنت ہے۔'' (٥)

---

(۱) [أبو داود (۱۱۵۷) كتاب الصلاة : باب إذا لم يخرج الإمام للعيد من يومه يخرج من الغد' شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ [صحيح أبو داود (۱۰۲٦)]

(۲) [بخاري (۹۵٦) كتاب الجمعة : باب الخروج إلى المصلى بغير منبر' مسلم (۸۸۹)]

(۳) [أبو داود (۱۱۵۷) كتاب الصلاة : باب إذا لم يخرج الإمام للعيد...... ' أحمد (٥/٥٨) نسائي (۳/۱۸۰)]

(٤) [تفصیل کے لیے دیکھیے : الروضة الندية (۱/۳٦۳) سبل السلام (۲/٦۷۹)]

(٥) [المغني (۳/۲٦۰)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سعودی مجلس افتاء کا فتوی:

((المشروع أن تؤدى صلاة العيدين فى الفضاء))

''مشروع یہ ہے کہ نماز عیدین فضاء میں ادا کی جائے۔''(۱)

کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز عید کی ادائیگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((أنهم أصابهم مطر فى يوم عيد فصلى بهم النبى ﷺ صلاة العيد فى المسجد))

''ایک عید کے موقع پر لوگوں کو بارش نے آ لیا تو نبی ﷺ نے انہیں نماز عید مسجد میں پڑھا دی۔''(۲)

یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی ایسی روایت موجود ہے کہ بارش ہو جائے تو مسجد میں نماز عید پڑھی جا سکتی ہے۔(۳)

اور اس قاعدے کی وجہ سے بھی جواز کا اشارہ ملتا ہے:

((الضرورات تبيح المحظورات))

''ضرورتیں ممنوع کاموں کو مباح بنا دیتی ہیں۔''(٤)

علماء نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے کہ نماز عید وسیع و کشادہ مسجد میں پڑھنا افضل ہے یا آبادی سے باہر نکل کر پڑھنا افضل ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ

(۱) [فتاوى اللجنة الدائمة (۲۹۱/۸)]

(۲) [أبو داود (۱۱٦۰) كتاب الصلاة : باب يصلى بالناس العيد فى المسجد ......' ابن ماجة (۱۳۱۳) شیخ البانیؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔[ضعيف أبو داود (۲٤۸)]

(۳) [بيهقى (۳۱۰/۳)]

(٤) [القوانين الفقهية الكبرى للدكتور صالح بن غانم (ص/۲٤۷)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر علاقے کی مسجد ہی وسیع و کشادہ ہو تو مسجد میں پڑھنا افضل ہے کیونکہ اصل مقصود مرد اور خواتین کا اجتماع ہے اور وہ مسجد میں ہی ہو سکتا ہے تو باہر نکلنے کی ضرورت نہیں۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ

آبادی سے باہر نکلنا ہی افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اسی پر مداومت اختیار فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آبادی سے باہر نماز عید کے متعلق کہا کہ

((لو لا أنه سنة لصليت في المسجد))

''اگر یہ عمل (یعنی آبادی سے باہر نکل کر نمازِ عید ادا کرنا) سنت نہ ہوتا تو میں مسجد میں نماز پڑھ لیتا۔'' (۱)

امام مالکؒ کا موقف زیادہ مناسب ہے۔(۲)

عورتوں کا عیدگاہ جانا

www.KitaboSunnat.com

عورتیں خواہ جوان ہوں یا بوڑھی' کنواری ہوں یا بیوہ' حائضہ ہوں یا طاہرہ انہیں عیدگاہ کی طرف جانا چاہیے اور کم از کم مسلمانوں کی دعا میں ضرور شرکت کرنی چاہیے ہاں البتہ وہ خواتین جو عدت میں ہیں یا ان کے نکلنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے یا ان کے پاس کوئی عذر ہے تو وہ گھر میں بھی نماز عید ادا کر سکتی ہیں۔ خواتین کو بھی عیدگاہ کی طرف نکلنا چاہیے اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

((أمرنا أن نخرج العواتق والحيض في العيدين يشهدن الخير ودعوة المسلمين و تعتزل الحيض المصلى))

(۱) [ابن أبي شيبة (۲/۱۸۵) نيل الأوطار (۲/۵۹۱) سبل السلام (۲/۶۸۶) فتح الباري (۳/۱۲۶)]

(۲) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: السيل الجرار (۱/۳۲۰)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم جوان لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو بھی عیدین میں ساتھ لے کر نکلیں تا کہ وہ بھی مسلمانوں کے امور خیر اور دعاؤں میں شریک ہوں البتہ حائضہ عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں (یعنی نماز ادا نہ کریں)۔(۱)

امام ابن قدامہؒ کا فتوی:

((ولا باس بخروج النساء یوم العید إلی المصلی))

''عید کے دن عورتوں کے عیدگاہ کی طرف نکلنے میں کوئی حرج نہیں۔(۲)

سید سابقؒ کا فتوی:

((یشرع خروج الصبیان و النساء فی العیدین للمصلی من غیر فرق بین البکر و الشیب و الشابة و العجوز و الحائض))

''عیدین میں عیدگاہ کے لیے بچوں اور عورتوں کا نکلنا مشروع ہے بغیر اس فرق کے کہ عورت کنواری ہو یا شوہر دیدہ ہو یا بوڑھی ہو یا جوان ہو یا حائضہ ہو۔''(۳)

سعودی مجلس افتاء کا فتوی:

((من السنة خروج النساء إلی المصلی فی یوم العیدین))

''عیدین کے دو دنوں میں خواتین کا عیدگاہ کی طرف نکلنا مسنون ہے۔''(٤)

شیخ ابن جبرین کا فتوی:

''عیدین کی نماز کے لیے عورتوں کا گھر سے باہر جانا مشروع ہے' عورتوں کو اس کی خاص طور پر تاکید کی جائے۔ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''ہمیں نماز عید کے لیے جانے

(۱) [بخاری (۹۸۱) کتاب الجمعة : باب اعتزال الحیض المصلی ' مسلم (۸۹۰) أبو داود (۱۱۳٦) ترمذی (۵۳۷) نسائی (۱۸۰/۳)]

(۲) [المغنی (۲٦۳/۳)]

(۳) [فقه السنة (۲٤۱/۱)]

(٤) [فتاوی اللجنة الدائمة (۲۸٦/۸)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کا حکم دیا جاتا تھا' یہاں تک کہ کنواری' بچی اور حائضہ عورت کو بھی ساتھ لے جانے کا حکم تھا۔'' وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر تکبیرات پڑھیں اور ان کی دعاؤں میں شرکت کریں اور اس دن کے فیوض و برکات کی امید رکھیں۔ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کنواری دوشیزاؤں' باپردہ اور حائضہ عورتوں کو نماز عیدین کے مواقع پر گھروں سے باہر نکالتے۔ جہاں تک حائضہ عورتوں کا تعلق ہے تو وہ عیدگاہ سے الگ رہ کر خیر و برکت اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شرکت کریں۔ اس پر اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اس کی بہن اسے اپنی چادر پہنا دے۔'' (۱)

عورتیں باپردہ ہو کر نکلیں

کیونکہ شریعت نے عورت کو گھر سے باہر نکلتے وقت حجاب کی تلقین فرمائی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب : ۵۹]

''اے نبی! اپنی بیویوں' اپنی بیٹیوں اور مومنین کی عورتیں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔''

اور حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا جب ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو اور اس وجہ سے وہ (نماز عید کے لیے) نہ جا سکے تو کیا اس پر کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لتلبسها صاحبتها من جلبابها فليشهدن الخير و دعوة المسلمين))

''اس کی سہیلی اپنی چادر کا ایک حصہ اسے اوڑھا دے اور پھر وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا

---

(۱) [فتاوی برائے خواتین (ص/۱۲۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں شریک ہوں۔"(۱)

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ:

((أن خروج النساء لصلاة العيدين سنة مؤكدة لكن بشرط أن يخرجن متسترات لا متبرجات))

"بلاشبہ عورتوں کا نماز عیدین کے لیے نکلنا سنت مؤکدہ ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ باپردہ ہو کر نکلیں، زیب و زینت ظاہر کر کے نہ نکلیں۔"(۲)

عورتیں خوشبو لگا کر نہ نکلیں

(1) ((عن أبي موسى عن النبي ﷺ قال : **كل عين زانية والمرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا وكذا يعني زانية**))

"حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے اور عورت جب خوشبو لگائے پھر کسی مجلس کے قریب سے گزرے تو وہ اس طرح اور اس طرح ہے یعنی بدکار ہے۔"(۳)

(2) ((عن زينب امرأة عبدالله قالت : قال لنا رسول الله ﷺ "**إذا شهدت إحداكن المسجد فلا تمس طيبا**"))

"حضرت زینب رضی اللہ عنہا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے فرمایا "جب تم میں سے کوئی مسجد میں حاضر ہو تو خوشبو مت لگائے۔"(۴)

---

(۱) [بخاری (۹۸۰) كتاب العيدين : باب إذا لم يكن لها جلباب في العيد]

(۲) [فتاوى اللجنة الدائمة (۲۸۷/۸)]

(۳) [ترمذی (۲۷۸٦) كتاب الأدب : باب ما جاء في كراهية خروج المرأة متعطرة ' شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔]

(٤) [مسلم (۹۹۷) كتاب الصلاة : باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة وأنها لا تخرج مطيبة]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ:

((وإنما يستحب لهن الخروج غير متطيبات ولا يلبسن ثوب شهرة ولا زينة))

''اور بے شک عورتوں کے لیے خوشبو لگائے بغیر نکلنا مستحب ہے اور وہ شہرت یا زینت کا لباس بھی مت پہنیں۔''(۱)

شیخ ابن جبرین کا فتویٰ:

واضح رہے کہ نماز عید کے لیے جاتے وقت عورتوں کو خوشبو اور فتنہ انگیز زیب و زینت سے اجتناب کرتے ہوئے انتہائی سادگی کے ساتھ مردوں سے الگ الگ رہنا چاہیے۔(۲)

بچوں کو عیدگاہ لے کر جانا

جائز اور درست ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ہے کہ

((باب خروج الصبيان إلى المصلى))

''باب بچوں کو عیدگاہ لے کر جانا''

اور اس کے تحت یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال : خرجت مع النبي ﷺ يوم فطر أو أضحى فصلى العيد ثم خطب ثم أتى النساء فوعظهن وذكرهن وأمرهن بالصدقة))

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نبی ﷺ کے ساتھ نکلا۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھی پھر عورتوں کی طرف آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کیا اور صدقہ کا حکم دیا۔''(۳)

---

(۱) [المغنی (۲٦٥/۳)]

(۲) [فتاوی برائے خواتین (ص/۱۲۳)]

(۳) [بخاری (۹۷٥) كتاب العيدين : باب خروج الصبيان إلى المصلى]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ:

((لا یمنع الأولاد من الحضور إلی مصلی العید إذا کانوا سبع سنین فأکثر لقوله " **مروا أبنائکم بالصلاة لسبع واضربوهم علیها لعشر وفرقوا بینهم فی المضاجع**))

''بچوں کو عیدگاہ میں حاضر ہونے سے نہ روکا جائے جبکہ وہ سات سال یا اس سے زیادہ عمر کے ہوں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور انہیں دس سال کی عمر میں مارو اور ان کے بستر علیحدہ کر دو۔'' (۱)

عیدگاہ کی طرف پیدل جانا

(1) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((من السنة أن یخرج إلی العید ما شیا))

''عیدگاہ کی جانب پیدل چل کے جانا سنت ہے۔'' (۲)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں عام لفظ ہیں:

((إذا نودی بالصلاة فاتوها وأنتم تمشون))

''جب تمہیں نماز کے لیے آذان دی جائے تو تم اس کی طرف چلتے ہوئے آؤ۔'' (۳)

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ

---

(۱) [فتاوی اللجنة الدائمة (۲۸۹/۸)]

(۲) [ترمذی (۵۳۰) کتاب الجمعة : باب ما جاء فی المشی یوم العید' ابن ماجة (۱۲۹۶) شیخ البانیؒ نے اسے حسن کہا ہے۔[صحیح ترمذی (۴۳۷)] اس کی سند میں حارث اعور راوی ہے جسے امام نوویؒ نے بالاتفاق کذاب کہا ہے لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔ خلاصة الأحکام (۸۲۲/۲) نیل الأوطار (۵۸۲/۲)]

(۳) [مسلم (۹۴۶) کتاب المساجد و مواضع الصلاة : باب استحباب اتیان الصلاة بوقار و سکینه]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

((والعمل علی هذا الحديث عند أكثر أهل العلم يستحبون أن يخرج الرجل إلى العيد ماشيا وألا يركب إلا من عذر))

''اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ وہ عید کے لیے مردوں کا پیدل جانا پسند کرتے ہیں اور یہ کہ کوئی بھی بغیر عذر کے سوار نہ ہو۔''(۱)

امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کیا ہے

((المشي والركوب إلى العيد......))

''عید کے لیے پیدل چلنا اور سوار ہو کر جانا......''(۲)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ

شاید امام بخاریؒ نے اس باب کو قائم کر کے نماز عید کے لیے چل کر جانے کے استحباب میں وارد احادیث کی تضعیف کی طرف اشارہ کیا ہے (یعنی امام بخاریؒ عید کے لیے چل کر جانا اور سوار ہو کر جانا دونوں طرح جائز سمجھتے ہیں)۔(۳)

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ

راجح قول وہی ہے جسے اکثر اہل علم نے اختیار کیا ہے (یعنی چل کر جانا مستحب ہے)۔

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ

عیدین میں مسنون افعال میں سے پیدل چل کر جانا بھی ہے۔(۴)

عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیریں کہنا

عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیریں کہنی چاہییں جیسا کہ مندرجہ ذیل

(۱) [ترمذی (۵۳۰)]
(۲) [بخاری (۹۵۷)]
(۳) [فتح الباری (۱۲۷/۳۔۱۲۸)]
(۴) [السیل الجرار (۳۲۰/۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے:

(1) ایک روایت میں ہے کہ

((أن رسول الله ﷺ كان يخرج يوم الفطر فيكبر حتى ياتي المصلى وحتى يقضى الصلاة فاذا قضى الصلاة قطع التكبير))

''بے شک رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن تکبیریں کہتے ہوئے عیدگاہ کی طرف جاتے۔ نماز ادا کر لینے تک یہ سلسلہ جاری رکھتے اور جب نماز ادا کر لیتے تو تکبیریں کہنا چھوڑ دیتے۔'' (۱)

(2) ((عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه كان يغدو يوم العيد ويكبر ويرفع صوته حتى يبلغ الإمام))

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عید کے دن تکبیریں کہتے ہوئے روانہ ہوتے اور اپنی آواز بلند رکھتے حتیٰ کہ امام پہنچ جاتا (تو تکبیریں کہنا چھوڑ دیتے)۔'' (۲)

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ:

((ويكبر في طريق العيد ويرفع صوته بالتكبير))

''اور عید کے راستے میں تکبیر کہے اور تکبیر کے ساتھ اپنی آواز بلند کرے۔'' (۳)

تکبیرات کی ابتدا اور انتہا

عید الفطر میں شوال کا چاند دیکھنے کے بعد سے نماز عید الفطر کی ادائیگی تک تکبیریں کہنی چاہییں اور عید الاضحیٰ میں 9 ذوالحجہ سے لے کر 13 ذوالحجہ کی شام تک تکبیریں کہنی چاہییں۔ جیسا کہ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) [سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني (۱۷۱)' (۲/۱۱۹)]

(۲) [سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني (۱۷۱)' (۲/۱۲۱)]

(۳) [المغنى (۳/۲٦۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(1) ((عن ابن عباس قال : حق على الصائمين إذا نظروا إلى شهر شوال أن يكبروا الله حتى يفرغوا من عيدهم لأن الله يقول " **وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ** ")) [البقرة : ١٨٥]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ماہ شوال (کا چاند) دیکھنے کے بعد روزے داروں پر لازم ہے کہ وہ تکبیریں کہیں اور عید سے فارغ ہونے تک تکبیریں کہتے رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' تاکہ تم (ماہ رمضان کے روزوں کی) گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت پر تکبیر کہو۔'' (١)

(2) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ أَيَّامٍ مَعْدُوْدَاتٍ﴾ [البقرة :٢٠٣]

''اور گنتی کے چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں۔'' (٢)

امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

''ان دنوں سے مراد ایام تشریق ہیں۔'' (٣)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتوی:

''عید الفطر میں چاند دیکھ کر تکبیریں شروع کرنی چاہییں اور نماز عید سے فارغ ہونے پر چھوڑنی چاہییں۔'' (٤)

(١) [تفسير فتح القدير (٢٤٢/١)]

(٢) [بخاری (٩٦٩)]

(٣) [السيل الجرار (٣٢٠/١)]

(٤) [مجموع الفتاوی (٢٢١/٢٤)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سعودی مجلس افتاء کا فتوی:

((لا نعلم دعاء خاصا يشرع للمسلمين في صلاة العيد' أو يومه ولكن يشرع للمسلمين والتسبيح والتهليل والتحميد في ليلتي العيدين وصباح يومهما إلى انتهاء الخطبة من يوم عيدالفطر' وإلى انتهاء أيام تشريق في يوم عيد النحر))

''ہمیں کسی خاص دعا کا علم نہیں جو نماز عید میں یا عید کے دن میں مسلمانوں کے لیے مشروع ہو لیکن مسلمانوں کے لیے تسبیح' تہلیل اور تحمید بیان کرنا عیدین کی دو راتوں میں مشروع ہے اور ان دونوں عیدوں میں سے ایک یعنی عیدالفطر کے دن صبح کو خطبہ کے اختتام تک اور عیدالاضحیٰ میں ایام تشریق کے اختتام تک (تکبیریں کہنی چاہییں)۔'' (۱)

تکبیرات کے الفاظ

(1) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں:

'' اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ''

[بيهقي في السنن الكبرى (۳/ ۳۱٦) نيل الأوطار (۲/ ٦۲۱)]

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ لفظ ہیں:

'' اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ' اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ'' (۲)

(3) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں:

'' اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ'' (۳)

(۱) [فتاوى اللجنة الدائمة (۸/ ۳۰۲)]

(۲) [ابن أبي شيبة (۱/ ٤۸۹) الكنى للدولابي (۱/ ۱۲٤)]

(۳) [تمام المنة (ص/ ۳٥٦) إرواء الغليل (۳/ ۱۲٥) نيل الأوطار (۲/ ٦۲۱) ابن أبي شيبة (۱/ ٤۸۸) طبراني (۹/ ۳٥٥)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ کہنے چاہییں۔''(۱)

کیا عورتیں بھی تکبیریں کہیں گی؟

حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

(1) ((کنا نومر أن نخرج الحیض فیکبرن بتکبیرھم))

''ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم (عید کے روز) حائضہ عورتوں کو بھی نکالیں تا کہ وہ بھی تکبیرات کہنے میں لوگوں کی شریک ہوں۔''(۲)

(2) ((وکانت میمونة رضی اللہ عنها تکبر یوم النحر وکن النساء یکبرن خلف أبان بن عثمان وعمر بن عبدالعزیز لیالی التشریق مع الرجال فی المسجد))

''اور اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا دسویں تاریخ میں تکبیریں کہتی تھیں اور عورتیں ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے مسجد میں مردوں کے ساتھ تکبیریں کہا کرتی تھیں۔''(۳)

نماز عید کے لیے آذان اور اقامت نہیں

(1) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((صلیت مع النبی ﷺ العید غیر مرة ولا مرتین بغیر أذان ولا إقامة))

''میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز عید ایک مرتبہ یا دو مرتبہ نہیں (بلکہ کئی مرتبہ) بغیر

(۱) [الأم (۱/۱۰۴) المجموع (۵/۴۷) المبسوط (۲/۴۳) الهداية (۱/۸۷) المغنی (۳/۲۹۰) بداية المجتهد (۱/۱۷۴)]

(۲) [بخاری (۲۹۸۔ البغا)]

(۳) [بخاری (قبل الحدیث / ۹۷۰)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آذان واقامت کے پڑھی۔‘‘ (۱)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

’’عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن آذان نہیں کہی جاتی تھی۔‘‘ (۲)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((ولا نعلم فی هذا خلافا))

’’اور ہمیں اس میں کسی اختلاف کا علم نہیں (کہ نماز عیدین کے لیے آذان واقامت نہیں)۔‘‘ (۳)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز عید کے لیے آذان اور اقامت تو مشروع نہیں لیکن اس کے لیے ” الصلاة جامعة “ کے الفاظ کہے جاسکتے ہیں۔تو یاد رہے کہ یہ الفاظ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اس لیے انہیں نہ اپنانا ہی بہتر ہے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((إن النداء للعيد بدعة بأى لفظ كان ' والله أعلم))

’’عید کے لیے کسی بھی لفظ کے ساتھ نداء کرنا یقیناً بدعت ہے۔(واللہ اعلم)(٤)

نماز عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نفل نماز نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((أن النبی ﷺ صلی یوم العید رکعتین لم یصل قبلهما ولا بعدهما))

(۱) [مسلم (۸۸۷) کتاب صلاة العیدین ' أحمد (۹۱/۵) أبو داود (۱۱٤۸) ترمذی (۵۳۲)]

(۲) [بخاری (۹۵۹ ' ۹٦۰) کتاب الجمعة : باب المشی والرکوب إلی العید...... ' مسلم (۷۷٦)]

(۳) [المغنی (۲٦۷/۳)]

(٤) [حاشیه فتح الباری للشیخ ابن باز (٤۵۲/۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

''نبی ﷺ نے عید کے روز دو رکعت نماز پڑھائی جبکہ ان دو رکعتوں سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھی۔''(۱)

امام ابن قدامہؒ کا فتوی:

((یکرہ التنفل قبل صلاۃ العید وبعدھا للامام والماموم فی موضع الصلاۃ سواء کان فی المصلی أو المسجد وھو مذھب ابن عباس وابن عمر، وروی ذلک عن علی وابن مسعود وحذیفۃ وبریدۃ وسلمۃ بن الاکوع، وجابر وابن أبی أوفی وقال بہ شریح وعبداللہ بن مغفل والشعبی ومالک والضحاک والقاسم وسالم ومعمر وابن جریج ومسروق وقال الزھری: لم اسمع أحدا من علمائنا یذکر أن أحدا من سلف ھذہ الأمۃ کان یصلی قبل تلک الصلاۃ ولا بعدھا یعنی صلاۃ العید))

''نماز عید سے پہلے اور اس کے بعد میں امام اور مقتدی دونوں کے لیے نماز کی جگہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے خواہ وہ عیدگاہ میں ہوں یا مسجد میں۔ اور یہی حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے اور حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت بریدہ، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت جابر، حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مروی ہے اور امام شریح، امام عبداللہ بن مغفل، امام شعبی، امام مالک، امام ضحاک، امام قاسم، امام سالم، امام معمر، امام ابن جریج اور امام مسروق رحمہم اللہ اجمعین نے بھی یہی بات کہی ہے۔ اور امام زہریؒ نے کہا ہے کہ میں نے اپنے علماء میں سے کسی کو ذکر کرتے ہوئے نہیں سنا کہ اس امت کے سلف میں سے کوئی اس نماز سے پہلے نماز پڑھتا ہو اور نہ (ہی یہ سنا کہ) اس کے

(۱) [بخاری (۹۸۹) کتاب الجمعۃ: باب الصلاۃ قبل العید وبعدھا، مسلم (۸۸٤) أبو داود (۱۱۵۹) ترمذی (۵۳۷) ابن ماجۃ (۱۲۹۱) نسائی (۱۹۳/۳) أحمد (۳۵۵/۱) ابن الجارود (۲٦۱) شرح السنۃ (٦۰۹/۲) ابن خزیمۃ (۳٤۵/۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بعد پڑھتا ہو یعنی نماز عید کے۔“(۱)

نماز عید کے بعد گھر جا کر نماز

عید گاہ میں تو سوائے دو رکعت کے کوئی نماز پہلے یا بعد میں پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں البتہ عید گاہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر جا کر دو رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

((عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال کان رسول الله ﷺ لا یصلی قبل العید شیئا فإذا رجع إلی منزله صلی رکعتین))

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ”نبی ﷺ عید سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے البتہ جب اپنے گھر کی طرف لوٹتے تو دو رکعت نماز ادا فرما لیتے تھے۔“(۲)

عید گاہ میں امام کے سامنے سترہ رکھنا

(1) ((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال : کان النبی ﷺ یغدو إلی المصلی والعنزة بین یدیه تحمل وتنصب بالمصلی بین یدیه فیصلی إلیها))

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عید گاہ جاتے تو برچھا (ڈنڈا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا ہو) آپ ﷺ کے آگے آگے لے جایا جاتا تھا. پھر یہ عید گاہ میں آپ ﷺ کے سامنے گاڑ دیا جاتا اور آپ ﷺ اس کی آڑ میں

(۱) [المغنی (۲۸۰/۳)]

(۲) [ابن ماجة (۱۲۹۳) کتاب إقامة الصلاة والسنة فیها : باب ما جاء فی الصلاة قبل صلاة العید وبعدها، شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحیح ابن ماجة (۱۰۶۹)] حافظ بوصیریؒ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔[مصباح الزجاجة (۴۲۳/۱)] اور حافظ ابن حجرؒ نے بھی اسے حسن کہا ہے۔[فتح الباری (۱۵۹/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھتے۔‘‘(۱)

(2) ((عن ابن عمر رضی اللہ عنه أن النبی ﷺ کان ترکز له الحربة قدامه یوم الفطر و النحر ثم یصلی))

’’حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز کے لیے برچھی آگے آگے اٹھائی جاتی اور وہ عیدگاہ میں آپ کے سامنے گاڑ دی جاتی آپ اسی کی آڑ میں نماز پڑھتے۔‘‘(۲)

نماز عید کی رکعتیں

نماز عید کی دو رکعتیں ہیں:

(1) ((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ: ”أن النبی ﷺ خرج یوم الفطر فصلی رکعتین لم یصل قبلها ولا بعدها و معه بلال))

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عیدالفطر کے دن نکلے اور (عیدگاہ) میں دو رکعت نماز عید پڑھی۔ آپ ﷺ نے نہ اس سے پہلے نفل نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد۔ آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔‘‘(۳)

(2) ((عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قال : صلاۃ الأضحی رکعتان و صلاۃ الفطر رکعتان و صلاۃ المسافر رکعتان و صلاۃ الجمعة رکعتان تمام غیر قصر علی لسان النبی ﷺ))

’’حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا عیدالاضحیٰ کی نماز دو

(۱) [بخاری (۹۷۳) کتاب العیدین : باب حمل العنزۃ أو الحربة بین یدی الإمام یوم العید]

(۲) [بخاری (۹۷۲) کتاب العیدین : باب الصلاۃ الی الحربة]

(۳) [بخاری (۹۸۹) کتاب العیدین : باب الصلاۃ قبل العید و بعدها]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

رکعتیں ہے اور عیدالفطر کی نماز دو رکعتیں ہے اور مسافر کی نماز دو رکعتیں ہے اور جمعہ کی نماز دو رکعتیں ہے۔ یہ نماز کم نہیں بلکہ مکمل ہے نبی ﷺ کی زبان کے مطابق۔" (۱)

نماز عید کی قراءت

(1) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ عیدین میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی" اور "هَلْ أَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ" کی قراءت کرتے تھے۔ (۲)

(2) حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز میں "قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ" اور "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ" کی قراءت فرماتے۔ (۳)

نماز میں تکبیرات زائدہ

پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہی جائیں گی جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

((التکبیر فی الفطر سبع فی الأولی وخمس فی الأخری والقراءة بعدهما کلتیهما))

"عیدالفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی

---

(۱) [نسائی (۱٥٦٧) کتاب صلاة العیدن : باب عدد صلاة العیدین، شیخ البانیؒ نے صحیح کہا ہے۔[صحیح نسائی (۱٤٧٥)]

(۲) [مسلم (۸۷۸) کتاب الجمعة : باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة، أبو داود (۱۱۲۲) ترمذی (٥۳۳) نسائی (۱٤۲٤)]

(۳) [مسلم (۸۹۱) کتاب صلاة العیدین : باب ما یقرأ فی صلاة العیدین، مؤطا (۱۸۰/۱) أحمد (۲۱۷/٥) أبو داود (۱۱٥٤)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائیں گی اور قراءت ان دونوں کے بعد کی جائے گی۔" (۱)

(2) حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عیدین کی پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔" (۲)

(3) حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں حدیث مروی ہے۔ (۳)

امام احمدؒ، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ

پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں۔

نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، امام زہریؒ،

---

(۱) [أبو داود (۱۱۵۱) کتاب الصلاة: باب التکبیر فی العیدین' ابن ماجة (۱۲۷۸) أحمد (۱۸۰/۲) ابن الجارود (۲۶۲) دارقطنی (۴۸/۲) شرح معانی الآثار (۳۹۹/۲) بیهقی (۲۸۵/۳) شیخ البانیؒ نے اسے حسن کہا ہے۔ [صحیح أبو داود (۱۰۲۰)] امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے کہ امام بخاریؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [العلل الکبیر (ص/۹۳۔۹۴)'(۱۵۴)] شیخ محمد صبحی حلاق نے اسے شواہد کی وجہ سے صحیح کہا ہے۔ [التعلیق علی سبل السلام (۶۷۹/۲)]

(۲) [ترمذی (۵۳۶) کتاب الجمعة: باب ما جاء فی التکبیر فی العیدین' ابن ماجة (۱۲۷۹) ابن خزیمة (۱۴۳۸) شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [صحیح ترمذی (۴۴۲)] اگرچہ اس حدیث کی سند میں کثیر بن عبداللہ راوی ضعیف ہے۔ [میزان الاعتدال (۴۰۶/۳) لیکن شواھد کی وجہ سے قوی و مضبوط ہو جاتی ہے۔ [المجموع للنووی (۱۶/۵)]

(۳) [ابن ماجة (۱۲۷۷) کتاب إقامة الصلاة و السنة فیها: باب ما جاء فی کم یکبر الإمام فی صلاة العیدین' شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابن ماجة (۱۰۵۵) شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے شواھد کی وجہ سے اسے صحیح کہا ہے۔ [التعلیق علی سبل السلام (۲۳۴/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام مکحولؒ، امام اوزاعیؒ اور امام اسحاقؒ وغیرہ سے بھی یہی موقف مروی ہے۔(۱)

اس مسئلے میں فقہاء کے دس مختلف اقوال ہیں جیسا کہ امام شوکانیؒ نے اپنی معروف کتاب "نیل الأوطار" میں یہ تمام اقوال نقل کیے ہیں تفصیل کا طالب ان کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔(۲)

امام شوکانیؒ کا فتوی:

پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیروں کے متعلق فرماتے ہیں کہ

((وهو أولى ما عمل به))

"یہی زیادہ بہتر ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے۔"(۳)

امام صنعانیؒ اور صدیق حسن خانؒ نے بھی اسی مؤقف کو ترجیح دی ہے۔(٤)

ہر دو تکبیروں کا درمیانی فاصلہ

ہر دو تکبیروں کے درمیان ایک معتدل آیت کے برابر ٹھہرنا چاہیے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قولاً اور فعلاً اسی طرح مروی ہے

((أن بين كل تكبيرتين قدر كلمة))

"ہر دو تکبیروں کے درمیان ایک کلمے کی مقدار کے برابر فاصلہ ہونا چاہیے۔"(٥)

---

(۱) [المجموع (٢٠/٥) الأم (٣٩٥/١) المغنى (٢٧٠/٣) البدائع (٢٧٧/١) المبسوط (٤٠/٢) الهداية (٨٦٣١) بداية المجتهد (١٧١٣١)]

(۲) [نيل الأوطار (٦٠٠/٢-٦٠١)]

(۳) [نيل الأوطار (٦٠١/٢)]

(٤) [سبل السلام (٦٨١/٢) الروضة الندية (٣٥٨/١)]

(٥) [رواه الطبراني في المجمع الزوائد (٢٠٥/٢) یہ بات حافظ ابن حجرؒ نے نقل فرمائی ہے۔ [تلخيص الحبير (٨٥/٢)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تکبیرات عیدین کا حکم

بعض حضرات ان کی فرضیت کے قائل ہیں جبکہ ان کے علاوہ اکثر کے نزدیک عیدین کی تکبیریں سنت ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تکبیر چھوڑے گا تو سجدہ سہو کرے گا۔ جبکہ جمہور علماء کا خیال ہے کہ ایسے شخص پر کوئی سجدہ سہو نہیں۔

امام ابن قدامہؒ کا فتوی:

((والتكبيرات والذكر بينهما سنة وليس بواجب' ولا تبطل الصلاة بتركه عمدا ولا سهوا ولا أعلم فيه خلافا فان نسي التكبير وشرع في القرائة لم يعد إليه))

''تکبیرات (نماز عیدین) اوران کے درمیان ذکر سنت ہے واجب نہیں۔ نہ تو جان بوجھ کر اس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہوگی اور نہ ہی بھول کر اور مجھے اس میں کسی اختلاف کا علم بھی نہیں۔ اگر کوئی تکبیر بھول جائے اور قراءت شروع کر دے تو دوبارہ اس کا اعادہ نہیں کرے گا۔''(۱)

www.KitaboSunnat.com

نواب صدیق حسن خانؒ کا فتوی:

((والحاصل أنه سنة لا تبطل الصلاة بتركه عمدا ولا سهوا))

''اور حاصل یہ ہے کہ یہ (تکبیر) سنت ہے جان بوجھ کر یا بھول کر اس کے چھوڑنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔''(۲)

امام شوکانیؒ کا فتوی:

((والظاهر عدم وجوب التكبير كما ذهب إليه الجمهور لعدم وجدان

---

(۱) [المغنی (۲۷۵/۳)]

(۲) [الروضة الندية (۳٦۱/۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

دلیل یدل علیه))

''اور ظاہر یہ ہے کہ تکبیریں کہنا واجب نہیں جیسا کہ جمہور اسی کے قائل ہیں کیونکہ ایسی کوئی دلیل نہیں جو اس پر دلالت کرتی ہو۔'' (١)

اگر کسی کو تکبیرات کے عدد میں شک ہو جائے

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ:

((وإذا شك فی عدد التکبیرات بنی علی الیقین))

''اور جب تکبیرات کے عدد میں شک ہو جائے تو یقین پر بنیاد رکھے (یعنی جتنی تکبیروں کا یقین ہو اتنی شمار کر لے)۔'' (٢)

تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (عید کی) ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے جیسا کہ امام ابن قیمؒ نے یہ بات نقل فرمائی ہے۔(٣)

اس اثر کے متعلق شیخ البانیؒ رقمطراز ہیں کہ

((لم أجده إلى الآن)) ''ابھی تک ایسا کوئی اثر مجھے نہیں ملا۔''

اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ

((لم أسمع فیه شیئا)) ''اس کے متعلق میں نے کچھ نہیں سنا۔'' (٤)

امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام اوزاعیؒ اور امام عطاؒ فرماتے ہیں کہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع

(١) [نیل الأوطار (٦٠٢/٢)]

(٢) [المغنی (٢٧٦/٣)]

(٣) [زاد المعاد (٤٤٣/١)]

(٤) [تمام المنة (ص/٣٤٩) إرواء الغلیل (٦٤٠) المجموع (٢٦/٥) المدونة الکبری (١٦٩/١)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

الیدین کیا جائے گا جبکہ امام مالکؒ، امام ابن حزمؒ اور امام ثوریؒ کا کہنا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی تکبیر میں رفع الیدین نہ کیا جائے۔(۱)

شیخ البانیؒ رقمطراز ہیں کہ

یہ عمل مسنون نہیں ہے نیز کسی صحابی کا عمل کسی کام کو سنت نہیں بنا سکتا۔(۲)

البتہ جو لوگ تکبیرات عیدین میں رفع الیدین کے قائل ہیں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

((ویرفعهما في كل ركعة وتكبيرة كبرها قبل الركوع))

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت اور ہر اس تکبیر میں دونوں ہاتھ اٹھاتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے کہتے۔''(۳)

ہمارے علم کے مطابق عیدین کی تکبیروں میں رفع الیدین کرنا کسی صحیح حدیث واثر سے ثابت نہیں اور مذکورہ روایت بھی اس مسئلے میں واضح دلیل نہیں۔ (واللہ اعلم)(۴)

جو تشہد میں امام سے ملے وہ کیا کرے؟

ایسے شخص کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر نماز عید کے طریقے کے مطابق دو رکعت نماز ادا کر لے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں مطلق طور پر ذکر ہے کہ امام کے ساتھ جتنی نماز ملے وہ پڑھ لینی چاہیے اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کر لینا چاہیے۔

---

(۱) [الأوسط لابن المنذر (۲۸۲/٤) المدونة الكبرى (۱٦۹/۱) المحلى (۸۳/٥) المجموع (۲۱/٥)]

(۲) [تمام المنة (ص/۳٤۹)]

(۳) [أبو داود (۷۲۲) أحمد (۱۳٤/۲) دارقطني (۲۸۹/۱) المنتقى لابن الجارود (۱۷۸) شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[إرواء الغليل (۱۱۳/۳)]

(٤) [مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: فتاوى الدين الخالص (۸۸/٤ ـ ۹۰)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

((عن أبی هريرة عن النبی ﷺ قال إذا سمعتم الإقامة فامشوا إلى الصلاة وعليكم بالسكينة والوقار ولا تسرعوا فما أدركتم فصلوا وما فاتكم فأتموا))

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم اقامت سنو تو نماز کی طرف چلو اور سکون اور وقار کو لازم پکڑو اور جلدی مت کرو۔ پس جو تم پالو وہ نماز پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے پورا کرلو۔“ (١)

امام ابن قدامہؒ کا فتوی:

((وإن أدرك الإمام فی التشهد جلس معه فإذا سلم الإمام قام فصلى ركعتين ياتی فيهما بالتكبير لأنه أدرك بعض الصلاة التی ليست مبدلة من أربع فقضاها على صفتها كسائر الصلوات))

”اگر کوئی امام کو تشہد میں پائے تو اس کے ساتھ بیٹھ جائے اور جب امام سلام پھیر دے تو کھڑا ہو جائے اور دو رکعتیں ادا کرے اور ان رکعتوں میں تکبیریں بھی کہے کیونکہ اس نے ایسی نماز کا کچھ حصہ پایا ہے جو چار رکعتوں کے بدلے میں لی ہوئی نہیں ہے تو ساری نمازوں کی طرح اس کے طریقے کے مطابق ہی اسے پورا کرلے۔“ (٢)

سعودی مجلس افتاء کا فتوی:

((من أدرك التشهد فقط مع الإمام من صلاة العيدين أو صلاة الاستسقاء، صلى بعد سلام الإمام ركعتين يفعل فيهما كما فعل الإمام من تكبير وقراءة وركوع وسجود))

”جو شخص نماز عیدین یا نماز استسقاء میں امام کے ساتھ صرف تشہد حاصل کر سکے وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت ادا کرلے، ان دونوں رکعتوں میں اسی طرح تکبیر،

(١) [بخاری (٦٣٦) كتاب الآذان : باب لا يسعى إلى الصلاة وليأت بالسكينة والوقار]

(٢) [المغنی (٢٨٥/٣)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قراءت، رکوع اور سجدے کرے جیسے امام نے کیے۔‘‘(۱)

امام نماز کے بعد خطبہ دے

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

((کان رسول الله ﷺ وأبو بکر وعمر یصلون العید قبل الخطبة))

’’رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبے سے پہلے نماز عید ادا فرماتے تھے۔‘‘(۲)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں حدیث مروی ہے کہ

((فکلهم کانوا یصلون قبل الخطبة))

’’یہ سب لوگ خطبے سے پہلے نماز عید پڑھتے تھے۔‘‘(۳)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ

((خرج یوم الفطر فصلی قبل الخطبة))

’’عید الفطر کے دن باہر نکلے اور آپ نے خطبے سے پہلے نماز پڑھائی۔‘‘(٤)

(4) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے عیدگاہ تشریف لے جاتے

((وأول شیئ یبدأ به الصلاة))

---

(۱) [فتاوی اللجنة الدائمة (۳۰۷/۸)]

(۲) [بخاری (۹٦۳) کتاب الجمعة : باب الخطبة بعد العید، مسلم (۸۸۸) ترمذی (۹۲۹) ابن ماجة (۱۲۷٦) بیهقی (۲۹٦/۳) أحمد (۱۲/۲)]

(۳) [بخاری (۹٦۲) أیضا، مسلم (۸۸٤) أبو داود (۱۱٤۷) ابن ماجة (۱۲۷٤) أحمد (۲۲۷/۱) ابن خزیمة (۱٤۵۸)]

(٤) [بخاری (۹۵۸) کتاب الجمعة : باب المشی والرکوب إلی العید......، مسلم (۸۸۵) أبو داود (۱۱٤۱) ابن خزیمة (۱٤۵۹)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اور پہلی چیز جس کا آپ ﷺ آغاز فرماتے وہ نماز ہوتی۔''

ادائیگی نماز کے بعد رخ پھیر کر لوگوں کی طرف کھڑے ہوتے' لوگ اس وقت اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے اور آپ ان کو وعظ ونصیحت فرماتے اور نیکی کا حکم کرتے۔'' (۱)

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ خطبہ نماز عید کے بعد ارشاد فرماتے اور خطبے میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی ہے کہ آپ ﷺ نے نماز عید پڑھائی ''پھر آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور آپ نے اللہ کا تقوی اختیار کرنے کا حکم دیا' اطاعت کی ترغیب دلائی' لوگوں کو وعظ ونصیحت کی' پھر آپ چلے حتی کہ عورتوں کے پاس آئے اور انہیں بھی وعظ ونصیحت کیا۔'' (۲)

سب سے پہلے جس شخص نے نماز عید سے پہلے خطبہ دے کر سنت کی مخالفت کی تھی وہ مروان (اموی خلیفہ) تھا یہی وجہ ہے کہ اسی وقت ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا تھا:

((یا مروان خالفت السنة)) ''اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے۔''......(وہ اس طرح کہ) تو نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کر دیا ہے۔(۳)

علاوہ ازیں ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ

((أول من أحدث الخطبة قبل الصلاة فی العید معاویة))

''نماز عید سے پہلے خطبہ جس شخص نے سب سے پہلے شروع کیا تھا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (٤)

---

(۱) [بخاری (۹٥٦) کتاب الجمعة : باب الخروج إلی المصلی بغیر منبر' مسلم (۸۸۹) نسائی (۱۸۷/۳) أحمد (۳٦/۳) أبو یعلی (۱۳٤۳)]

(۲) [مسلم (۸۸٥) کتاب صلاة العیدین' نسائی (۱۸٦/۳)]

(۳) [مسلم (٤۹) کتاب الإیمان : باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان......' أبو داود (۱۱٤۰' ٤۳٤۰) ترمذی (۲۱۷۲)]

(٤) [عبدالرزاق (٥٦٤٦)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

امام شوکانی رحمہ اللہ کا فتوی:

نماز خطبے سے پہلے ادا کی جائے۔(۱)

خطبہ عید کا حکم

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو فرمایا

((إنا نخطب فمن أحب أن يجلس للخطبة فليجلس ومن أحب أن يذهب فليذهب))

''یقیناً ہم خطبہ دیں گے پس جو خطبے کے لیے بیٹھنا پسند کرے وہ بیٹھ جائے اور جو جانا پسند کرے وہ چلا جائے۔''(۲)

نماز عید کا صرف ایک خطبہ ہے

گذشتہ تمام احادیث جن میں خطبے کا ذکر ہے وہ سب اس کی دلیل ہیں کیونکہ ان میں محض خطبہ دینے کا ہی ذکر ہے جو ایک مرتبہ خطبہ دینے کی تو دلیل ہے لیکن دو خطبوں کے لیے کوئی واضح دلیل ہونی چاہیے جو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں تاہم اس ضمن میں چند ضعیف روایات موجود ہیں جن میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے:

((عن سعد بن أبي وقاص: أن النبي ﷺ صلى العيد بغير أذان ولا إقامة ' وكان يخطب خطبتين قائما يفصل بينهما بجلسة))

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم آذان اور اقامت کے بغیر نماز عید پڑھاتے اور کھڑے ہو کر دو خطبے دیتے اور ان دونوں کے

---

(۱) [نيل الأوطار (۵۹۳/۲)]

(۲) [أبو داود (۱۱۵۵) كتاب الصلاة : باب الجلوس للخطبة ' ابن ماجة (۱۲۹۰) نسائي (۱۸۵/۳) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحيح أبو داود (۱۰۲٤)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

درمیان بیٹھ کر فاصلہ کرتے۔'' (۱)

خطبہ عید کو جمعہ کے خطبوں پر قیاس کرنا بھی کسی طور پر درست نہیں کیونکہ عبادات میں قیاس کا دخل نہیں۔

جس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے مرد حضرات کو خطبہ دینے کے بعد خواتین کے پاس جا کر انہیں وعظ و نصیحت کیا اس سے بھی دوسرے خطبے کی مشروعیت کے لیے دلیل پکڑنا درست نہیں کیونکہ دوسری روایت میں یہ وضاحت ہے کہ

((ثم خطب فرآی أنه لم یسمع النسآء فأتاهن و ذکرهن))

''پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور آپ ﷺ نے یہ خیال کیا کہ آپ عورتوں کو نہیں سنا سکے لہذا آپ ان کے پاس آئے اور انہیں نصیحت کی۔'' (۲)

حافظ عبدالمنان نوری پوری کا فتوی:

عیدین کا ایک خطبہ تو رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے البتہ عیدین کے لیے دو خطبے رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں، دو خطبے والی کوئی ایک روایت بھی درجہ احتجاج وقبول تک نہیں پہنچتی۔ رہا عدد میں خطبہ عیدین کو خطبہ جمعہ پر قیاس کرنا تو اس کی شرعا کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ (واللہ اعلم)

مزید فرماتے ہیں کہ (درج بالا احادیث میں موجود) الفاظ **الخطبة**، **خطب** اور **یخطب** کی دلالت ایک خطبہ پر تو واضح ہے اور دو کے لیے دلیل درکار ہے جو موجود نہیں پھر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی مندرجہ بالا حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے خطبہ عید کی جو مختصر تفصیل مذکور ہے وہ بھی ایک ہی خطبہ پر دال ہے ایک عید کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے عورتوں کو

(۱) [کشف الأستار للبزار (۱/ ۳۱۵)، (۶۵۷)] شیخ البانی رقمطراز ہیں کہ یہ حدیث نہ تو صحیح ہے اور نہ ہی حسن ہے۔ [تمام المنة (ص/ ۳۴۸)]

(۲) [مسلم (۱۴۶۵) کتاب صلاة العیدین، ابن ماجة (۱۲۶۳) کتاب إقامة الصلاة و السنة فیها : باب ما جآء فی صلاة العیدین]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وعظ وتذکیر سے دوسرے خطبہ پر استدلال درست نہیں۔

اولا: تو اس لیے کہ مدعا اور رائج دوسرا خطبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وعظ سے مختلف ہے۔

ثانیا: اس لیے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی مذکور بالا حدیث میں ہے ((فلما فرغ نبی اللہ ﷺ نزل الخ)) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وعظ صلاۃ عید اور خطبہ عید سے فراغت کے بعد تھا۔

ثالثا: اس لیے کہ صحیح مسلم (۲۸۹/۱) میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے

((أشهد على رسول الله ﷺ يصلي قبل الخطبة قال: ثم خطب ' فرآى أنه لم يسمع النساء ' فاتاهن وذكرهن)) الحدیث۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ ((ثم خطب الخ)) ان کے الفاظ ((يصلي قبل الخطبة)) کی تفصیل وتفسیر ہے تاسیس نہیں لہذا ان کے ان الفاظ سے بھی دوسرے خطبہ پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ (واللہ اعلم) (۱)

خطبہ عید کے لیے منبر مشروع نہیں

کیونکہ سنت نبوی سے یہی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے (نماز عید کے متعلق ایک) روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ادائیگی کے بعد رخ پھیرتے

((فيقوم مقابل الناس)) ''اور لوگوں کے بالمقابل کھڑے ہو جاتے۔''

اور تمام لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے آپ انہیں وعظ ونصیحت فرماتے' اچھی باتوں کا حکم دیتے۔ اگر جہاد کے لیے کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ ہوتا تو اس کو الگ کرتے۔ کسی اور بات کا حکم دینا ہوتا تو وہ دیتے۔ اس کے بعد شہر واپس تشریف لاتے۔'' (۲)

---

(۱) [احکام و مسائل (۲۵٤/۱۔۲۵٦)]

(۲) [بخاری (۹۵٦) كتاب الجمعة : باب الخروج إلى المصلى بغير منبر' مسلم (۸۸۹)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے منبر استعمال نہیں فرمایا۔(۱)
صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ''سب سے پہلے مروان نے عیدگاہ میں منبر رکھوایا۔''(۲)

البتہ ابن حبان کی روایت میں ہے کہ ''نبی ﷺ نے اپنی سواری پر خطبہ عید ارشاد فرمایا۔''(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی سواری وغیرہ پر بیٹھ کر خطبہ دینا مباح و درست ہے۔

ایک شخص نماز عید پڑھائے اور دوسرا خطبہ دے

سعودی مجلس افتاء کا فتوی:

((السنة أن یؤم الناس فی صلاة العید ویخطب بهم شخص واحد لکن إن أمهم فی الصلاة شخص، وخطبهم آخر أجزاهم ذلك کالجمعة))

''سنت یہ ہے کہ نماز عید میں ایک ہی شخص لوگوں کی امامت کرائے اور انہیں خطبہ دے لیکن اگر ایک شخص انہیں نماز میں امامت کرائے اور کوئی دوسرا انہیں خطبہ دے تو یہ بھی انہیں کفایت کر جائے گا جیسے جمعہ میں کفایت کر جاتا ہے۔''(٤)

عورتوں کو وعظ و نصیحت

امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ہے

((باب موعظة الإمام النساء یوم العید))

(۱) [سبل السلام (٦٧٩/٢)]

(۲) [بخاری (٩٥٦)]

(۳) [الإحسان (٦٥/٧)،(٢٨٢٥) أبو یعلي (١١٨٢) امام ہیثمیؒ نے اس کے رجال کو صحیح کے رجال کہا ہے۔[المجمع (٢٠٥/٢) اس حدیث کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے جیسا کہ شیخ شعیب ارنؤوطؒ نے نقل کیا ہے۔[التعلیق علی سبل السلام للشیخ صبحی حسن حلاق (٢٣١/٣)]

(٤) [فتاوی اللجنة الدائمة (٣٠٣/٨)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"باب امام کا عید کے دن عورتوں کو نصیحت کرنا۔"

اور اس کے تحت یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

((عن جابر رضی اللہ عنہ قال : قام النبی ﷺ یوم الفطر فصلی' فبداء بالصلاۃ ثم خطب' فلما فرغ نزل فاتی النساء فذکرھن وھو یتوکأ علی ید بلال وبلال باسط ثوبہ یلقی فیہ النساء الصدقۃ))

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عید الفطر کی نماز پڑھی۔ پہلے آپ نے نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ دیا۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو گئے تو اترے اور عورتوں کی طرف آئے۔ پھر انہیں نصیحت فرمائی۔ آپ ﷺ اس وقت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا رکھا تھا جس میں عورتیں صدقہ ڈال رہی تھیں۔" (۱)

یاد رہے کہ آج کل چونکہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعے مردوں کے ساتھ ہی عورتوں تک بھی خطبہ کی آواز پہنچ جاتی ہے لہذا عورتوں کی طرف الگ وعظ و نصیحت کے لیے جانے کی ضرورت نہیں اور نبی ﷺ نے بھی عورتوں کو الگ اس لیے وعظ فرمایا تھا کہ ان تک آواز نہیں پہنچی تھی جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

((قال عطاء سمعت ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول : أشھد علی رسول اللہ لصلی قبل الخطبۃ قال : ثم خطب فرأی أنہ لم یسمع النساء فأتاھن فذکرھن ووعظھن وأمرھن بالصدقۃ))

"امام عطاءؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ ﷺ کو خیال آیا کہ آپ عورتوں کو نہیں سنا سکے اس لیے

(۱) [بخاری (۹۷۸) کتاب العیدین : باب مرعظۃ الإمام النساء یوم العید]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ان کے پاس آئے' انہیں وعظ و نصیحت کیا اور انہیں صدقہ کا حکم دیا۔''(۱)

اس حدیث کی شرح میں امام نوویؒ رقمطراز ہیں کہ

((وفي هذا الأحاديث استحباب وعظ النساء وتذكيرهن الآخرة وأحكام الإسلام وحثهن على الصدقة))

''ان احادیث میں خواتین کو آخرت اور اسلام کے احکام کے متعلق وعظ و نصیحت کرنے اور انہیں صدقہ کی ترغیب دینے کے استحباب کا بیان ہے۔''(۲)

نماز عید کے بعد مبارکباد دینا

اس سلسلہ میں نبی ﷺ سے تو کچھ ثابت نہیں البتہ صحابہ سے بعض آثار ملتے ہیں۔

(1) شیخ البانیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ محمد بن زیاد نے کہا

((كنت مع أبي أمامة الباهلي رضي الله عنه وغيره من أصحاب النبي ﷺ فكانوا إذا رجعوا يقول بعضهم لبعض "**تقبل الله منا ومنک**" قال أحمد بن حنبل : اسناده جيد))

''میں حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ اور نبی ﷺ کے دیگر صحابہ کے ساتھ تھا وہ جب (نماز عید سے) واپس لوٹتے تو ایک دوسرے سے کہتے ''**تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنکَ**'' امام احمد بن حنبلؒ نے کہا: اس کی سند جید ہے۔''(۳)

(2) حافظ ابن حجرؒ نے جبیر بن نفیلؒ کے متعلق روایت نقل کی ہے کہ

(۱) [مسلم (۸۸٤) كتاب صلاة العيدين' أحمد (۱۹۰۲) ابن ماجة (۱۲۷۳'۱۲۷٤) دارمي (۱٦۰۳) حميدى (٤٧٦) ابن أبي شيبة (۱٦۹/۲) طبراني كبير (۱۱۳٤۰) شرح السنة (۱۱۰۲)]

(۲) [شرح مسلم (۱۹۳/٤)]

(۳) [تمام المنة (ص/۳۵۵)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

((كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا التقوا يوم العيد يقول بعضهم لبعض "تقبل الله منا ومنك"))

"رسول اللہ ﷺ کے صحابہ عید کے دن جب ملتے تو ایک دوسرے کو کہتے " تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ"(۱)

نماز عید کی قضا

نماز عید کی قضا اس طرح ادا کی جائے گی کہ انسان دو رکعت نماز ادا کرے اور اس میں اسی طرح تکبیریں اور ذکر کرے جیسے نماز عید میں کیا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

سعودی مجلس افتاء کا فتوی:

((صلاة العيدين فرض كفاية إذا قام بها من يكفي سقط الإثم عن الباقين .... ومن فاتته وأحب قضائها استحب له ذلك فيصليها على صفتها من دون خطبه))

"نماز عیدین فرض کفایہ ہے (یعنی) اگر اتنے افراد اسے قائم کردیں جو کافی ہو جائیں تو باقیوں سے گناہ ساقط ہو جائے گا.......... اور جس کی یہ نماز فوت ہو جائے اور وہ اس کی قضا دینا چاہے تو اس کے لیے یہ مستحب ہے لہٰذا وہ خطبہ کے بغیر اس نماز کے طریقے کے مطابق اسے ادا کرلے۔"(۲)

واپسی پر راستہ تبدیل کرنا

(1) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((كان النبي ﷺ إذا كان يوم عيد خالف الطريق))

---

(۱) [فتح الباری (۲/۴۴۶) حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے اور شیخ البانیؒ نے بھی یہ بات نقل کی ہے۔[تمام المنة (ص/۳۵۶)]

(۲) [فتاوی اللجنة الدائمة (۸/۳۰۶)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''جب عید کا دن ہوتا تو نبی ﷺ راستہ تبدیل کر لیتے۔'' (۱)

(2) ((عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ قال كان النبی ﷺ إذا خرج إلى العيد يرجع في غيرالطريق الذی خرج فيه))

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''نبی ﷺ عید کے روز جب کسی راستے سے نکلتے تو واپسی پر کسی دوسرے راستے سے لوٹتے۔'' (۲)

عید اگر جمعہ کے روز آ جائے

ایسی صورت میں نماز عید تو معمول کے مطابق ہی ادا کی جائے گی البتہ جمعہ میں اختیار ہوگا یعنی اگر کوئی چاہے تو مسجد میں حاضر ہو کر جمعہ پڑھ لے اور اگر چاہے تو نہ پڑھے لیکن یہ یاد رہے کہ جمعہ نہ پڑھنے والے پر نماز ظہر کی اکیلے یا با جماعت ادائیگی بہر صورت ضروری ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((أن النبی ﷺ صلى العيد فی يوم جمعة ثم رخص من الجمعة فقال من شآء أن يجمع فليجمع))

''بلاشبہ نبی ﷺ نے بروز جمعہ نماز عید پڑھائی پھر جمعہ کی رخصت دیتے ہوئے فرمایا کہ جو جمعہ پڑھنا چاہے پڑھ لے۔'' (۳)

(۱) [بخاری (۹۸٦) كتاب الجمعة : باب ما خالف الطريق إذا رجع يوم العيد]

(۲) [ترمذی (٥٤١) كتاب الجمعة : باب ما جآء في خروج النبی إلى العيد فی طريق و رجوعه من طريق آخر' ابن ماجة (۱۳۰۱) أحمد (۳۳۸/۲) حاكم (۲۹٦/۱) ابن خزيمة (۱٤٦٨) ابن حبان (۵۹۲_الموارد) دارمی (۳۷۸/۱) بيهقی (۳۰۸/۳) شرح السنة (٦۰۸/۲) شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحيح ترمذی (٤٤٦)]

(۳) [أبو داود (۱۰۷۰) كتاب الصلاة : باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد' أحمد (۳۷۲) ابن ماجة (۱۳۱) نسائی (۱۵۹۱) حاكم (۲۸۸/۱) بيهقی (٤۱۷/۳) شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحيح أبو داود (۹٤٥)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قد اجتمع في يومكم هذا عيدان فمن شآء أجزأه من الجمعة وإنا مجمعون))

''یقیناً تمہارے اس دن میں دو عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں پس جو چاہے اسے (نمازِ عید ہی) نمازِ جمعہ سے کفایت کر جائے گی لیکن ہم تو جمعہ ادا کریں گے۔'' (۱)

یاد رہے کہ '' إنا مجمعون'' سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ رخصت محض عوام کے لیے ہے امام کے لیے نہیں بلکہ یہاں صرف یہی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت نہیں بلکہ عزیمت کو اختیار کیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ رخصت موجود ہی نہیں تھی جیسا کہ اس کی وضاحت اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں نماز عید پڑھائی لیکن نماز جمعہ نہیں پڑھائی بلکہ لوگ انتظار ہی کرتے رہے حتی کہ انہوں نے اکیلے نماز پڑھ لی۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ ((أصاب السنة)) ''ابن زبیر رضی اللہ عنہ سنت کو پہنچ گئے ہیں۔'' (۲)

بروز جمعہ عید ہو تو کیا ظہر پڑھی جائے گی

یا اس کی بھی ضرورت نہیں؟

امام عطاء سے مروی ہے کہ

((اجتمع يوم جمعة ويوم فطر على عهد ابن الزبير فقال عيدان

(۱) [أبو داود (۱۰۷۳) أيضا ' ابن ماجة (۱۳۱۱) بيهقي (۳/۳۱۸) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحيح أبو داود (۹٤۸)]

(۲) [أبو داود (۱۰۷۱) أيضا ' نسائي (۳/۱۹٤) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحيح أبو داود (۹٤٦)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اجتمعا في يوم واحد فجمعهما جميعا فصلاهما ركعتين بكرة لم يزدد عليهما حتى صلى العصر))

''حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ جمعہ اور عید الفطر ایک ہی دن میں اکٹھے ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ ایک ہی دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں، پھر انہوں نے ان دونوں کو اس طرح اکٹھے جمع کیا کہ صبح کے وقت ان دونوں نمازوں کے لیے دو رکعت نماز ادا کر لی اس سے زائد کچھ نہ پڑھا تا آنکہ نماز عصر ادا کی۔''(۱)

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ

اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ انہوں نے نماز ظہر نہیں ادا کی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً اگر کسی وجہ سے جمعہ ساقط ہو جائے تو جس سے ساقط ہوا ہے اس پر نماز ظہر کی ادائیگی بھی واجب نہیں جیسا کہ امام عطاءؒ بھی اسی کے قائل ہیں......اور ظاہر یہ ہے کہ یہ بات وہی لوگ کہتے ہیں جو جمعہ کو اصل قرار دیتے ہیں۔ اور آپ کو اس بات کا علم ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بروز جمعہ بندوں پر جو فرض ہے وہ محض نماز جمعہ ہی ہے لہذا کسی عذر یا بغیر کسی عذر کے نماز جمعہ چھوڑنے والے شخص پر نماز ظہر کو واجب قرار دینے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے......اور میرے علم کے مطابق ایسی کوئی صحیح دلیل موجود نہیں ہے۔(۲)

امام صنعانیؒ فرماتے ہیں کہ: (1) یہ بات مخفی نہیں ہے کہ عطاءؒ نے یہ خبر دی ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نماز جمعہ کے لیے نہیں نکلے لیکن محض اتنی بات اس میں نص قطعی کی حیثیت نہیں رکھتی کہ انہوں نے گھر میں بھی نماز ادا نہیں کی اس لیے بالجزم یہ کہنا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا موقف بھی یہی تھا کہ نماز ظہر ضروری نہیں......اس احتمال کی وجہ سے صحیح نہیں کہ عین ممکن ہے انہوں نے وہ نماز گھر میں ہی پڑھ لی ہوگی۔

---

(۱) [أبو داود (۱۰۷۲) شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحيح أبو داود (۹٤۷)]

(۲) [نيل الأوطار (۵۷۸/۲) معنا ومفهوما]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(2) بلکہ اس کی مزید تائید امام عطاءؒ نے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ ((أنهم صلوا وحدانا)) ''لوگوں نے اکیلے اکیلے نماز ادا کر لی۔''......اور (اس کے برخلاف) بالاتفاق نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہی درست ہے (لہذا انہوں نے جمعہ نہیں پڑھا بلکہ صرف نماز ظہر ہی اکیلے ادا کر لی)۔

(3) اور یہ کہنا کہ جمعہ کے دن نمازِ جمعہ اصل ہے اور نمازِ ظہر کا بدل ہے مرجوح قول ہے بلکہ اصل فرض جو اسراء کی رات مقرر کیا گیا وہ ظہر ہی ہے اور جمعہ کی فرضیت متاخر ہے پھر (یہ مسئلہ بھی محتاج بیان نہیں ہے کہ) جب جمعہ رہ جائے تو نمازِ ظہر پڑھنا اجماعا واجب ہے تو (ثابت ہوا کہ) جمعہ ظہر کا بدل ہے (نہ کہ ظہر جمعہ کا بدل ہے)۔(۱)

شمس الحق عظیم آبادیؒ نے امیر صنعانیؒ کے قول کو درست قرار دیا ہے۔(۲)

عید کے دن روزے کا حکم

(1) ((عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ **نهى عن صيام يومين يوم الفطر ويوم الاضحى**))

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں کے روزے سے منع فرمایا ہے یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن۔''(۳)

(2) ((عن ابي سعيد قال قال رسول الله: **لا صوم في يوم عيد**))

''حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عید کے دن

---

(۱) [سبل السلام (٦٤٦/٢)]

(۲) [عون المعبود (٢٨٨/٣)]

(۳) [صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان (٣٥٩٨) كتاب الصوم : باب ذكر الزجر عن صوم اليومين اللذين يعيد فيهما ' شیخ شعیب ارنؤوط نے اسے صحیح کہا ہے۔[أيضا] مؤطا (٣٠٠/١) أحمد (٥١١/٤) مسلم (١١٣٨) بيهقى (٢٩٧/٤) شرح السنة (١٧٩٤) بخارى (١٩٩٣) دارقطنى (١٥٧/٢)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

میں کوئی روزہ نہیں۔" (۱)

امام نوویؒ کا فتویٰ:

((قد أجمع العلماء على تحريم صوم هذين اليومين بكل حال سواء صامهما عن نذر أو تطوع أو كفارة أو غير ذلك))

"ہر حال میں ان دونوں دنوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کے روزے کی حرمت پر علماء نے اجماع کیا ہے خواہ کوئی نذر کے یا نفلی یا کفارہ کے یا اس کے علاوہ کوئی اور روزے رکھے (سب ممنوع ہیں)۔" (۲)

ایامِ تشریق میں روزے کا حکم

(1) ((عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : **أيام منى أيام أكل وشرب**))

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "منیٰ کے دن کھانے اور پینے کے دن ہیں۔" (۳)

(2) ((عن أبي هريره رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ أمر عبدالله بن حذافة أن يطوف في أيام منى **ألا لا تصوموا هذه الأيام فإنها أيام أكل وشرب وذكر الله**))

---

(۱) [صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان (۳۵۹۹) كتاب الصوم : باب ذكر الزجر عن صيام يوم العيد للمسلمين، شیخ شعیب ارنؤوط نے اسے صحیح کہا ہے۔[أيضا] أبو يعلى (۱۱٦٦) أحمد (۷/۳) حميدى (۷۵۰) ابن ابی شيبة (۱۰٤/۳) دارمی (۲۰/۲) بخاری (۱۱۹۷) ابن ماجة (۱۷۲۱)]

(۲) [شرح مسلم (۲۷۱/٤)]

(۳) [صحيح ابن حبان (۳٦۰۱) كتاب الصوم : باب في صوم أيام الشتريق، شیخ شعیب ارنؤوط نے اسے حسن کہا ہے۔[أيضا] ابن ماجة (۱۷۱۹) حافظ بوصیری نے اسے صحیح کہا ہے۔[(مصباح الزجاجة (۲٦/۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو ایام منیٰ میں طواف کرنے کا حکم دیا' (اور فرمایا) خبردار ان دنوں میں روزہ نہ رکھو کیونکہ یہ کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔'' (۱)

(3) ((عن عقبة بن عامر عن النبي ﷺ قال : **يوم عرفة ويوم النحر وأيام الشريق هن عيدنا أهل الإسلام هن أيام أكل وشرب**))

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کا دن' عید الاضحیٰ کا دن اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید (کے دن) ہیں' یہ کھانے اور پینے کے دن ہیں۔'' (۲)

عید کے دن جہادی مظاہرہ

صحیح بخاری میں ہے کہ

((**وكان يوم عيد يلعب السودان بالدرق والحراب**' فإما سألت النبي ﷺ وإما قال : (تشتهين تنظرين؟) فقلت : نعم وأقامني وراء ه ' خدى على خده وهو يقول : "دونكم يا بني ارفدة" حتى إذا ملكت قال : حسبك؟ قلت : نعم ' قال: فاذهبي))

''اور عید کا دن تھا۔ حبشہ سے کچھ لوگ ڈھالوں اور برچھوں سے کھیل رہے تھے۔ اب یا خود میں نے کہا یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ کھیل دیکھو گی، میں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپ فرما رہے

(۱) [أحمد (۵۱۳/۲) طحاوی (۲۴۴/۲)]

(۲) [صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان (۳۶۰۳) كتاب الصوم : باب ذكر العلة التي من أجلها نهي عن صيام هذا الايام' شیخ شعیب ارنؤوط نے اسے صحیح کہا ہے۔[ایضا] ابن ابی شیبه (۱۰۴/۳) أحمد (۱۵۲/۴) دارمی (۲۳/۲) ابو داود (۲۴۱۹) ترمذی (۷۷۳) نسائی (۲۵۲/۵) خزيمة (۲۱۰۰) حاكم (۴۳۴/۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تھے کھیلو کھیلو اے بنی (ارفدہ!) یہ حبشہ کے لوگوں کا لقب تھا پھر جب میں تھک گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''بس!'' میں نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ۔'' (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عید کے دن ایسے کرتب دکھائے جائیں تو جائز ہے۔

عید کے دن مباح کھیل کود

((وعن أنس رضی اللہ عنہ قال: قدم رسول الله ﷺ المدينة، ولهم يومان يلعبون فيهما، فقال: قد أبدلكم الله بهما خيرا منهما: يوم الاضحى، ويوم الفطر))

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اہل مدینہ کے دو روز کھیل کود کے لیے مقرر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دونوں (دنوں) کے بدلہ میں ان سے بہتر دن عنایت فرما دیے ہیں۔ ایک عیدالاضحیٰ کا دن اور دوسرا عیدالفطر کا۔'' (۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدین کے روز کھیلنا کودنا، اظہار مسرت وفرحت کرنا جائز ہے۔ البتہ مشرکوں اور کافروں کی عیدوں پر خوشی اور مسرت وانبساط کا اظہار کرنا مکروہ ہے یا بقول بعض حرام ہے۔

عید کے دن بیہودگی سے پاک اشعار کہنا

((عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: دخل أبو بكر وعندي جاريتان من جواري الأنصار تغنيان بما تقاولت الأنصار يوم بعاث، قالت: وليستا بمغنيتين ـ فقال أبوبكر: أمزامير الشيطان في بيت رسول الله ﷺ؟ وذلك في يوم عيد، فقال رسول الله ﷺ: **يا أبا بكر! إن لكل قوم عيدا وهذا عيدنا**))

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے بعاث کی جنگ کے

(۱) [بخاری (۹۵۰) کتاب العیدین: باب الحراب والدرق یوم العید]

(۲) [ابو داود (۱۱۳٤) نسائی (۱۷۹/۳) اس کی سند صحیح ہے۔]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موقع پر کہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ گانے والیاں نہیں تھیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں یہ شیطانی باجے اور یہ عید کا دن تھا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوبکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج یہ ہماری عید ہے۔'' (۱)

اس حدیث کی شرح میں مولانا داود رازؒ رقمطراز ہیں کہ

''اس حدیث سے معلوم یہ ہوا کہ عید کے دن ایسے گانے میں مضائقہ نہیں کیونکہ یہ دن شرعاً خوشی کا دن ہے پھر اگر چھوٹی لڑکیاں کسی کی تعریف یا کسی کی بہادری کے اشعار خوش آواز سے پڑھیں تو جائز ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رخصت دی۔ لیکن اس میں بھی شرط یہ ہے کہ گانے والی جوان عورت نہ ہو اور راگ کا مضمون شرع شریف کے خلاف نہ ہو اور صوفیوں نے جو اس باب میں خرافات اور بدعات نکالی ہیں ان کی حرمت میں بھی کسی کا اختلاف نہیں ہے اور نفوس شہوانیہ بہت صوفیوں پر غالب آ گئے یہاں تک کہ بہت صوفی دیوانوں اور بچوں کی طرح ناچتے ہیں اور ان کو تقرب الی اللہ کا وسیلہ جانتے ہیں اور نیک کام سمجھتے ہیں اور یہ بلا شک وشبہ زنادقہ کی علامت ہے اور بے ہودہ لوگوں کا قول ہے۔ واللہ المستعان (تسہیل القاری' پ:۴/ص:۳۶۲/۳۹)(۲)

عیدین کے متعلق ایک من گھڑت روایت

((من أحيى ليلة الفطر والأضحى لم يمت قلبه يوم تموت القلوب))

''جس شخص نے (عبادت واذکار کے ذریعے) عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی رات کو زندہ رکھا تو جس دن دلوں کو موت آئے گی اس کا دل نہیں مرے گا۔'' (۳)

---

(۱) [بخاری (۹۵۲) کتاب العیدین : باب سنة العیدین لأهل الإسلام]

(۲) [شرح بخاری از مولانا داؤد رازؒ (۱۲۳/۲)]

(۳) [الضعیفة (۵۲۰' ۵۲۱) شیخ البانیؒ نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسائل قربانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسائل قربانی

قربانی کا معنی ومفہوم اور وجہ تسمیہ

لفظ قربانی قربان سے مشتق ہے اور لغوی اعتبار سے قربان سے مراد ''ہر وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا جائے چاہے ذبیحہ ہو یا کچھ اور۔'' (١)

صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ

((والقربان بالضم : ما یتقرب به إلی اللہ تعالیٰ))

''اور قربان 'ضمہ کے ساتھ' یہ ہے کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔'' (٢)

صاحب المعجم الوسیط فرماتے ہیں کہ

((القربان : کل ما یتقرب به إلی اللہ عزوجل من ذبیحة وغیرها))

''قربان: ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا جائے خواہ وہ ذبیحہ ہو یا اس کے علاوہ کچھ اور۔ (٣)

بعض علماء نے کہا ہے کہ لفظِ قربانی قرب سے مشتق ہے چونکہ اس عمل کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اسی لیے اسے قربانی کا نام دیا گیا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے قربانی سے مراد اونٹ' گائے اور بھیڑ بکریوں وغیرہ میں سے کوئی جانور عید الأضحیٰ کے دن اور ایام تشریق میں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے قربان کرنا ہے۔ (٤)

---

(١) [مصباح اللغات (ص/٦٦٨)]

(٢) [القاموس المحیط (ص/١٢٧)]

(٣) [المعجم الوسیط (ص/٧٢٣)]

(٤) [فقه السنة از سید سابق (١٩٥/٣)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرزندانِ توحید کی عظیم قربانی

ہر بلند درجہ کے پیچھے کوئی نہ کوئی بڑی قربانی ضرور موجود ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

((إن عظم الجزاء مع عظم البلاء))

''بڑی جزا عظیم آزمائشوں سے گزر کر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔'' (۱)

حضرت ابرہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر اونچا مقام عطا فرمایا کہ انہیں اپنا خلیل بنایا' انبیاء کا جدامجد بنایا' آپ کے بیٹے اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں انبیائے بنی اسرائیل کا ایک طویل سلسلہ جاری فرمایا' آپ کے ہاتھوں سے اپنا گھر بیت اللہ تعمیر کرایا' تمام انبیاء کے سید و امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے پیدا فرمایا اور جنت میں آپ علیہ السلام کے لیے ایک محل تعمیر کرایا۔ یہ تمام درجات و انعامات حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گھر بیٹھے حاصل نہیں ہوئے بلکہ ان کے پیچھے آزمائشوں اور قربانیوں کا طویل سلسلہ ہے جنہیں آپ علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی میں حنیفیتِ تامہ کی عملی تفسیر و تعبیر بن کر ہر مرتبہ کامل موحد کی طرح خندہ پیشانی سے قبول کیا اور ہر حکم کی تعمیل میں ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے۔

آپ علیہ السلام نے غیر اللہ کی عبادت سے انکار کیا' جھوٹے خداؤں کی خدائی کا پردہ چاک کیا' موروثی روایات کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا' بت پرستوں کے خود ساختہ خداؤں کو توڑ ڈالا' آگ میں گرنے کی نوبت آئی تو بلا تامل چھلانگ لگا دی' وطن چھوڑنا پڑا تو والدین' گھر' جائیداد اور دوسرا مال و متاع سب پاؤں کی ٹھوکر پر رکھ کر دین کی خاطر ہجرت کر گئے' زوجہ محترمہ اور لختِ جگر کو بے آب و گیاہ اور لق و دق صحرا میں چھوڑنے کا مرحلہ آیا تو انہیں بھی اللہ

(۱) [ترمذی (۲۳۹٦) کتاب الزهد : باب ما جآء فی الصبر علی البلاء]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے سہارے چھوڑ آئے۔ بڑھاپے کی عمر میں اللہ سے دعائیں مانگ مانگ کر حاصل ہونے والا نورِ نظر اور آنکھوں کی ٹھنڈک بچہ اسماعیل علیہ السلام بھی اللہ کے حکم پر ذبح کرنا پڑا تو چھری چلاتے ہوئے بوڑھے باپ کے ہاتھ نہ کانپے۔

ہاں یہ ہیں وہ قربانیاں جن کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو عظیم درجات سے نوازا۔ یہاں چونکہ قربانی کے حوالہ سے ذبح کا قصہ مقصود ہے لہذا آئندہ سطور میں بالاختصار یہی بیان کیا جا رہا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے وطن سے ہجرت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنے بڑھاپے کا سہارا ان الفاظ میں طلب فرمایا:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ﴾ [الصافات : ۱۰۰]

''اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔''

تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلٰمٍ حَلِيمٍ﴾ [الصافات : ۱۰۱]

''تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی۔''

امام ابن کثیرؒ کے قول کے مطابق اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر چھیاسی (86) برس تھی۔(۱)

یہ بچہ جب بلوغت کی عمر کو پہنچ گیا' دوڑ دھوپ کرنے کے قابل ہو گیا اور بوڑھے والدین کا سہارا بننے کے لائق ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا کہ وہ اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر رہے ہیں۔ اب یہ خواب کسی عام انسان کا نہیں تھا کہ جسے محض پراگندہ اوہام وخیالات تصور کر کے نظر انداز کر دیا جاتا بلکہ اللہ کے ایک برگزیدہ نبی کا خواب تھا اور انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

(۱) [قصص الأنبياء (۱/۱٤۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

((رؤيا الأنبياء وحي)) ''انبیاء کے خواب وحی ہیں۔''(۱)

اس لیے آپ علیہ السلام فوراً بلا جھجک اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تابعداری کے لیے کمربستہ ہو گئے اور بیٹے سے کہا:

﴿يٰبُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى﴾
[الصافات:۱۰۲]

''اے بیٹے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اب تو ہی بتا تیری کیا رائے ہے۔''

جذبۂ اطاعت سے سرشار بیٹے نے بغیر کسی ہچکچاہٹ اور غوروفکر کے فوراً جواب دیا:

﴿يٰأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾
[الصافات:۱۰۲]

''ابا جان! جو حکم ہوا ہے اسے بجا لایئے ان شاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔''

اللہ کی قسم! یہ جواب والد اور اللہ ذوالجلال کی بے مثال اطاعت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر آج کا کوئی نوجوان ہوتا تو ضرور کہہ دیتا کہ ابا جان! اگر مجھے ذبح ہی کرنا تھا تو پیدا کیوں کیا تھا لیکن اسماعیل علیہ السلام نے کمال جذبۂ صبر کا مظاہرہ کیا اور سرِ تسلیم خم کر دیا پھر ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو کروٹ پر لٹا دیا' اور پھر اللہ کا نام لے کر چھری بھی چلا دی۔ لیکن وہ ذبح نہ کر سکی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس جذبۂ ایثار و قربانی کے منظر کو دیکھ چکے تھے اور ابراہیم علیہ السلام ایک بار پھر اس عظیم آزمائش میں بھی کامیاب ہو چکے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے جنت سے ایک دنبہ بھیج دیا جسے اسماعیل علیہ السلام کی جگہ قربان کر دیا گیا جیسا کہ قرآن میں ہے کہ

(۱) [بخاری (۱۳۸/۱) كتاب الوضوء: باب التخفيف في الوضوء' طبراني كبير (۱۲۳۰۲/۱۲) مجمع الزوائد (۱۷۶/٦)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ o وَنَادَيْنَهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ o قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ o إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ o وَفَدَيْنَهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ o وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ o سَلٰمٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ o كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ o إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ﴾

''غرض جب دونوں مطیع ہو گئے اور اس نے (باپ نے) اس کو (بیٹے کو) پیشانی کے بل گرا دیا۔ تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا' بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے دیا۔ اور ہم نے ان کا ذکرِ خیر پچھلوں میں باقی رکھا۔ ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہو۔ ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔''

اس کے بعد اس سنتِ ابراہیمی کو قیامت تک کے لیے قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنا دیا گیا اور عید الاضحیٰ کے دن اسے سب سے پسندیدہ عمل قرار دے دیا گیا۔

قربانی سے مقصود محض جانور ذبح کرنا نہیں

شریعت کے وہ چند مسائل جو ہماری توجہ کسی نہ کسی تاریخی واقعہ کی طرف مبذول کرتے ہیں ان میں سے ایک قربانی بھی ہے۔ ایسے مسائل سے مقصود محض انہیں مقررہ وقت پر بالفعل اختیار کر لینا ہی نہیں ہے بلکہ ان تاریخی حوادث پر گہری نگاہ ڈالتے ہوئے اس جذبۂ عبادت اور قربانی کی ناقابل فراموش کنہہ وحقیقت کو سمجھ کر اپنانے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے جس کے باعث یہ مسائل ہماری اسلامی روایات میں جزولاینفک کی حیثیت اختیار کر گئے جیسا کہ حاجیوں کے لیے صفا مروہ کی سعی کرنا محض ایک دوڑ نہیں ہے بلکہ اُس تاریخی واقعہ کی غماز ہے جس میں ایک طرف ننھا سا بچہ شدت پیاس کے باعث زمین پر ایڑیاں مارتا نظر آتا ہے اور دوسری طرف اماں ہاجرہ علیہا السلام پانی کی تلاش میں صفا مروہ کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہاڑیوں کے چکر لگاتی نظر آتی ہیں کہ جنہیں ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی تمام تر محبتیں قربان کر کے مکہ کی بے آب و گیاہ زمین میں تنہا چھوڑ گئے تھے۔

بعینہ قربانی کا مسئلہ بھی ہے یعنی عید قربان کے دن جانور ذبح کرنا' کچھ گوشت تقسیم کر دینا' کچھ کھا لینا اور پھر خود کو شریعت کے ہر حکم سے آزاد تصور کرنا اور قربانی کے مقصد یا غرض و غایت پر سنجیدگی سے غور و فکر نہ کرنا' کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ جانور قربان کرنے کے ساتھ ساتھ ابراہیم علیہ السلام کی مثالی اطاعت و فرمانبرداری اور اثر آفریں عقیدت و ارادت کو بھی پیش نظر رکھا جائے کہ جس کی وجہ سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنا کمسن خوبصورت بیٹا بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔

اگرچہ چھری ذبح نہ کر سکی اور پھر حکم الٰہی کے مطابق مینڈھا ذبح کر دیا گیا لیکن وہ کیا اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی اور کیا اللہ تعالیٰ کے لیے ہر چیز قربان کر دینے کا جذبہ ہوگا کہ جس کی بدولت وہ اس مشکل ترین عمل سے بھی پیچھے نہ ہٹے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اس محبت و اطاعت کا صلہ یوں دیا کہ اس عمل کو تمام مسلمانوں کے لیے مسنون قرار دے کر قیامت تک کے لیے ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو جاری و ساری کر دیا۔

لامحالہ ہم سے بھی اسلام صرف جانوروں کی قربانی نہیں چاہتا بلکہ اُس جذبۂ اطاعت اور خشیت الٰہی کو بھی اجاگر کرنا چاہتا ہے جس کے ذریعے ہم اپنی ہر چیز بوقت ضرورت اللہ تعالیٰ کی خاطر قربان کر دینے کے لیے تیار ہو جائیں اور یقیناً آج اسلام کو جانوروں کی قربانیوں سے کہیں زیادہ ہماری محبوب ترین اشیاء یعنی مال' اولاد اور جان کی قربانیوں کی ضرورت ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس عمل کو محض ایک تہوار اور رسم سمجھتے ہوئے تفاخر اور ریاء و نمود کا ذریعہ ہی نہ بنا ڈالیں کہ جس کے باعث ہمیں دنیا میں تو اسلامی شعائر و روایات اپنانے کا اعزاز مل جائے لیکن ہماری عقبیٰ تباہ و برباد ہو کر رہ جائے بلکہ ہمیں چاہیے کہ اس عمل کے پیچھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چھپی اُس عظیم قربانی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ایمانوں کو اس قابل بنائیں جو ہمیں دنیاوی لہو ولعب اور مصنوعی عیش ونشاط سے نکال کر اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر گوشہ رضائے الٰہی کی خاطر قربان کر دینے کے لیے تیار کر دے۔

پچھلی امتوں کے لیے قربانی کی مشروعیت

قربانی کا حکم صرف اس امت کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ پچھلی امتوں کے لیے بھی قربانی کے عمل کو مشروع قرار دیا گیا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ﴾ [الحج : ٣٤]

''اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔ سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے' تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ' اور عاجزی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیجیے۔''

اس آیت کا واضح مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف امت محمدیہ کے لیے ہی نہیں بلکہ ہر امت کے لیے قربانی وذبح کے احکام نازل فرمائے ہیں۔

اس امت کے لیے قربانی کی مشروعیت

قربانی ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ دونوں کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان دونوں انبیاء کی سنت اپنانے اور اتباع کرنے کی تلقین فرمائی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ﴾ [الممتحنة : ٤]

''(مسلمانو!) تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری آیت میں فرمایا:

﴿ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ [النحل : ۱۲۳]

''پھر ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کے یکطرفہ دین کی پیروی کریں۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب:۲۱]

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ (موجود) ہے۔''

اور ایک اور آیت میں فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي﴾ [آل عمران:۳۱]

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔''

علاوہ ازیں مزید قربانی کی مشروعیت کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الکوثر : ۲]

''اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔''

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

((کان النبی ﷺ یضحی بکبشین و أنا أضحی بکبشین))

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا تھا۔''(۱)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من وجد سعة فلم یضح فلا یقربن مصلانا))

''جس کے پاس وسعت وطاقت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے

(۱) [بخاری (۵۵۵۳) کتاب الأضاحی : باب فی أضحیة النبی]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قریب بھی ہرگز نہ آئے۔‘‘(۱)

(4) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من كان ذبح قبل الصلاة فليعد))

’’جس نے نماز سے پہلے (جانور) ذبح کرلیا وہ دوبارہ قربانی کرے۔‘‘(۲)

(5) ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يأيها الناس! إن على كل أهل بيت فى كل عام أضحية))

’’اے لوگو! بے شک ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی (کرنا مشروع) ہے۔‘‘(۳)

(6) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’عہد رسالت میں آدمی اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربان کرتا تھا۔‘‘(٤)

(7) امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ

((أجمع المسلمون على مشروعية الأضحية))

’’مسلمانوں نے قربانی کی مشروعیت پر اجماع کیا ہے۔‘‘(٥)

---

(۱) [ابن ماجة (۳۱۲۳) كتاب احمد (۳۲۱/۲)] شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [صحيح ابن ماجة (۲۵۳۲)]

(۲) [بخاری (٥٥٤٩) كتاب الأضاحي : باب مايشتهى من اللحم ' مسلم (۱۹٦۲) ابن ماجة (۳۱٥۱) نسائی (٤٤٠٨)]

(۳) [ابن ماجة (۳۱۲٥) كتاب الأضاحي : باب ......] شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [صحيح ابن ماجة (۲٥۳۳)]

(٤) [ترمذی (۱٥٠٥) كتاب الأضاحي : باب ماجاء أن الشاة الواحدة تجزى عن أهل بيت ' ابن ماجة (۱۳٤٧)] شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔]

(٥) [المغنى (۳٦٠/۱۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قربانی کا حکم

اگرچہ اس کے حکم میں اختلاف ہے اور بعض علماء نے صاحب استطاعت شخص کے لیے اسے واجب بھی قرار دیا ہے لیکن راجح و برحق بات یہ ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے اور یہ مؤقف محض راقم کا ہی نہیں بلکہ درج ذیل کبار علماء بھی یہی مؤقف رکھتے ہیں:

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتوی:

((هی سنة و معروف))

''یہ سنت ہے اور یہ امر مشہور ہے۔'' (۱)

امام ترمذیؒ کا فتوی:

((والعمل علی هذا عند أهل العلم أن الأضحية ليست بواجبة ولكنها سنة من سنن رسول الله ﷺ يستحب أن يعمل بها وهو قول سفيان الثوری وابن المبارك))

''اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے اور اسی پر عمل کرنا مستحب ہے اور امام سفیان ثوریؒ اور امام ابن مبارکؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔'' (۲)

امام شوکانیؒ کا فتوی:

''قربانی سنت مؤکدہ ہے اور جمہور بھی اسی کے قائل ہیں۔'' (۳)

امام ابن حزمؒ کا فتوی:

((لا يصح عن أحد من الصحابة أنها واجبة وصح أنها غير واجبة عن الجمهور ولا خلاف فی كونها من شرائع الدين))

---

(۱) [بخاری قبل الحدیث (۵۵۴۵)]

(۲) [سنن ترمذی (بعد الحدیث/ ۱۵۰۶)]

(۳) [السیل الجرار (۶۶۸/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

''کسی ایک صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ قربانی واجب ہے جبکہ جمہور علماء سے ثابت ہے کہ یہ واجب نہیں ہے اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ (قربانی) دین کے احکامات میں سے ہے۔'' (۱)

شیخ ابن بازؒ کا فتوی:

((الأضحية سنة مؤكده في أصح قولي أهل العلم وتتأكد على من عنده سعة من المال لأنها من آكد أنواع العبادات المشروعة يوم عيد الأضحى وأيام التشريق وقد داوم عليها النبي ﷺ في المدينة فكان يضحي كل سنة بكبشين أملحين أقرنين كما ثبت ذلك في الصحيحين من حديث أنس رضی اللہ عنہ))

''اہل علم کے دو (مختلف) اقوال میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے اور مالی وسعت والے شخص پر زیادہ تاکید والی ہے کیونکہ یہ عید الاضحیٰ کے دن اور ایام تشریق میں مشروع عبادات کی اقسام میں سے سب سے زیادہ مؤکد ہے اور بے شک مدینہ میں نبی ﷺ نے اس پر مداومت اختیار فرمائی۔ آپ ﷺ ہر سال دو چتکبرے سینگ والے مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔'' (۲)

امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ

''اکثر اہل علم قربانی کو واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہی خیال کرتے ہیں۔'' (۳)

وہ صورتیں جن میں قربانی واجب ہو جاتی ہے

مندرجہ ذیل صورتوں میں قربانی واجب ہو جاتی ہے:

(۱) [المحلى (۳۵۸/۷)]

(۲) [فتاوى إسلامية (۳۱٦/۲)]

(۳) [المغنى (۳٦۰/۱۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(1) اگر کوئی شخص نذر کے ذریعے اپنے اوپر قربانی واجب کر لے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایمان والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ذکر فرمایا ہے کہ

﴿یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾ [الإنسان : ۷] ''وہ نذر پوری کرتے ہیں۔''

اور ایک حدیث میں ہے کہ

((عن عائشة رضی اللہ عنہا عن النبی ﷺ قال : من نذر أن يطيع الله فليطعه))

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی نذر مانی وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی اس نذر کو پورا کرے)۔''(۱)

(2) کسی جانور کے متعلق اگر یہ نیت کر لی جائے کہ یہ اللہ کے لیے ہے یا یہ صرف قربانی کے لیے ہے تو پھر اسے اللہ کے لیے قربان کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اب وہ وقف ہو چکا ہے اور وقف چیز کا حکم یہ ہے کہ نہ تو اسے فروخت کیا جا سکتا ہے' نہ اسے ہبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے وراثت میں تقسیم کیا جا سکتا ہے بلکہ اسے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی صرف کیا جائے گا جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔(۲)

(3) اگر کوئی شخص حالت احرام میں شکار کو قتل کر بیٹھا تو اس پر فدیہ کے طور پر قربانی لازم ہو جائے گی جیسا کہ قرآن میں ہے کہ

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ﴾ [المائدة : ۹۵]

''اے ایمان والو! شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا اس پر فدیہ واجب ہو گا جو کہ مساوی ہو گا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے۔''

(۱) [بخاری (۶۶۹۶) کتاب الأیمان والنذور : باب إثم من لا یفی بالنذر]
(۲) [مسلم (۴۲۲۴) کتاب الوصیة : باب الوقف]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(4) حج تمتع یا حج قران کرنے والوں کے لیے بھی قربانی کرنا واجب ہے۔(۱)

قربانی کے حکم سے متعلقہ چند ضعیف روایات

(1) ایک روایت میں ہے کہ

((أن رجلا سأل ابن عمر عن الأضحية أواجبة هي؟ فقال ضحى رسول الله والمسلمون فأعادها عليه فقال : أتعقل؟ ضحى رسول الله ﷺ والمسلمون))

"ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ واجب ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے قربانی کی ہے پھر اس نے دوبارہ آپ سے وہی سوال کیا تو آپ نے کہا "کیا تم سمجھ رہے ہو؟ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے قربانی کی ہے۔"(۲)

(2) ((عن زيد بن أرقم رضی اللہ عنہ قال قلنا يا رسول الله ماهذه الأضاحي ؟ قال : سنة أبيكم ابراهيم))

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔"(۳)

---

(۱) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فقه الحديث از راقم اور مناسك حج للألبانی]

(۲) [ترمذی (۱۵۰۶) كتاب الأضاحي : باب الدليل على أن الأضحية سنة ' شیخ البانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ضعیف ترمذی (۲٦۰)]

(۳) [ضعیف ابن ماجة (٦۷۲) كتاب الأضاحي : باب ثواب الأضحية ' المشكاة (۱٤۷٦) ابن ماجة (۳۱۲۷) شیخ مبشر ربانی حفظہ اللہ کی تحقیق کے مطابق یہ روایت اس لیے ضعیف ہے کہ اس کی سند میں عائذ اللہ المجاشعی ہے جس کے بارے میں امام بخاریؒ نے فرمایا کہ (لا يصح حديثه) "اس کی حدیث صحیح نہیں ہے۔" امام ابوحاتم نے کہا: (هو متروك الحديث)۔[تنقيح الرواة (۲۸۰)] حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا: ضعیف (یعنی یہ راوی ضعیف ہے)۔[تقريب التهذيب :۱٦٦۲] دوسرا راوی نفیع بن الحارث ابوداؤد میں ہے۔اس کے بارے میں امام دارقطنیؒ نے فرمایا: (هو متروك) "وہ متروک ہے۔" (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(3) اور جس روایت میں یہ لفظ ہیں

((أقام رسول الله ﷺ بالمدينة عشر سنين يضحى))

''رسول اللہ مدینہ میں دس سال مقیم رہے اور قربانی کرتے رہے۔'' وہ بھی ضعیف ہے۔(۱)

جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا وہ کیا کرے؟

جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان کیا جا چکا ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے اور تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے اس لیے جو قربانی کر سکتا ہے اسے ضرور قربانی کرنی چاہیے لیکن اگر کوئی اس کی طاقت ہی نہ رکھتا ہو تو یقیناً اسے قربانی نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ تو سنت ہے اور اگر انسان طاقت نہ ہونے کی وجہ سے فرض زکاۃ بھی ادا نہ کرے یا فرض حج بھی نہ کرے تب بھی اس پر بالاتفاق کوئی گناہ نہیں۔ ہاں ایسا شخص اگر قربانی کا اجر حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ عید کے روز اپنے بال اور ناخن تراش لے' مونچھیں کاٹ لے اور زیر ناف مونڈھ لے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

((عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ أن النبي ﷺ قال أمرت بيوم الأضحى عيدا جعله الله لهذه الأمة قال الرجل أرأيت إن لم أجد إلا منيحة أنثى أفأضحي بها ؟ قال : لا ' ولكن تاخذ من شعرك و أظفارك و تقص شاربك

(گذشتہ سے پیوستہ) [تنقيح الرواة (۱/ ۲۸۰)] امام ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں فرمایا: (هو متروك واتهم بوضع الحديث) ''وہ متروک ہے اور اسے حدیث گھڑنے کی تہمت لگائی گئی ہے۔'' حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا: (متروك وقد كذبه ابن معين) ''وہ متروک ہے اور امام ابن معینؒ نے اسے کذاب کہا ہے۔'' [تقريب التهذيب : ۳۵۹] معلوم ہوا کہ نفیع بن الحارث متروک الحدیث اور جھوٹا راوی ہے۔ اس کے علاوہ سلام بن مسکین عائذ اللہ سے روایت کرنے میں منفرد بھی ہے۔ [تنقيح الرواة (۱/ ۲۸۰)]

(۱) [ترمذی (۱۵۰۷) كتاب الأضاحى : باب الدليل على أن الأضحية سنة ' شیخ البانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ ضعیف ترمذی (۲۶۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

وتحلق عانتك فتلك تمام أضحيتك عند الله))

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یوم الأضحیٰ کو عید کا حکم دیا گیا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے مقرر فرمایا ہے ایک آدمی نے عرض کیا آپ مجھے بتلائیں کہ اگر میں قربانی کے لیے مونث دودھ دینے والی بکری کے سوا نہ پاؤں تو کیا اس کی قربانی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، لیکن تم اپنے بال اور ناخن تراش لینا اور اپنی مونچھیں کاٹنا اور شرمگاہ کے بال مونڈ دینا اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ تیری مکمل قربانی ہو جائے گی۔''(۱)

قربانی کی فضیلت

قربانی کی فضیلت میں مندرجہ ذیل روایت پیش کی جاتی ہے.

((ماعمل ابن آدم يوم النحر عملا أحب إلى الله من إهراق الدم، إنها لتأتي يوم القيامة بقرونها وأظلافها وأشعارها وإن الدم ليقع من الله عزوجل بمكان قبل أن يقع على الأرض فطيبوا بها نفسا))

''دس ذوالحجہ کو خون بہانے سے بڑھ کر ابن آدم اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی بہتر عمل نہیں کرتا، یہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، کھروں اور بالوں سمیت آئیں گے اور خون کے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں اس کا ایک مقام ہوتا ہے سو تم یہ قربانی خوش دلی سے دیا کرو۔''

لیکن یہ روایت ثابت نہیں جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔(۲)

تاہم قربانی کی سنت پر عمل کا جو اجر و ثواب اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے وہ بہر حال قربانی کرنے والے کو ضرور ملے گا کیونکہ قربانی عبادت اور نیک عمل ہے اور ہر نیکی کے متعلق

---

(۱) [ابو داود (۲۷۸۹) كتاب الضحايا : باب ماجاء في إيجاب الأضاحي، نسائی (۴۳۷۷) ابن حبان (۱۰۴۳) حاکم (۴/۲۲۳) یہ روایت حسن درجہ کی ہے۔]

(۲) [ترمذی (۱۴۹۳) كتاب الأضاحي : باب ماجاء في فضل الأضحية، ابن ماجة (۳۱۲۶) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ ضعیف ترمذی (۲۵۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾[الأنعام : ١٦٠] ''جو شخص (کوئی) نیک کام کرے گا اسے اس کے دس گنا (اجر) ملے گا۔''

حافظ عبدالمنان نور پوری کا فتویٰ:

کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے لکھا ہے کہ قربانی کی فضیلت کی تمام احادیث ضعیف ہیں یہ بات ٹھیک ہے لیکن اس دن خون کا بہانا اور نبی اکرم ﷺ کا ہر سال قربانی کرنا کس زمرہ میں جائے گا اس کا کیا ثواب ہوگا' کیا اجر ہوگا؟

تو انہوں نے جواب میں کہا ''آپ نے لکھا ہے قربانی کی فضیلت کی تمام احادیث ضعیف ہیں یہ بات ٹھیک ہے لیکن اس دن خون بہانا اور نبی اکرم ﷺ کا ہر سال قربانی کرنا کس زمرہ میں جائے گا اس کا کیا ثواب ہوگا' کیا اجر ہوگا؟

تو محترم توجہ فرمائیں قربانی کی فضیلت والی احادیث کے ضعیف ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قربانی بے اجر وثواب کام ہو گیا ہے قربانی کا اجر وثواب تو اپنی جگہ محقق وثابت شدہ امر ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں حدیث میں ہے کہ

((الحسنة بعشرة أمثالها إلى سبعمائة ضعف))

''نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو تک ہے۔''(١)

ہاں فضیلت قربانی والی احادیث کے ضعیف ہونے سے یہ لازم آتا ہے کہ جو فضیلت ان میں بیان ہوئی وہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔(٢)

قربانی صرف رضائے الٰہی کے لیے کرنی چاہیے

چونکہ قربانی عبادت ہے اور کوئی بھی عبادت اس وقت تک باعث اجر نہیں ہوتی جب

---

(١) [تفسیر ابن کثیر المجلد الثانی پ٨ص ٢٦٣ـ ٢٦٤]

(٢) [أحکام ومسائل (١/٤٣٨)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تک کہ خالصتاً اللہ کے لیے نہ کی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ [البينة : ٥]

''انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے لیے دین کو خالص کریں۔''

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إنما الأعمال بالنيات))

''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''(۱)

علاوہ ازیں قربانی کے متعلق بالخصوص ایک آیت میں یہ الفاظ موجود ہیں:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

[الأنعام: ١٦٢]

''کہہ دیجیے! بے شک میری نماز' میری قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔''

قربانی نہ تو غیر اللہ کے لیے جائز ہے اور نہ ہی ایسی جگہ پر درست ہے جہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہو نیز ایسی قربانی بھی حلال نہیں جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لعن الله من لعن والده ' ولعن الله من ذبح لغير الله ' ولعن الله من آوىٰ محدثا ' ولعن الله من غير منار الأرض))

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اپنے والد پر لعنت کی' اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا' اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کی علامات

(۱) [بخاری (۱) کتاب بدء الوحی]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تبدیل کردیں۔'' (۱)

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ تمام اعمال کی طرح قربانی بھی صرف رضائے الٰہی کے لیے خالص نیت کے ساتھ کرنی چاہیے اس میں ریاء ونمود کی آمیزش یقیناً قربانی کرنے والے کے اجر وثواب کو ضائع کر دیتی ہے اور اللہ کی لعنت کا مستحق بنا دیتی ہے۔

شرائط قربانی

(1) خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو جیسا کہ پیچھے دلائل نقل کر دیے گئے ہیں۔

(2) پاکیزہ مال سے ہو حرام مال سے نہ ہو۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أيها الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا))

''اے لوگو بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز ہی قبول کرتا ہے۔'' (۲)

(3) سنت کے مطابق ہو جیسا کہ اگر کوئی شخص نماز عید سے پہلے قربانی کر لے تو اس کی قربانی قبول نہیں ہوتی۔ اس کا مفصل بیان آئندہ صفحات میں آئے گا۔

(4) قربانی ایسے جانوروں کی نہ ہو جن جانوروں کی قربانی قبول نہیں ہوتی۔ اس کا بھی تفصیلی بیان آگے آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کن کی قربانی قبول فرماتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کی قربانی قبول فرماتے ہیں جیسا کہ یہی بات واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا تذکرہ فرمایا ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ [المائدة : ۲۷]

---

(۱) [مسلم (۱٤۱)]

(۲) [مسلم (۲۳٤٦) كتاب الزكاة : باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا کھرا کھرا حال بھی انہیں سنا دو' ان دونوں نے ایک نذرانہ پیش کیا' ان میں سے ایک کی نذر تو قبول ہوگئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی تو وہ کہنے لگا میں تجھے مار ہی ڈالوں گا' اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تقوی والوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے۔''

یہ نذر یا قربانی کس لیے پیش کی گئی؟ اس کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں' البتہ مشہور یہ ہے کہ ابتدا میں حضرت آدم وحوا کے ملاپ سے بیک وقت لڑکا اور لڑکی پیدا ہوتی' دوسرے حمل سے پھر لڑکا لڑکی ہوتی' ایک حمل کے بہن بھائی کا نکاح دوسرے حمل کے بہن بھائی سے کر دیا جاتا۔ ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن بدصورت تھی' جبکہ قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بہن خوبصورت تھی' اس وقت کے اصول کے مطابق ہابیل کا نکاح قابیل کی بہن کے ساتھ اور قابیل کا نکاح ہابیل کی بہن کے ساتھ ہونا تھا لیکن قابیل چاہتا تھا کہ وہ ہابیل کی بہن کی بجائے اپنی ہی بہن کے ساتھ' جو خوبصورت تھی' نکاح کرے' حضرت آدم علیہ السلام نے اسے سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھا بالآخر حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں کو بارگاہ الٰہی میں قربانیاں پیش کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جس کی قربانی قبول ہو جائے گی قابیل کی بہن کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا جائے گا۔ ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی یعنی آسمان سے آگ آئی اور اسے کھا گئی جو اس کے قبول ہونے کی دلیل تھی' بعض مفسرین کا خیال ہے کہ ویسے ہی دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے طور پر اللہ کی بارگاہ میں نذر پیش کی' ہابیل نے ایک عمدہ دنبہ کی قربانی اور قابیل نے گندم کی بالی کی قربانی پیش کی ہابیل کی قربانی قبول ہونے پر قابیل حسد کا شکار ہو گیا۔(۱)

ایک اور آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو صرف دلوں کا تقوی ہی پہنچتا ہے قربانیوں کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

(۱) [تفسیر أحسن البیان (ص/۲۹۷)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۗؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ﴾[الحج : ٢٢]

''اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے' نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیز گاری وتقوی پہنچتا ہے۔''

حدیث نبوی ہے کہ

((عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال : قال رسول الله ﷺ : **إن الله لا ينظر إلى صوركم وأموالكم ولكن ينظر إلى قلوبكم وأعمالكم**))

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتے لیکن تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کی طرف دیکھتے ہیں۔''(۱)

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

ایسے جانورں کی قربانی کی جائے جن پر ''**بهيمة الأنعام**'' کا لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ

﴿ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴾[الحج : ٣٤]

''اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔ سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ۔ عاجزی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیجیے۔''

''بهيمة'' ایسے جانوروں کو کہتے ہیں جو چار ٹانگوں والے ہوں خواہ پانی میں ہی ہوں

---

(۱) [مسلم (٦٥٤٣) كتاب البر والصلة والأدب : باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ صاحب قاموس نے اس کی یہی وضاحت کی ہے۔(۱)

اور ''انعام'' میں چار قسم کے نراور مادہ جانور شامل ہیں:

(1) اونٹ (2) گائے (3) بھیڑ (4) بکری (۲)

علاوہ ازیں مذکورہ مویشیوں میں ہر ایک کا مسنہ (یعنی دوندا) ہونا بھی ضروری ہے ہاں اگر کوئی مجبوری ہو یا ایسا جانور میسر نہ ہو تو بھیڑ کا کھیرا بھی کفایت کر جاتا ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((لاتذبحوا إلا مسنة إلا أن يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضأن))

''مسنہ ہی ذبح کروالا کہ تم پر تنگی ہو تو بھیڑ کا کھیرا ذبح کر لو۔''(۳)

یاد رہے کہ بھیڑ کے کھیرے کی اجازت کا مفہوم یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہر حال میں اس کی قربانی جائز ہے جیسا کہ آج کل بعض مقامات پر قربانی کا جانور بیچنے والے یہی کہہ کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کھیرے کی قربانی بھی جائز ہے حالانکہ اس کی قربانی صرف ایک خاص صورت (یعنی مجبوری و تنگ دستی) میں ہی جائز قرار دی گئی ہے اگر یہ صورت نہ ہو تو مسنہ کے علاوہ کوئی جانور بھی کفایت نہیں کرے گا۔

مسنہ (یعنی دوندا) ایسے جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کے دانت گر چکے ہوں۔امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ

((المسنة هى الثنية من كل شيءٍ من الابل و البقر و الغنم فما فوقها وهذا تصريح بأنه لايجوز الجذع من غير الضان فى حال من الأحوال))

''مسنۃ اونٹ گائے اور بکری وغیرہ میں سے دوندے کو کہتے ہیں اور یہ واضح ہے کہ

---

(۱) [القاموس المحيط (بهم)]

(۲) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: تفسير فتح القدير (۲/۱۰ ۲) تفسير ابن كثير (۳/۱۰۰)]

(۳) [مسلم (۱۱۷)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھیڑ کے علاوہ کسی حالت میں کھیرا قربان کرنا جائز نہیں۔'' (۱)

امام شوکانیؒ رقمطراز ہیں کہ اہل علم فرماتے ہیں:

((المسنة هی الثنية من كل شیءٍ من الابل والبقر والغنم فما فوقها))

''دو دانتا یا اس سے بڑا جانور مسنہ ہے خواہ وہ اونٹ اونٹنی ہو، خواہ گائے بیل ہو اور خواہ بھیڑ مینڈھا، بکری بکرا وغیرہ ہو۔'' (۲)

نیز واضح رہے کہ اونٹوں میں دوندا عمر کے پانچویں سال میں ہوتا ہے، گائے میں دوندا عمر کے تیسرے سال میں ہوتا ہے، اور بکری میں دوندا عمر کے دوسرے سال میں ہوتا ہے، اور کھیرا (جذعہ) بھیڑ کا وہ بچہ ہوتا ہے جو ایک سال کا ہو اور دوندا نہ ہو۔ لہٰذا اونٹ، گائے اور بکری میں دوندے سے کم عمر والے جانور کی قربانی جائز نہیں البتہ دنبے میں (کسی مجبوری کے وقت) دوندے سے کم عمر کے جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((انكفأ رسول الله ﷺ إلى كبشين أقرنين أملحين فذبحهما بيده))

''رسول اللہ ﷺ سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔'' (۳)

(2) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((كان رسول الله ﷺ يضحی بكبش أقرن فحيل ينظر فی سواد ويأكل فی سواد ويمشی فی سواد))

(۱) [شرح مسلم للنووی (۹۹/۱۳)]

(۲) [نيل الأوطار (۲۰۲/۵)]

(۳) [بخاری (۵۵۵٤) كتاب الأضاحی : باب فی أضحية النبی]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ سینگ والا موٹا تازہ مینڈھا ذبح کرتے جس کی آنکھیں، منہ اور ٹانگیں سیاہ ہوتیں۔“(۱)

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((أن النبی ﷺ نحر سبع بدنات بیده قیاما وضحی بالمدینة بکبشین أقرنین أملحین))

”نبی ﷺ نے کھڑے کھڑے سات اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے اور مدینہ میں دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھے ذبح کیے۔“(۲)

کس جانور کی قربانی افضل ہے؟

امام شوکانی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((و أفضلها أسمنها))

”اور افضل قربانی وہ ہے جو زیادہ موٹی تازی ہو۔“(۳)

ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں کہ

((و الهدی أفضله البدنة ثم البقرة ثم الشاة))

”سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے، پھر گائے کی اور پھر بکری کی۔“(٤)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((و أفضل الأضاحی البدنة ثم البقرة ثم الشاة ثم شرك فی بدنة ثم

---

(۱) [ابو داود (۲۷۹٦) کتاب الضحایا : باب مایستحب من الضحایا، ترمذی (۱٤۹٦) ابن ماجة (۳۱۲۸) نسائی (۲۲۱/۷) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۲٤۲٦)]

(۲) [ابو داود (۲۷۹۳) کتاب الضحایا : باب مایستحب من الضحایا، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۲٤۲٤)]

(۳) [الدرر البهیة : کتاب الأضحیة]

(٤) [الدرر البهیة : کتاب الحج]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شرك فی بقرة))

''قربانیوں میں افضل اونٹ ہے پھر گائے ہے پھر بکری ہے پھر اونٹ میں شریک ہونا ہے اور پھر گائے میں شریک ہونا ہے۔''(۱)

سعودی مجلس افتاء کا فتوی:

((أفضل الأضاحی البدنة ثم البقرة ثم الشاة ثم شرك فی بدنة ناقة أو بقرة لقوله ﷺ فی الجمعة : ''**من راح فی الساعة الأولی فكأنما قرب بدنة ومن راح فی الساعة الثانية فكأنما قرب بقرة ' ومن راح فی الساعة الثالثة فكأنما قرب كبشا أقرن ومن راح فی الساعة الرابعة فكأنما قرب دجاجة ومن راح فی الساعة الخامسة فكأنما قرب بيضة**'' ووجه الدلالة من ذلك وجود المفاضلة فی التقرب إلی الله بين الابل والبقر والغنم ولا شك أن الأضحية من أعظم القرب إلی الله تعالیٰ والبدنة أكثر ثمنا ولحما ونفعا وبهذا قال الأئمة الثلاثة ابو حنيفة والشافعی وأحمد وقال مالك الأفضل الجذع من الضان ثم البقرة ثم البدنة لأن النبی ﷺ ضحی بكبشين وهو ﷺ لا يفعل إلا الأفضل والجواب عن ذلك أن يقال أنه ﷺ قد يختار غير الأولی رفقا بالأمة لأنهم يتأسون به ولا يحب ﷺ أن يشق عليهم وقد بين فضل البدنة علی البقر والغنم كما سبق ـ والله أعلم))

''قربانیوں میں افضل اونٹ' پھر گائے پھر بکری اور پھر اونٹنی یا گائے کی قربانی میں شرکت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے جمعہ کے متعلق فرمایا''جو پہلی گھڑی میں (مسجد میں) گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی' اور جو دوسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی' اور جو تیسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور

(۱) [المغنی (۱۳/ ۳٦٦)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو چوتھی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک انڈہ قربان کیا۔''

اس حدیث میں محل شاہد اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب میں اونٹ' گائے اور بھیڑ بکریوں کے درمیان ایک دوسرے پر فضیلت کا وجود ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قربانی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اونٹ قیمت' گوشت اور نفع کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے۔ ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں اور امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ (قربانی میں) افضل بھیڑ کا کھیرا ہے پھر گائے اور پھر اونٹ ہے کیونکہ (حدیث میں ہے کہ) نبی ﷺ نے دو مینڈھے قربان کیے اور آپ ﷺ صرف افضل کام ہی کیا کرتے تھے۔

اس کے جواب میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یقیناً آپ ﷺ بعض اوقات غیر افضل کام کو بھی امت پر نرمی کرنے کی غرض سے اختیار فرما لیا کرتے تھے کیونکہ وہ (صحابہ) آپ ﷺ کی اقتدا کرتے تھے اور آپ ﷺ یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان پر مشقت ڈالیں لیکن آپ ﷺ نے اونٹ کی گائے اور بھیڑ بکریوں پر فضیلت بیان کر دی ہے جیسا کہ ابھی پیچھے گذرا ہے۔ (واللہ اعلم)(۱)

قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر موٹا کرنا

امام بخاریؒ رقمطراز ہیں کہ

((وقال يحيى بن سعيد سمعت أبا أمامة بن سهل رضی اللہ عنہ قال: كنا نسمن لأضحية بالمدينة و كان المسلمون يسمنون))

''یحییٰ بن سعیدؒ نے کہا کہ میں نے حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ہم مدینہ میں قربانی کو موٹا تازہ کرتے تھے اور مسلمان بھی (قربانی کے جانوروں کو)

(۱) [فتاوى إسلاميه (۲/۳۲۰)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

موٹا کرتے تھے۔'' (۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ قربانی کے جانوروں کو کھلا پلا کر موٹا اور صحت مند بنانا مستحب عمل ہے۔

امام ابن قدامہؒ کا فتوی:

((ویسن استسمان الأضحية واستحسانها لقول الله تعالى ﴿ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ [الحج:۳۲] قال ابن عباس: تعظيمها استسمانها واستحسانها واستعظامها لأن ذلك أعظم لاجرها وأكثر لنفعها))

''قربانی (کے جانور) کا موٹا ہونا اور عمدہ ہونا مسنون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یہ سن لیا اب اور سنو! اللہ کی نشانیوں کی جو تعظیم کرے تو یہ اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی تعظیم اس کا موٹا ہونا' عمدہ ہونا اور اس کا احترام کرنا ہے' کیونکہ یہ بڑے اجر اور زیادہ فائدے کا باعث ہے۔'' (۲)

خصی جانور کی قربانی

خصی جانور کی قربانی جائز ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((أن رسول الله ﷺ كان إذا أراد أن يضحي اشترى كبشين عظيمين سمينين أقرنين أملحين موجوأين))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو بڑے بڑے موٹے تازے سینگ والے' چتکبرے خصی مینڈھے خرید لاتے۔'' (۳)

(۱) [بخاری (قبل الحديث/٥٥٥٣)]

(۲) [المغنی (٣٦٧/١٣)]

(۳) [ابن ماجة (٣١٢٢) كتاب الأضاحی : باب أضاحی رسول الله ' شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابن ماجة (٢٥٣١)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(2) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ

((ذبح النبی ﷺ یوم الذبح کبشین أقرنین أملحین موجئین))

''نبی ﷺ نے قربانی کے دن سینگ والے دو چتکبرے خصی مینڈھے ذبح کیے۔''(۱)

امام ابو قدامہ رحمہ اللہ کا فتوی:

((یجزی الخصی لأن النبی ﷺ ضحی بکبشین موجوئین))

''خصی جانور (قربانی میں) کفایت کر جاتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے دو خصی مینڈھے ذبح کیے۔''(۲)

سید سابق رحمہ اللہ کا فتوی:

((ولا باس بالأضحیة بالخصی))

''خصی جانور کی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''(۳)

بھینس کی قربانی

شریعت نے ایسے جانور بطور قربانی ذبح کرنے کا حکم دیا ہے جن پر **بهیمة الأنعام** کا لفظ بولا جا سکتا ہو اور وہ جانور صرف اونٹ' گائے' بھیڑ اور بکری ہیں جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے اس لیے صرف انہی جانوروں کی قربانی کرنی چاہیے اور بھینس کی قربانی سے اجتناب ہی بہتر ہے بالخصوص اس لیے بھی کہ رسول اللہ ﷺ سے بھی بھینس کی قربانی ثابت نہیں۔

حافظ عبدالمنان نور پوری کا فتوی:

جو لوگ بھینس کی قربانی کے جواز کے قائل ہیں ان کے ہاں دلیل بس یہی ہے کہ لفظ

---

(۱) [ابو داود (۲۷۹۵) کتاب الضحایا : باب مایستحب من الضحایا' شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔[ضعیف ابو داود (۵۹۷)]

(۲) [المغنی (۳۷۱/۱۳)]

(۳) [فقه السنة(۱۹۶/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بقر اس کو بھی شامل ہے یا پھر اس کو بقر پر قیاس کرتے ہیں اور معلوم ہے کہ گائے کی قربانی رسول اللہ ﷺ کے قول، عمل اور تقریر سے ثابت ہے لہذا گائے کی قربانی کی جائے جو رسول اللہ ﷺ سے تینوں طریقوں سے ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)(۱)

مبشر احمد ربانی کا فتویٰ:

قربانی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ......﴾ [الحج: ۳٤] ''اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی کی جگہ مقرر کی تھی تاکہ جو جانور اللہ تعالیٰ نے ان کو مویشی چوپایوں میں سے دیئے تھے ان پر اللہ کا نام ذکر کریں۔''

اس آیت کریمہ میں قربانی کے جانوروں کے لیے ''بهيمة الأنعام'' کے الفاظ ذکر کیے گئے ہیں اور أنعام سے مراد یہاں پر اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری ہیں جن کی تشریح قرآن پاک کی دوسری آیت کریمہ سے ہوتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَّفَرْشًا كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ○ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ ءَالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ﴾ [الأنعام: ۱٤۳ ـ ۱٤٥]

''اور اس نے چوپایوں میں سے بار برداری والے پیدا کیے اور فرشی چوپائے بھی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا اس میں سے کھاؤ، شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ یہ چوپائے آٹھ قسم کے ہیں: بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو۔ کہہ دیجیے کیا اللہ تعالیٰ نے دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہیں؟ تم مجھے کسی دلیل سے بتاؤ اگر تم سچے ہو اور

(۱) [احکام و مسائل (۱/ ٤٤٠)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اونٹ میں سے دو اور گائے میں سے دو۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ 'انعام' کا اطلاق اونٹ' گائے اور بھیڑ بکری پر ہوتا ہے امام قرطبیؒ ''من بهيمة الأنعام'' کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

((والأنعام هنا الابل والبقر والغنم وبهيمة الأنعام هي الأنعام فهو كقولك صلاة الاولى ومسجد الجامع))

''انعام سے مراد یہاں اونٹ' گائے اور بھیڑ بکری ہے اور ''بهيمة الانعام'' سے مراد انعام ہی ہے یہ اسی طرح ہے جیسے آپ کہتے ہیں ''صلاۃ الاولی اور مسجد الجامع۔''(١)

نواب صدیق حسن خانؒ رقمطراز ہیں کہ

''انعام کی قید اس لیے لگائی گئی کہ قربانی انعام کے سوا اور کسی جانور کی درست نہیں اگرچہ اُس کا کھانا حلال ہی ہو۔''(٢)

مزید فرماتے ہیں کہ

''بهيمة الانعام''۔ سے اونٹ' گائے اور بکری مراد ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں مفصل بیان فرمایا۔''(٣)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ

((وفيه إشارة إلى أن القربان لايكون إلا من الأنعام دون غيرها))

''اس میں اشارہ ہے کہ انعام کے علاوہ دوسرے جانوروں کی قربانی نہیں ہوتی۔''(٤)

انعام کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

((وهي الابل والبقر والغنم))

---

(١) [تفسير قرطبي ٣٠/١٢]

(٢) [ترجمان القرآن (ص/٧٤١)]

(٣) [ترجمان القرآن (٧٢٧)]

(٤) [فتح القدير (٤٥٢/٣)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

''اور وہ اونٹ' گائے اور بھیڑ بکری ہیں۔''(۱)

مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ ''بھیمة الانعام'' سے مراد اونٹ' گائے اور بھیڑ بکری ہیں اور انہی کی قربانی کرنی چاہیے۔بھینس ان چار قسم کے چوپایوں میں سے نہیں۔

علامہ سید سابقؒ فرماتے ہیں کہ

((ولا تکون إلا من الابل والبقر والغنم ولا یجزئ من غیرھا ھذه الثلاثة یقول الله سبحانه'' لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْاَنْعَامِ ''))

''قربانی اونٹ' گائے اور بھیڑ بکری کے علاوہ جائز نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

''وہ یاد کریں اللہ تعالیٰ کا نام اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں مویشی چوپایوں میں سے عطا کیا۔''(۲)

یہی مؤقف حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ نے فتاوی اہلحدیث [۲/ ٤٢٦] میں اختیار کیا ہے فرماتے ہیں بعض نے جو یہ لکھا ہے ((الجاموس نوع من البقر)) یعنی بھینس گائے کی قسم ہے یہ بھی اسی زکاۃ کے لحاظ سے صحیح ہوسکتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ بھینس دوسری جنس ہے۔احناف کے ہاں بھینس کی قربانی کی جاسکتی ہے اور یہ بقر میں داخل ہے۔ہدایہ کتاب الاضحیہ [٤/ ٣٥٩] بیروت میں ہے۔

((ویدخل فی البقر الجاموس لأنه من جنسه))

''گائے میں بھینس داخل ہے اس لیے کہ یہ گائے کی جنس سے ہے۔''

فتاوی ثنائیہ [١/ ٨١٠] میں لکھا ہے حجاز میں بھینس کا وجود ہی نہ تھا پس اس کی قربانی نہ سنت رسول ﷺ سے ثابت ہوتی ہے نہ تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہاں اگر اس کو جنس بقر سے مانا جائے جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے (کمافی الہدایۃ) یا عموم ((بھیمة الانعام)) پر نظر ڈالی

---

(۱) [فتح القدیر(٣/ ٤٥١)]

(۲) [فقه السنة (٣/ ٢٦٤)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے تو حکم جواز قربانی کے لیے یہ علت کافی ہے از مولانا ابو العلاء نظر احمد کسوانی' آئمہ اسلام کے ہاں جاموس (بھینس) کا جنس بقر سے ہونا مختلف فیہ ہے۔

مبنی بر احتیاط اور راجح یہی مؤقف ہے کہ بھینس کی قربانی نہ کی جائے بلکہ مسنون قربانی اونٹ' گائے' بھیڑ' بکری سے کی جائے جب یہ جانور موجود ہیں تو ان کے ہوتے ہوئے مشتبہ امور سے اجتناب ہی کرنا چاہیے اور دیگر بحث ومباحثے سے بچنا ہی اولیٰ و بہتر ہے۔

کن جانوروں کی قربانی جائز نہیں؟

(1) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((أربع لاتجوز فی الأضاحی : العوراء بین عورها والمریضة بین مرضها والعرجاء بین ظلعها والکسیر التی لاتنقی))

''چار جانور قربانی میں جائز نہیں: واضح طور پر آنکھ کا کانا' ایسا بیمار جس کی بیماری واضح ہو' لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو' اور ایسا کمزور جس میں چربی نہ ہو۔'' (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((أمرنا رسول اللہ ﷺ أن نستشرف العین والأذن))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھیں۔'' (۲)

ان احادیث میں جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں اگر کسی جانور میں وہ موجود ہوں تو اس کی قربانی ناجائز ہوگی۔

(۱) [ابو داود (۲۸۰۲) کتاب الضحایا : باب مایکره من الضحایا' نسائی (۲۱٤/۷) ترمذی (۱٤۹۷) ابن ماجة (۳۱٤٤) مؤطا (٤۸۲/۲) دارمی (۷٦/۲۔۷۷) احمد (۳۰۱/٤) شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۲٤۳۱)]

(۲) [ابو داود (۲۷۰٤) کتاب الضحایا : باب ما یکرہ من الضحایا' ترمذی (۱٤۹۸) نسائی (۲۱٦/۷) ابن ماجة (۳۱٤۲) دارمی (۷۷/۲) شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۵۳۹/۲) إرواء الغلیل (۱۱٤۹)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیمار جانور کی قربانی

ایسی معمولی بیماری جو غیر واضح ہو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر کسی جانور کی بیماری واضح ہو تو اسے بطور قربانی ذبح کرنا جائز نہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار قسم کے جانوروں کی قربانی سے منع فرمایا اور ان میں ایک یہ بھی ہے:

((والمريضة التي بين مرضها))

''ایسا بیمار جانور جس کی بیماری واضح ہو۔''(۱)

حاملہ جانور کی قربانی

حاملہ جانور کی قربانی جائز و درست ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اس پر شاہد ہے:

((عن أبي سعيد رضی اللہ عنہ قال : سألت رسول الله ﷺ عن الجنين فقال : **كلوه إن شئتم** وقال مسدد قلنا يا رسول الله ننحر الناقة و نذبح البقرة و الشاة فنجد في بطنها الجنين أنلقيه أم ناكله ؟ قال : **كلوه إن شئتم فإن ذكاته ذكاة أمه**))

''حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پیٹ کے بچے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو اسے کھالو'' اور مسدد ؒ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم اونٹنی، گائے اور بکری ذبح کرتے ہیں تو ہم اس کے پیٹ میں بچہ پاتے ہیں کیا ہم اسے پھینک دیں یا اسے کھالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو اسے کھالو کیونکہ اس کا ذبح اس کی ماں کا ذبح کرنا ہی ہے۔''(۲)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ حاملہ جانور خواہ اونٹنی ہو، گائے ہو یا بکری ہو اسے قربانی کے لیے ذبح کیا جا سکتا ہے اور اس کے پیٹ کے بچے کو ذبح کیے بغیر کھانا درست ہے

(۱) [ابو داود (۲۸۰۲) كتاب الضحايا : باب مايكرة من الضحايا]

(۲) [ابو داود (۲۸۲۷) كتاب الضحايا : باب ماجاء في ذكاة الجنين، شیخ البانی ؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۲٤٥۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر اسے پھینک دیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے صحابہ کو لازمی طور پر پیٹ کا بچہ کھانے کا حکم نہیں دیا بلکہ اسے ان کی طبیعت و چاہت پر ہی معلق رکھا۔

علاوہ ازیں بعض حضرات نے جو اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے ''بچے کو بھی اسی طرح ذبح کرو جیسے تم اس کی ماں کو ذبح کرتے ہو۔'' یہ تاویل نہایت فاسد و بے بنیاد ہے اور مذکورہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی اس کا رد کرتی ہے۔

قربانی کے جانور پر سوار ہونا

((عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ أن رسول الله ﷺ رأى رجلا يسوق بدنة فقال : اركبها ، فقال : إنها بدنة فقال : اركبها فقال : إنها بدنة، قال : اركبها ويلك فى الثالثة أو فى الثانية))

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو قربانی کا جانور لے جاتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا افسوس! سوار بھی ہو جا (ویلک آپ ﷺ نے) دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا۔'' (۱)

اس حدیث کی شرح میں مولانا داود راز نقل کرتے ہیں کہ ''زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ سائبہ وغیرہ جو جانور مذہبی نیاز نذر کے طور پر چھوڑ دیتے ان پر سوار ہونا معیوب جانا کرتے تھے۔ قربانی کے جانوروں کے متعلق بھی جو کعبہ میں لے جائی جائیں ان کا ایسا ہی تصور تھا۔ اسلام نے اس غلط تصور کو ختم کیا اور آنحضرت ﷺ نے باصرار حکم دیا کہ اس پر سواری کرو تا کہ راستہ کی تھکن سے بچ سکو۔ قربانی کی جانور ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اسے معطل کر کے چھوڑ دیا جائے۔ اسلام اسی لیے دین فطرت

(۱) [بخاری (۱٦۸۹) كتاب الحج : باب ركوب البدن ، مسلم (۳۲۲۳) ترمذی (۹۱۱) نسائی (۱۷٦/۵) ابن ماجه (۳۱۰٤)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہے کہ اس نے قدم قدم پر انسانی ضروریات کو ملحوظ نظر رکھا ہے اور ہر جگہ عین ضروریات انسانی کے تحت احکامات صادر کیے ہیں۔(۱)

مزید اسی حدیث کے متعلق امام ترمذیؒ رقمطراز ہیں کہ

((حدیث أنس حدیث حسن صحیح وقد رخص قوم من أهل العلم من أصحاب النبی ﷺ وغیرهم في رکوب البدنة إذا احتاج إلٰی ظهرها وهو قول الشافعي وأحمد وإسحاق وقال بعضهم لا یرکب مالم یضطر إلیها))

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح حدیث ہے اور بے شک نبی ﷺ کے صحابہ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں میں سے اہل علم کی ایک جماعت نے قربانی کے اونٹ پر سواری کی رخصت دی ہے جبکہ وہ شخص اس کی سواری کا محتاج ہو اور یہی قول امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ کا بھی ہے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ جب تک وہ شخص اس کی طرف مجبور نہ ہو جائے سواری نہ کرے۔''(۲)

کیا قربانی کا جانور فروخت کیا جا سکتا ہے؟

اگر انسان قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدے تو پھر اسے فروخت کرنا درست نہیں کیونکہ اب وہ جانور اللہ تعالیٰ کا ہو چکا ہے اب اسے صرف اللہ کے لیے قربان کرنا ہی ضروری ہے بعینہ جیسے وقف شدہ مال کو نہ فروخت کرنا جائز ہے' نہ ہبہ کرنا جائز ہے اور نہ ہی وراثت میں تقسیم کرنا جائز ہے بلکہ اسے صرف اللہ کے لیے صرف کرنا ہی ضروری ہے۔(۳)

ہاں اگر اسے فروخت کرنے سے مقصود اسے تبدیل کرنا ہے تو درست ہے مثلاً اگر کوئی شخص بکری خرید لایا ہے لیکن پھر وہ اسے فروخت کر کے گائے خریدنا چاہتا ہے تو یہ درست

(۱) [شرح بخاری (۴۲/۳)]

(۲) [ترمذی کتاب الحج : باب ماجاء في رکوب البدنة]

(۳) [مسلم (۴۲۲۴) کتاب الوصية : باب الوقف]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے کیونکہ یہ افضل قربانی کی طرف پیشرفت ہے۔ اور اس صورت میں بھی فروخت کرنا جائز ہے کہ اگر جانور خریدنے کے بعد علم ہو کہ یہ بیمار ہے یا اس میں کوئی ایسا نقص ہے جس وجہ سے یہ قربانی کے قابل نہیں تو اسے فروخت کر کے دوسرا جانور خریدا جاسکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

امام شوکانی ؒ کا فتویٰ:

قربانی کا جانور فروخت کرنا اس وجہ سے مکروہ ہے کہ (اسے) فروخت کر دینا نہ تو کھانا ہے، نہ ذخیرہ کرنا ہے اور نہ ہی صدقہ کرنا ہے (کیونکہ قربانی کے جانور کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے صرف انہی تینوں افعال کا حکم دیا ہے ((کلوا وادخروا وتصدقوا)) ”اور یہ تینوں فروخت کر دینے میں موجود نہیں) اور اسی طرح فروخت کر دینا اس چیز کے بھی خلاف ہے جس کا قربانی فائدہ دیتی ہے یعنی تقرب وغیرہ۔“ (۱)

قربانی کرنے والا کن امور سے اجتناب کرے؟

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((إذا رأيتم هلال ذی الحجة وأراد أحدكم أن يضحي فليمسك عن شعره وأظفاره))

”جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے۔“ (۲)

(2) ایک اور روایت میں ہے کہ

(۱) [السیل الجرار (۳/۲٤٦)]

(۲) [مسلم (۳٦۵۵) کتاب الأضاحی : باب نهی من دخل علیه عشر ذی الحجة وهو مرید التضحیة أن یأخذ من شعره وأظفاره شیئا ' نسائی (۷/۲۱۱) ابن ماجة (۳۱٤۹) بیهقی (۹/۲٦٦) احمد (٦/۲۸۹)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

((من كان له ذبح يذبحه فاذا أهل هلال ذى الحجة فلا يأخذن من شعره و أظفاره حتى يضحى))

”جس کے پاس قربانی کے لیے کوئی جانور ہو وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد قربانی کر لینے تک ہرگز اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔“(۱)

امام نوویؒ رقمطراز ہیں کہ

”حضرت سعید بن سیب‘ امام ربیعہ‘ امام احمدؒ امام اسحاق‘ امام داود اور بعض اصحاب شافعی رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر اپنے بال اور ناخن میں سے کچھ بھی کاٹنا اس وقت تک حرام ہے جب تک کہ وہ شخص قربانی کے وقت میں قربانی نہ کر لے۔“(۲)

امام ابن قدامہ حنبلیؒ نے بھی ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد قربانی کا ارادہ رکھنے والے شخص پر بال اور ناخن کاٹنے کی حرمت کا ہی رجحان ظاہر کیا ہے۔(۳)

شیخ ابن بازؒ کا فتوی:

((من أراد أن يضحى فليس له أن يأخذ من شعره ولا من أظفاره ولا من بشرته شيئا إذا دخل ذو الحجة حتى يضحى))

”جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بال اور اپنے ناخن اور اپنے چمڑے (یعنی جسم) سے کچھ بھی کاٹے جبکہ ماہ ذوالحجہ شروع ہو چکا ہو حتی کہ قربانی کر لے۔“(٤)

جو قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو کیا وہ بھی بال اور ناخن نہ کاٹے؟

جس شخص کا قربانی کا ارادہ نہ ہو اس کے لیے بال اور ناخن کاٹنے کی ممانعت کسی صحیح

(۱) [مسلم (۱۹۷۷) نسائی (۲۱۲/۷) ترمذی (۱۵۲۳) ابو داود (۲۷۹۱) شرح معانی الآثار (۲۰۵/۲) حاکم (۲۲۰/٤) بیهقی (۲٦٦/۹) احمد (۳۰۱/٦)]

(۲) [شرح مسلم (۱۵٤/۷)]

(۳) [المغنی (۳٦۳/۱۳)]

(٤) [فتاوی إسلامیه (۳۱۷/۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث سے ثابت نہیں ہاں ایسا شخص اگر قربانی کا اجر حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ عید کے روز اپنے بال اور ناخن تراش لے' مونچھیں کاٹ لے اور زیر ناف مونڈھ لے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

((عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال : **أمرت بيوم الأضحى عيدا جعله الله لهذه الأمة** ' قال الرجل أرأيت إن لم أجد إلا منيحة أنثى أفأضحي بها ؟ قال : **لا ' ولكن تاخذ من شعرك وأظفارك وتقص شاربك وتحلق عانتك فتلك تمام أضحيتك عند الله**))

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مجھے یوم الاضحیٰ کو عید کا حکم دیا گیا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے مقرر فرمایا ہے ایک آدمی نے عرض کیا آپ مجھے بتلائیں کہ اگر میں قربانی کے لیے مونث دودھ دینے والی بکری کے سوا نہ پاؤں تو کیا اس کی قربانی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں' لیکن تم اپنے بال اور ناخن تراش لینا اور اپنی مونچھیں کاٹنا اور شرمگاہ کے بال مونڈ دینا اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ تیری مکمل قربانی ہو جائے گی۔''(۱)

جس کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہے کیا وہ بھی بال اور ناخن نہ کاٹے؟

شیخ ابن جبرین کا فتویٰ:

((وورد في الحديث الصحيح " **إذا دخل العشر وأراد أحدكم أن يضحى فلا ياخذ من شعره ولا من بشرته شيئا** "ولم يذكر من يضحى عنه غيره لكن بعض العلماء كره الأخذ أيضا ممن يضحى عنه غيره مع أن من أخذ منهم شيئا فلا فدية عليه ولا تبطل أضحيته ولا يترك التضحية وهي مقبولة عنه إن شآء اللّٰه تعالىٰ))

(۱) [ابو داود (۲۷۸۹) كتاب الضحايا : باب ماجآء في إيجاب الأضاحي ' نسائی (٤٣٧٧) ابن حبان (١٠٤٣) حاكم (٢٢٣/٤) یہ روایت حسن درجہ کی ہے۔]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ''جب عشرہ ذوالحجہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے بال اور اپنے چمڑے (یعنی جسم) سے کچھ نہ کاٹے'' (اس حدیث میں) آپ ﷺ نے ایسے شخص کا ذکر نہیں کیا جس کی طرف سے کوئی اور قربانی کر رہا ہو لیکن بعض علما نے ایسے شخص کا (بال وغیرہ) کاٹنا بھی ناپسند کیا ہے جس کی طرف سے کوئی اور قربانی کر رہا ہو (لیکن) اس کے ساتھ (انہوں نے یہ بھی کہا ہے) کہ ان میں سے جس نے کسی چیز کو کاٹا' نہ تو اس پر کوئی فدیہ ہے' نہ اس کی قربانی باطل ہو گی اور نہ ہی اسے قربانی کرنے سے پیچھے ہٹنا چاہیے وہ انشاء اللہ اس کی طرف سے قبول ہو جائے گی۔'' (۱)

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کی خواہ وہ کسی بھی علاقے میں ہو اس کی قربانی قبول نہیں ہو گی بلکہ اسے نماز عید کے بعد قربانی کے لیے دوسرا جانور ذبح کرنا پڑے گا۔

(1) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((من ذبح قبل الصلاة فانما يذبح لنفسه ومن ذبح بعد الصلاة فقد تم نسكه وأصاب سنة المسلمين))

''جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کر لیتا ہے وہ صرف اپنے کھانے کے لیے جانور ذبح کرتا ہے اور جو نماز عید کے بعد قربانی کرے اس کی قربانی پوری ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی سنت کو پا لیتا ہے۔'' (۲)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

((من ذبح قبل الصلاة فليعد))

---

(۱) [فتاوى إسلامية (۳۱۸/۲)]

(۲) [بخاری (۵۵۵٦) کتاب الأضاحی : باب قول النبی ﷺ لأبی بردة......]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''جس نے نماز عید سے پہلے جانور ذبح کرلیا وہ دوبارہ قربانی کرے۔'' (۱)

(3) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران خطبہ ارشاد فرمارہے تھے:

((إن أول مـا نبـدأ من يومنا هذا أن نصلي ثم نرجع فننحر فمن فعل هذا فقد أصاب سنتنا ومن نحر فإنما هو لحم يقدمه لأهله ليس من النسک شئ فقال أبوبردة يا رسول الله ﷺ ذبحت قبل أن أصلي وعندي جذعة خير من مسنة فقال : **اجعلها مكانها ولم تجزی أو توفي عن أحد بعدک))**

''آج کے دن کی ابتداء ہم نماز عید سے کریں گے پھر واپس آ کر قربانی کریں گے جو شخص اس طرح کرے گا وہ قربانی کو پالے گا لیکن جس نے (نماز عید سے پہلے) جانور ذبح کرلیا تو وہ ایسا گوشت ہے جسے اس نے اپنے گھر والوں کے کھانے کے لیے تیار کیا ہے وہ قربانی کسی درجہ میں بھی نہیں' حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نے تو عید کی نماز سے پہلے قربانی کرلی ہے البتہ میرے پاس ابھی ایک سال سے کم عمر کا ایک بکری کا بچہ ہے اور سال بھر کی بکری سے بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسی کی قربانی اس کے بدلہ میں کرلو لیکن تمہارے بعد یہ کسی کے لیے جائز نہ ہوگا۔'' (۲)

(4) ((عن جندب رضی اللہ عنہ قال : شهدت النبي ﷺ يوم النحر فقال : **من ذبح قبل أن يصلي فليعد مكانها أخرى' ومن لم يذبح فليذبح))**

''حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کرلی ہو

(۱) [بخاری (۵۵٦۱' ۵۵٤۹) کتاب الأضاحی : باب من ذبح قبل الصلاة أعاد' مسلم (۱۵۵٤) نسائی (٤٤۰۸) ابن ماجة (۳۱۵۱)]

(۲) [بخاری (۵۵٦۰) کتاب الأضاحی : باب الذبح بعد الصلاة]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ اس کی جگہ دوبارہ کرے اور جس نے قربانی ابھی نہ کی ہو وہ کر دے۔'' (۱)

قربانی کتنے دن کی جاسکتی ہے؟

عیدالأضحیٰ اور اس کے بعد تین دن یعنی تیرہ (13) ذوالحجہ کی شام تک قربانی کی جاسکتی ہے کیونکہ عیدالأضحیٰ کے بعد 12,11 اور 13 ذوالحجہ کے دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔(۲) اور تمام ایام تشریق کو ذبح کے دن قرار دیا گیا ہے اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

((عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال : **كل أيام التشريق ذبح**))

''تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔'' (۳)

اگرچہ اس حدیث کے منقطع ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے لیکن امام ابن حبانؒ نے صحیح ابن حبان میں اسے موصول بیان کیا ہے اور امام ہیثمیؒ نے بھی اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ احمد وغیرہ کے رجال ثقہ ہیں۔(٤)

امام شوکانیؒ کا فتویٰ:

انہوں نے اس ضمن میں پانچ مختلف مذاہب ذکر کرنے کے بعد اس مذہب کو ترجیح دی ہے کہ

((أيام التشريق كلها أيام ذبح وهي يوم النحر وثلاثة أيام بعده))

''سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں اور وہ دن یہ ہیں: یوم النحر اور اس کے بعد تین دن۔'' (٥)

---

(۱) [بخاری (٥٥٦٢) كتاب الأضاحي : باب من ذبح قبل الصلاة أعاد]

(۲) [تفسير أحسن البيان (ص/٨٢) نيل الأوطار (٤٩٠/٣)]

(۳) [احمد (٨٢/٤) صحيح ابن حبان (٣٨٤٢) السنن الكبرى للبيهقي (٢٩٥/٩) شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔[صحيح الجامع الصغير (٤٥٣٧)]

(٤) [بلوغ الأماني للبنا (٩٤/١٣-٩٥)]

(٥) [نيل الأوطار (١٢٥/٥)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام نوویؒ کا فتویٰ:

انہوں نے بھی اسی (امام شوکانیؒ کے قول) کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(۱)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، امام عطاء، امام حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، امام سلیمان بن موسیٰ الأسدی، امام مکحول، امام شافعی، اور امام داود ظاہری رحمہم اللہ سے بھی یہی قول منقول ہے۔(۲)

حافظ عبدالمنان نور پوری کا فتویٰ:

"ایام تشریق ذبح کے دن ہیں" مرفوع حدیث دارقطنی وغیرہ میں موجود ہے اور معلوم ہے کہ تشریق یوم نحر کے بعد تین دن 11، 12 اور 13 ذوالحجہ ہیں۔ان تین دن میں یوم النحر کو جمع کرلیں تو چار دن ہی ہیں۔باقی جو لوگ تین دن کے قائل ہیں ان سے قرآن مجید کی کوئی آیت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی مرفوع حدیث طلب فرمائیں تو جو آیت یا مرفوع حدیث وہ پیش فرمائیں گے اسی سے چار دن بھی نکل آئیں گے ان شاء اللہ الرحمان۔(۳)

البتہ بعض فقہاء نے یوم النحر کے بعد مزید صرف دو دنوں تک قربانی کی اجازت دی ہے ان کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ اثر ہے ((الأضحی یومان بعد یوم الأضحی)) "قربانی یوم الأضحیٰ کے بعد دو دن ہے۔"(٤)

لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ پہلی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی روایت محض ان کا اپنا قول ہی ہے اس لیے پہلی حدیث کو ترجیح دی جائے گی نیز جس روایت میں ایک دن کم کا ذکر ہے اس میں زیادتی کی نفی بھی نہیں ہے۔

---

(۱) [شرح مسلم (۱۲۸/۷)]

(۲) [نیل الأوطار (۴۹۰/۳) بیهقی (۲۹۶/۵، ۲۹۷)]

(۳) [احکام و مسائل (۴۳۸/۱)]

(٤) [مؤطا (٤٨٧/٢) بیهقی (٢٩٧/٩) شرح مسلم للنووی (١٢٨/٧)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کس دن کی قربانی افضل ہے؟

اکثر علماء کا یہ موقف ہے کہ پہلے دن کی قربانی افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ ہمیشہ اسی پر عمل پیرا رہے۔ آپ ﷺ مدینہ میں دس سال رہے اور قربانی کرتے رہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے سو اونٹ قربان کیے۔ ان سب قربانیوں میں آپ ﷺ کا ہمیشہ یہی معمول رہا کہ آپ ﷺ پہلے دن قربانی کرتے جیسا کہ ایک حدیث سے بھی اس کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ

((عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ، قال قال النبی ﷺ : **إن أول ما نبدأ به في يومنا هذا نصلي ثم نرجع فننحر، من فعله فقد أصاب سنتنا**))

''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' آج (عیدالاضحیٰ کے دن) کی ابتدا ہم نماز (عید) سے کریں گے پھر واپس آ کر قربانی کریں گے جو اس طرح کرے گا وہ ہماری سنت کے مطابق عمل کرے گا۔'' (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ جس دن نماز عید پڑھتے اسی دن قربانی کرتے اور یہ بات دلیل کی محتاج نہیں کہ نماز عید پہلے دن ہی ادا کی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں ایک اور حدیث سے بھی پہلے دن کی افضیلت معلوم ہوتی ہے:

((عن عبداللہ بن قرط عن النبی ﷺ قال : **إن أعظم الأيام عندالله يوم النحر ثم يوم القر**))

''حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا'' بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنوں میں سب سے عظیم دن یوم النحر (یعنی عید کا پہلا دن) ہے پھر یوم القر (یعنی دوسرا دن) ہے۔'' (۲)

---

(۱) [بخاری (۵۵٤۵) کتاب الأضاحی: باب سنة الأضحية]

(۲) [ابو داود (۱۷٦۵) کتاب المناسك : باب الهدی إذ اعطب قبل أن يبلغ، شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابو داود (۱۵۵۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ ایام عید میں سے افضل دن پہلا ہے اور نبی ﷺ بھی پہلے دن میں ہی قربانی کیا کرتے تھے لہذا پہلے دن کی قربانی ہی افضل ہے لیکن اگر کوئی یہ خیال کرے کہ آخری دنوں میں قربانی کرنے سے غرباء و مساکین کو زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے تو بعض علماء نے اسے بھی پہلے دن کے برابر ہی قرار دیا ہے۔ (واللہ اعلم)

قربانی کی جگہ

بہتر یہ ہے کہ عیدگاہ میں قربانی کی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

((كان رسول الله ﷺ يذبح وينحر بالمصلى))

"رسول اللہ ﷺ (قربانی) ذبح اور نحر عیدگاہ میں کیا کرتے تھے۔" (۱)

لیکن اگر کوئی گھر میں قربانی کر لیتا ہے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عیدگاہ میں قربانی کرنا لازمی قرار نہیں دیا۔

قربانی کے لیے چھری خوب تیز ہونی چاہیے

(1) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إذا ذبحتم فأحسنو الذبح وليحد أحدكم شفرته وليرح ذبيحته))

"جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور تم میں سے ایک اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔" (۲)

(۱) [بخاری (۵۵۵۲) كتاب الأضاحى : باب الأضحى والنحر بالمصلى ' ابن ماجة (۳۱۶۱) كتاب الأضاحى : باب الذبح بالمصلى ' ابو داود (۲۸۱۱) كتاب الضحايا : باب الإمام يذبح بالمصلى]

(۲) [ابو داود (۲۸۱۴) كتاب الضحايا : باب فى النهى أن تصبر البهائم والرفق بالذبيحة' شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۲۴۴۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانور قربان کرنے سے پہلے چھری کو خوب اچھی طرح تیز کر لینا چاہیے تاکہ جانور آسانی سے ذبح ہو جائے اور اسے زیادہ تکلیف نہ ہو کیونکہ گذشتہ روایت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

((إن الله كتب الإحسان على كل شئ فإذا قتلتم فأحسنوا))

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان لکھ دیا ہے پس جب تم قتل کرو تو (اس میں بھی) احسان کرو۔"

(2) ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((نهى رسول الله ﷺ أن تصبر البهائم))

"رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔" (۱)

(3) ((عن عائشة رضی اللہ عنہا أن رسول الله ﷺ أمر بكبش أقرن ' يطأ في سواد ' ويبرك في سواد ' وينظر في سواد ' فاتي به ليضحي به ' قال لعائشة : **هلمي المدية** ' ثم قال : **اشحذيها بحجر** ففعلت ' ثم أخذها ' وأخذ الكبش فأضجعه' ثم ذبحه' ثم قال : **باسم الله ' اللّٰهم ! تقبل من محمد و آل محمد' ومن أمة محمد** ' ثم ضحى به))

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگ والا ایک مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کے ہاتھ' پاؤں' پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں۔ تو وہ قربانی کے لیے لایا گیا۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا چھری لاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اسے پتھر کے ساتھ تیز کرو تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ ﷺ نے چھری کو پکڑا اور مینڈھے کو ذبح کرنے کے لیے لٹا دیا۔ پھر کہا "اللہ کے نام کے ساتھ' اے اللہ! محمد' آل محمد

(۱) [ابو داود (۲۸۱۵) كتاب الضحايا : باب في النهي أن تصبر البهائم والرفق بالذبيحة ' شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [صحيح ابو داود (۲٤٤۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اُمت محمد کی طرف سے قبول فرما'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ذبح کر دیا۔''(۱)

جانور قبلہ رخ لٹانا چاہیے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن سینگ والے دو چتکبرے، خصی مینڈھے ذبح کیے۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبلہ رخ کر لیا تو کہا:

((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ))

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کر دیا۔''(۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو ذبح کرنے سے پہلے قبلہ رخ کیا۔ اس لیے یہ عمل بھی مسنون ہے۔

جانور کے پہلو پر پاؤں رکھنا

جانور ذبح کرتے وقت اس کے پہلو پر پاؤں رکھنا سنت سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

((ضحى النبي صلی اللہ علیہ وسلم بكبشين أملحين فرأيته واضعا قدمه على صفاحهما))

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی میں نے دیکھا کہ

(۱) [مسلم (۵۰۹۱) كتاب الاضاحی : باب استحباب استحسان الضحية ، و ذبحها مباشرة بلا توكيل ، والتسمية والتكبير]

(۲) [ابو داود (۲۷۹۵) كتاب الضحايا : باب ما يستحب من الضحايا ، یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ اپنے پاؤں ان جانوروں کے پہلوؤں پر رکھے ہوئے ہیں۔''(۱)

اونٹ نحر کرنے کا طریقہ

اونٹ کو ذبح نہیں بلکہ نحر کرنا چاہیے اور نحر کا طریقہ یہ ہے کہ اونٹ کا اگلا بایاں گھٹنا باندھ کر اسے تین ٹانگوں پر کھڑا کر دینا چاہیے اور کوئی تیز دھار چیز مثلاً چھری' چاقو' نیزہ یا برچھی وغیرہ اس کی گردن میں مارنی چاہیے آہستہ آہستہ خون بہہ جائے گا اور اونٹ ایک طرف گر جائے گا پھر اس کی کھال وغیرہ اتار کر گوشت بنا لینا چاہیے اونٹ کو نحر کرنے کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُم مِّنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا﴾[الحج : ٣٦]

''قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمہیں نفع ہے پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو۔ پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں تو اس سے کھاؤ۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ''صواف'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کا معنیٰ ''قیاما معقولة'' یعنی ایک ٹانگ باندھ کر کھڑا کرنا ہے۔(۲)

امام شوکانیؒ آیت ﴿فإذا وجبت جنوبها﴾ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وجوب (سے مراد) ساقط ہونا ہے یعنی جب نحر ہونے کے بعد اونٹ گر جائے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کی روح نکل جاتی ہے۔(۳)

---

(۱) [بخاری (۵۵۵۸) کتاب الأضاحی : باب من ذبح الأضاحی بیده' مسلم (۵۰۸۷) کتاب الأضاحی : باب استحباب استحسان الضحیة]

(۲) [تفسیر فتح القدیر (۵۵۸/۳)]

(۳) [تفسیر فتح القدیر (۵۵۶/۱۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(2) ((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أنہ أتی علی رجل قد أناخ بدنتہ وھو ینحرھا فقال ابعثھا قیاما مقیدۃ سنۃ محمد ﷺ))

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جس نے اونٹ کو ذبح کرنے کی غرض سے بٹھا رکھا تھا تو انہوں نے کہا ''اس کا گھٹنا باندھ کر اسے کھڑا کرو یہی محمد ﷺ کی سنت ہے۔'' (۱)

(3) ((عن جابر رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ وأصحابہ کانوا ینحرون البدن معقولۃ الیسری قائمۃ علی ما بقی من قوائمھا))

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اونٹ کی بائیں ٹانگ باندھ کر اسے نحر کرتے تھے اور وہ اپنی باقی ٹانگوں پر کھڑا ہوتا تھا۔'' (۲)

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حجۃ الوداع کے بیان میں حدیث مروی ہے اور اس میں ہے کہ ((فنحر رسول اللہ ﷺ بیدہ ثلاثا وستین بدنۃ جعل یطعنھا بحربۃ فی یدہ))

''رسول اللہ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ تریسٹھ (63) اونٹ نحر کیے۔ آپ ﷺ اونٹوں کی گردنوں میں اپنے ہاتھ میں موجود چھوٹا نیزہ مارتے تھے۔'' (۳)

زندہ جانور سے کاٹا ہوا گوشت حرام ہے

جانور کو ذبح یا نحر کرنے کے بعد جب تک اچھی طرح اس کا خون بہہ کر روح نہ نکل

(۱) [بخاری (۱۷۱۳) کتاب الحج : باب نحر الإبل مقیدۃ، مسلم (۱۳۲۰) ابو داود (۱۷۶۸) احمد (۲/۳) ابن حبان (۵۹۰۳)]

(۲) [ابو داود (۱۷۶۷) کتاب المناسك : باب کیف تنحر البدن، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۱۵۵۳)] شیخ عبدالرزاق مہدی حفظہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔[التعلیق علی تفسیر ابن کثیر (۴/۴۳۸)]

(۳) [مسلم (۱۲۱۸)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے اس کا گوشت بنانا شروع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اگر زندہ جانور سے ہی گوشت کاٹ لیا جائے تو وہ حرام ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ما قطع من البهيمة وهي حية فهو ميت))

''زندہ جانور سے جو کچھ کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے۔''(۱)

چھری چلانے سے پہلے دعا پڑھنا

چھری چلانے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف دعائیں ثابت ہیں ان میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں:

(1) بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ:

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((ضحى النبي ﷺ بكبشين أملحين أقرنين ذبحهما بيده وسمى و كبر))

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ اور اللہ اکبر پڑھا۔''(۲)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور ذبح کرتے وقت یہ الفاظ کہے:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ هَذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِيْ))

''اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ سب سے بڑا ہے یہ (جانور) میری طرف سے اور اس

(۱) [أبو داود (۲۸۵۸) كتاب الصيد : باب في صيد قطع منه قطعة ' ترمذی (۱٤۸۰) أحمد (۲۱۸/۵) ابن الجارود (۸۷٦) دار قطنی (۲۹۲/٤) حاكم (۲۳۹/٤) بيهقی (۲٤٥/۹) شیخ البانیؒ نے اسے حسن کہا ہے۔[غاية المرام (٤١)]

(۲) [بخاری (۵۵٦۵) كتاب الأضاحي : باب التكبير عند الذبائح]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کی طرف سے ہے جس نے میری امت میں سے قربانی نہیں کی۔'' (۱)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈھے کو پکڑ کر لٹایا اور ذبح کرتے وقت کہا:

((اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ))

''اے اللہ تو محمد کی طرف سے' آل محمد کی طرف سے اور امت محمد کی طرف سے (اس جانور کی قربانی) قبول فرما۔'' (۲)

(4) سنن ابی داود کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز دو مینڈھے قربان کیے اور جب ان دونوں کو قبلہ رخ کیا تو یہ کلمات کہے:

((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ))

پھر (انہیں) ذبح کر دیا۔ (۳)

ہر خون بہا دینے والی چیز سے ذبح کرنا جائز ہے سوائے......

سوائے دانت اور ناخن کے' جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اس کا واضح ثبوت ہے:

(1) ((عن رافع بن خديج رضى الله تعالى عنه عن النبى ﷺ قال : ما أنهر

(۱) [ابو داود (۲۸۱۰) كتاب الضحايا : باب فى الشاة يضحى بها عن جماعة' ترمذى (۱۵۲۰) احمد (۳/۳۶۲) حاكم (۴/۲۲۹) بيهقى (۹/۲۷۵) شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [صحيح ابو داود (۲۴۳۶)]

(۲) [مسلم (۱۹۶۷) كتاب الأضاحى : باب استحباب استحسان الضحية وذبحها مباشرة بلا توكيل التسمية والتكبير' احمد (۶/۷۸) ابو داود (۲۷۹۲)]

(۳) [ابو داود (۲۷۹۵) كتاب الضحايا : باب مايستحب من الضحايا]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آلدم و ذكر اسم الله عليه فكل ليس السن و الظفر ' أما السن فعظم و أما الظفر فمدى الحبشة))

''حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ ''جو چیز خون کو بہا دے اور اسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو اس جانور کو کھالو۔ ذبح کرنے کا آلہ دانت اور ناخن نہیں کیونکہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔''(۱)

یہ حدیث مطلق دانت اور ناخن سے ممانعت پر دلالت کرتی ہے (یعنی) دانت اور ناخن خواہ انسان کا ہو یا کسی اور جانور کا' الگ اور جدا ہو یا جسم کے ساتھ لگا ہو' خواہ لوہے سے بنایا ہو (ہر صورت میں ان دونوں سے ذبح کرنا ممنوع ہے)۔(۲)

(2) ((وعن كعب بن مالك رضی اللہ عنہ أن امرأة ذبحت شاة بحجر فسئل النبی ﷺ عن ذالك' فامر بأكلها))

''حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پتھر سے ایک بکری کو ذبح کر دیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کھانے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کا حکم فرمایا۔''(۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھری کے علاوہ اور چیزوں سے بھی جانور ذبح کرنا درست ہے بشرطیکہ اس سے خون بہہ جائے جیسا کہ اس عورت نے ایک نوکدار پتھر سے ذبح کیا تھا اور اس سے خون بہہ گیا تھا۔

جانور خود ذبح کرنا چاہیے

جیسا کہ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

---

(۱) [بخاری (۵۴۹۸) كتاب الذبائح و الصيد : باب التسمية على الذبيحة و من ترك متعمداً' مسلم (۱۹۶۸)]

(۲) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : سبل السلام (۱۸۵۲/۴)]

(۳) [بخاری (۵۵۰۴) كتاب الذبائح و الصيد : باب ذبيحة المرأة و الأمة]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(1) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حجۃ الوداع کے بیان میں حدیث مروی ہے اور اس میں ہے کہ

((فنحر رسول اللہ ﷺ بیدہ ثلاثا و ستین بدنۃ جعل یطعنھا بحربۃ فی یدہ))

''رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ تریسٹھ (63) اونٹ نحر کیے۔ آپ اپنے ہاتھ میں موجود چھوٹا نیزہ اونٹوں کی گردنوں میں مارتے تھے۔''(۱)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((أن النبی ﷺ نحر سبع بدنا بیدہ قیاما و ضحی بالمدینۃ بکبشین أقرنین أملحین))

''نبی ﷺ نے کھڑے کھڑے سات اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے اور مدینہ میں دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھے ذبح کیے۔''(۲)

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((انکفأ رسول اللہ ﷺ إلی کبشین أقرنین أملحین فذبحھما بیدہ))

''رسول اللہ ﷺ سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔''(۳)

(4) ((عن أنس رضی اللہ عنہ قال : ضحی النبی ﷺ بکبشین أملحین فرأیتہ واضعا قدمہ علی صفاحھما یسمی و یکبر' فذ بحھما بیدہ))

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اپنے پاؤں جانور کے اوپر رکھے ہوئے

(۱) [مسلم (۱۲۱۸)]

(۲) [ابو داود (۲۷۹۳) کتاب الضحایا : باب مایستحب من الضحایا' شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابو داود (۲٤۲۳)]

(۳) [بخاری (٥٥٥٤) کتاب الأضاحی : باب فی أضحیۃ النبی]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہیں اور بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ رہے ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ نے دونوں مینڈھوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔'' (۱)

درج بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ انسان کو اپنی قربانی خود ذبح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ اپنی قربانی خود ذبح کیا کرتے تھے۔

امام شوکانیؒ نے بھی اسی مؤقف کو زیادہ بہتر قرار دیا ہے۔(۲)

امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ

((وإن ذبحها بيده كان أفضل))

''اور اگر وہ شخص قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے تو یہ افضل ہے۔'' (۳)

سید سابقؒ فرماتے ہیں کہ

((يسن لمن يحسن الذبح أن يذبح أضحيته بيده))

''جو شخص عمدہ طریقے سے جانور ذبح کر سکتا ہو اس کے لیے مسنون ہے کہ وہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ کے ساتھ ذبح کرے۔'' (٤)

کیا قصائی سے ذبح کرانا درست ہے؟

بہتر تو یہ ہے کہ جانور خود ذبح کیا جائے جیسا کہ نبی ﷺ اپنا جانور خود ہی ذبح کرتے تھے لیکن اگر کوئی ایسا نہ کر سکتا ہو تو قصائی سے ذبح کرانا بھی درست ہے۔ کیونکہ کسی صحیح حدیث میں اس کی ممانعت موجود نہیں۔

کیا عورت ذبح کر سکتی ہے؟

اگر عورت کو جانور ذبح کرنے کا طریقہ آتا ہو تو اس کے لیے جانور ذبح کرنا جائز ہے

(۱) [بخاری (٥٥٥٨) كتاب الأضاحى : باب من ذبح الأضاحى بيده]

(۲) [السيل الجرار (۲٤۳/۳)]

(۳) [المغنى لابن قدامة (۳۸۹/۱۳)]

(٤) [فقه السنة (۱۹۸/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

جیسا کہ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) امام بخاریؒ رقمطراز ہیں کہ

((وأمر أبو موسى بناته أن يضحين بأيديهن))

”حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں سے کہا کہ وہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ہی ذبح کریں۔“ (۱)

علامہ عینیؒ کا فتویٰ:

فرماتے ہیں کہ ”اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ عورتیں اگر اچھی طرح ذبح کر سکتی ہوں تو وہ اپنی قربانیاں خود ذبح کر سکتی ہیں۔“ (۲)

(2) ((عن كعب بن مالك رضی اللہ عنہ.........أن جارية لهم كانت ترعى غنما بسلع فأبصرت بشاة من غنمها موتا فكسرت حجرا فذبحتها فقال لأهله : لا تاكلوا حتى آتي النبي ﷺ فأساله أو حتى أرسل إليه من يساله فاتى النبي ﷺ أو بعث إليه فأمر النبي ﷺ باكلها))

”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ...........ایک لونڈی سلع پہاڑی پر بکریاں چرایا کرتی تھی (چراتے وقت ایک مرتبہ) اس نے دیکھا کہ ایک بکری مرنے والی ہے چنانچہ اس نے ایک پتھر توڑ کر اس سے بکری ذبح کر دی تو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ اسے اس وقت تک نہ کھانا جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم نہ پوچھ آؤں یا (انہوں نے کہا کہ) میں کسی کو بھیجوں جو آنحضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھ آئے۔ پھر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یا کسی کو بھیجا اور آنحضرت ﷺ

---

(۱) [بخاری (قبل الحديث / ۵۵۵۹) كتاب الأضاحى : باب من ذبح ضحية غيره......]

(۲) [عمدة القارى (۲۱/ ۱۵۵)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے اس کے کھانے کی اجازت بخشی۔'' (۱)

شیخ ابن جبرین کا فتویٰ:

کسی نے دریافت کیا کہ جب قربانی کا وقت ہو جائے اور گھر پر کوئی آدمی موجود نہ ہو تو اس صورت میں کیا عورت قربانی کا جانور ذبح کر سکتی ہے؟ تو شیخ نے جواب میں کہا کہ

((نعم ' يجوز للمرأة أن تتولى ذبح الأضحية أو غيرها عند الحاجة متى تمت الشروط الأخرى للذكاة ويسن عند ذبح الأضحية تسمية من ينويها له من حي أو ميت فإن لم يفعل اكتفى بالنية فإن سمى غير صاحبها خطأ فلا يضر فالله أعلم بالنيات)) [والله الموفق]

''ہاں اگر جانور ذبح کرنے کی دیگر شرائط پوری ہو رہی ہوں تو بوقت ضرورت عورت قربانی وغیرہ کا جانور ذبح کر سکتی ہے۔قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت اُس زندہ یا فوت شدہ آدمی کا نام لینا مسنون ہے جس کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہو۔اور اگر ایسا نہ بھی ہو سکے تو نیت کر لینا ہی کافی ہے اگر ذبح کرنے والا غلطی سے اصل شخص کی بجائے کسی اور کا نام لے لے تو بھی کوئی نقصان نہ ہوگا' اس لیے کہ اللہ رب العزت نیتوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔(واللہ الموفق)(۲)

مکمل اہل وعیال کی طرف سے ایک بکری

کفایت کر جاتی ہے اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

((عن عطاء بن يسار قال سألت أبا أيوب الأنصاري رضی اللہ عنہ كيف كانت الضحايا فيكم على عهد رسول الله ﷺ قال كان الرجل في عهد النبي ﷺ

(۱) [بخاري (۵۵۰۱) كتاب الذبائح والصيد : باب ما أنهر الدم من القصب والمروة والحديد]

(۲) [فتاوى إسلاميه (۳۱۸/۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يضحى بالشاة عنه وعن أهل بيته فيا كلون ويطعمون))

”عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانی کیسے ہوتی تھی تو انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آدمی اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربان کرتا تھا وہ (اسے) کھاتے تھے اور کھلاتے تھے۔“ (۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ

((عن أبي سريحة رضی اللہ عنہ قال حملني أهلي على الجفاء بعد ما علمت من السنة كان أهل البيت يضحون بالشاة والشاتين والآن يبخلنا جيراننا))

”حضرت ابوسریحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے گھر والوں نے ہم کو خلاف سنت کام پر مجبور کیا اس کے بعد کہ جب ہم سنت پر عمل کرتے تھے تو ایک گھر والے بکری یا دو بکریوں کی قربانی کرتے اور اب اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ہمارے ہمسائے ہمیں بخیل کہتے ہیں۔“ (۲)

درج بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک بکری مکمل اہل وعیال کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ

((والعمل على هذا عند بعض أهل العلم وهو قول أحمد

---

(۱) [ترمذی (۱۵۰۵) كتاب الأضاحي : باب ماجآء أن الشاة الواحدة تجزى عن أهل بيت' ابن ماجة (۳۱۴۷) كتاب الأضاحي : باب من ضحى بشاة عن أهله ' مؤطا (۴۷۶/۲) شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[صحیح ابن ماجة (۲۵۴٦)]

(۲) [ابن ماجة (۳۱۴۸) كتاب الأضحى : باب من ضحى بشاة عن أهله ' شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[صحیح ابن ماجة (۲۵۴۷)] حافظ بوصیریؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔[مصباح الزجاجة (۵۵/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وإسحاق......وقال بعض أهل العلم لاتجزی الشاة إلا عن نفس واحدة وهو قول عبد الله بن مبارك وغيره من أهل العلم))

''بعض اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے اور امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ کا بھی یہی قول ہے......اور بعض اہل علم نے کہا ہے کہ بکری صرف ایک نفس کی طرف سے ہی کفایت کرتی ہے اور یہ قول عبداللہ بن مبارکؒ اور ان کے علاوہ (بعض دیگر) اہل علم کا ہے۔''

بہر حال راجح مؤقف امام احمدؒ وغیرہ کا ہی ہے کیونکہ گذشتہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی صحیح حدیث اسی کو ثابت کرتی ہے۔

امام شوکانیؒ کا فتویٰ:

((والحق أن الشاة الواحدة تجزی عن أهل البيت وإن كانوا مائة نفس أو أكثر كما قضت بذلك السنة))

''حق بات یہ ہے کہ ایک بکری (مکمل) گھر والوں کی طرف سے کفایت کی جاتی ہے اگرچہ وہ سو یا اس سے بھی زیادہ نفس ہوں جیسا کہ سنت نے یہی فیصلہ کر دیا ہے۔''(۱)

امام ابن قیمؒ کا فتویٰ:

((وكان من هديه ﷺ أن الشاة الواحدة تجزئ عن الرجل وعن أهل بيته ولو كثر عددهم))

''آپ ﷺ کی سنت سے یہ بھی ہے کہ ایک بکری آدمی کی طرف سے اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے خواہ ان کی تعداد زیادہ ہو۔''(۲)

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ:

((ولا بأس أن يذبح الرجل عن أهل بيته شاة واحدة))

---

(۱) [نيل الأوطار (۱۳۷/۵) السيل الجرار (۲۳۳/۳)]

(۲) [كمافي تحفه الأحوذی (۷۳/۵)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری ذبح کردے۔''(۱)

اونٹ اور گائے کے حصے

اونٹ کی قربانی میں دس افراد جبکہ گائے کی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کنا مع رسول اللہ ﷺ فی سفر فحضر الأضحی فاشترکنا فی الجزور عن عشرۃ والبقرۃ عن سبعۃ))

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو قربانی کا وقت ہو گیا۔ہم اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے اور گائے میں سات۔''(۲)

ایک اور حدیث سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ مقام پر تھے۔ہمارے ہاتھ بکریاں اور اونٹ لگے۔لوگوں نے جلدی جلدی انہیں ذبح کر کے ہانڈیاں چڑھا کر ابالنی شروع کر دیں۔نبی ﷺ تشریف لائے۔آپ ﷺ نے ہانڈیاں الٹ دینے کا حکم دیا اور ((ثم عدل عشرۃ من الغنم بجزور)) ''پھر آپ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔''(۳)

---

(۱) [المغنی (۳۶۵/۱۳)]

(۲) [ابن ماجۃ (۳۱۳۱) کتاب الأضحی : باب عن کم تجزی البدنۃ والبقرۃ ' ترمذی (۹۰۵) نسائی (۴۴۰۴) احمد (۲۴۸۴) شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابن ماجۃ (۲۵۳۶)]

(۳) [بخاری (۲۵۰۷) کتاب الشرکۃ : باب من عدل عشرۃ من الغنم بجزور فی القسم ' نسائی (۴۴۰۳) کتاب الضحایا : باب ما تجزئ عنہ البدنۃ فی الضحایا ' ابو داود (۲۸۲۱) ترمذی (۱۴۹۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اور جن روایات میں ہے کہ اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں مثلاً حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((البقرة عن سبعة والجزور عن سبعة))

''گائے سات آدمیوں کی طرف سے قربان کی جاسکتی ہے' اور اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربان کیا جاسکتا ہے۔''(۱)

ایسی تمام روایات کے متعلق بعض علما کہتے ہیں کہ یہ حج کے متعلق ہیں یعنی دوران حج قربانی کرنے والے ایک اونٹ میں صرف سات افراد ہی شریک ہوں گے۔ اور بعض علما کا خیال ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے رخصت ہے یعنی اونٹ میں دس آدمی بھی شریک ہو سکتے ہیں اور سات بھی۔ (واللہ اعلم)

علاوہ ازیں اگر استطاعت ہو تو اکیلا آدمی بھی اونٹ یا گائے کی قربانی کرسکتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

((أن رسول الله ﷺ نحر عن آل محمد فى حجة الوداع بقرة واحدة))

''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر آل محمد کی طرف سے ایک گائے قربان کی۔''(۲)

کیا مختلف لوگ مل کر ایک بکری قربان کر سکتے ہیں؟

ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ شریعت میں اتنا تو ثابت ہے کہ ایک بکری مکمل گھر والوں کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے لیکن یہ بالکل ثابت نہیں کہ ایک بکری زیادہ گھرانوں یا مختلف

(۱) [ابو داود (۲۸۰۸) کتاب الضحایا : باب البقر والجزور عن کم تجزی' شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابو داود (۲٤۳٤)]]

(۲) [ابن ماجة (۳۱۳۵) کتاب الأضاحی : باب عن کم تجزئ البدنة والبقرة' شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[صحیح ابن ماجة (۲٥٤۰)]]

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اور جن روایات میں ہے کہ اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں مثلاً حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((البقرة عن سبعة والجزور عن سبعة))

''گائے سات آدمیوں کی طرف سے قربان کی جا سکتی ہے' اور اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربان کیا جا سکتا ہے۔'' (۱)

ایسی تمام روایات کے متعلق بعض علما کہتے ہیں کہ یہ حج کے متعلق ہیں یعنی دوران حج قربانی کرنے والے ایک اونٹ میں صرف سات افراد ہی شریک ہوں گے۔ اور بعض علما کا خیال ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے رخصت ہے یعنی اونٹ میں دس آدمی بھی شریک ہو سکتے ہیں اور سات بھی۔ (واللہ اعلم)

علاوہ ازیں اگر استطاعت ہو تو اکیلا آدمی بھی اونٹ یا گائے کی قربانی کر سکتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

((أن رسول الله ﷺ نحر عن آل محمد في حجة الوداع بقرة واحدة))

''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر آل محمد کی طرف سے ایک گائے قربان کی۔'' (۲)

کیا مختلف لوگ مل کر ایک بکری قربان کر سکتے ہیں؟

ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ شریعت میں اتنا تو ثابت ہے کہ ایک بکری مکمل گھر والوں کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے لیکن یہ بالکل ثابت نہیں کہ ایک بکری زیادہ گھرانوں یا مختلف

(۱) [ابو داود (۲۸۰۸) كتاب الضحايا : باب البقر والجزور عن كم تجزئ' شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ [صحيح ابو داود (۲٤۳٤)]

(۲) [ابن ماجة (۳۱۳۵) كتاب الأضاحي : باب عن كم تجزئ البدنة والبقرة' شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [صحيح ابن ماجة (۲٥٤٠)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

افراد کی طرف سے کفایت کرتی ہے۔

قربانی کرنا افضل ہے یا قربانی کی قیمت صدقہ کردینا؟

قربانی کی قیمت صدقہ کر دینے سے قربانی کرنا افضل ہے کیونکہ قربانی ایسی عبادت ہے جسے رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ عظام نے اپنایا ہے اگر قربانی کے بجائے جانور کی قیمت صدقہ کرنا شروع کر دیا جائے تو یہ عبادت ختم ہوتی چلی جائے گی۔ علاوہ ازیں اگر صدقہ کرنا افضل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ضرور اس کی وضاحت فرما دیتے حالانکہ آپ ﷺ سے نہ تو یہ ثابت ہے کہ قیمت صدقہ کر دینا قربانی سے افضل ہے اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کر دینا قربانی کے برابر ہے۔

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ:

((والأضحية أفضل من الصدقة بقيمتها نص عليه أحمد وبهذا قال ربيعة وأبو الزناد))

''قربانی کی قیمت صدقہ کرنے سے قربانی کرنا افضل ہے، امام احمدؒ نے اس پر نص بیان کی ہے، امام ربیعہؒ اور امام ابوالزنادؒ نے بھی یہی بات کہی ہے۔'' (١)

شیخ ابن بازؒ کا فتویٰ:

((وذبحها أفضل من الصدقة بثمنها لما في ذلك من إحياء السنة وإظهارها والتأسي بالنبي ﷺ وأصحابه رضی اللہ عنہم، والله ولي التوفيق))

''اور قربانی کا جانور ذبح کرنا اس کی قیمت صدقہ کر دینے سے افضل ہے کیونکہ اس میں سنت کا احیاء اور اس کا اظہار ہے اور نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اقتداء ہے۔'' (٢)

---

(١) [المغني (٣٦١/١٣)]

(٢) [فتاوى إسلامية (٣٢١/٢)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قربانی کا گوشت کیسے تقسیم کیا جائے؟

بعض علماء نے کہا ہے کہ قربانی کا گوشت تقسیم کرنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ خود کھایا جائے' دوسرا حصہ اپنے اقرباء اور دوست احباب وغیرہ کو کھلا دیا جائے اور تیسرا حصہ غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیا جائے۔ امام احمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ ان حضرات نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر سے استدلال کیا ہے:

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال : الضحایا و الهدایا ثلث لك و ثلث لأهلك و ثلث للمساكين))

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ قربانیوں کا تیسرا حصہ تمہارے لیے ہے اور تیسرا حصہ تمہارے گھر والوں کے لیے ہے اور تیسرا حصہ مساکین کے لیے ہے۔'' (۱)

اگر چہ علماء نے اس تقسیم کو افضل کہا ہے لیکن یہ تقسیم ضروری نہیں ہے بلکہ حسب ضرورت حالات کے مطابق بھی گوشت تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی اگر فقراء و مساکین زیادہ ہوں تو زیادہ گوشت صدقہ کر دینا چاہیے اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ لوگ اکثر و بیشتر خوشحال ہوں تو زیادہ گوشت خود بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور اسی طرح آئندہ ایام کے لیے ذخیرہ بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ قرآن میں مطلقاً قربانی کا گوشت کھانے اور کھلانے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ﴾ [الحج : ٣٦]

''قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں

(۱) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المغني ابن قدامة (۳۷۹/۱۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمہیں نفع ہے پس انہیں کھا کر ان پر اللہ کا نام لو پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں (یعنی سارا خون نکل جائے اور وہ بے روح ہو کر زمین پر گر جائیں تو) اسے (خود بھی) کھاؤ اور مسکین، سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔''

ایک اور آیت میں ہے کہ

﴿لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ﴾

''اپنے فائدے حاصل کرنے کے لیے آ جائیں اور ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں۔ پس تم خود بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔''

درج بالا آیات سے معلوم ہوا کہ حسب ضرورت قربانی کا گوشت کھایا اور کھلایا جا سکتا ہے البتہ تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے خاص مصلحت کے تحت ابتدائے اسلام میں منع فرما دیا تھا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ أنه قال : **لا یاکل أحد من لحم أضحیته فوق ثلاثة أیام**))

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کوئی بھی اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے اوپر نہ کھائے۔'' (۱)

لیکن پھر اس کی اجازت دے دی تھی جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ

((عن سلمة بن الأکوع رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ قال : **من ضحی منکم فلا یصبحن بعد ثالثة وبقی فی بیته منه شیئ**، فلما کان العام المقبل قالو یا رسول اللہ ﷺ ! نفعل کما فعلنا العام الماضی؟ قال : **کلوا وأطعمو وادخروا فإن ذلک العام کان بالناس جهد فأردت أن تعینوا فیها**))

(۱) [مسلم (۵۱۰۰) کتاب الأضاحی : باب بیان ما کان من النهی عن أکل لحوم الأضاحی بعد ثلاث فی أول الإسلام وبیان نسخه وإباحته إلی متی شاء]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' تم میں سے جو قربانی کرے تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں اس میں سے کوئی چیز باقی نہ ہو۔ پس اگلے سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس سال بھی ہم اسی طرح کریں جس طرح ہم نے گذشتہ سال کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔ بے شک اُس سال لوگ مشقت میں تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ تم ان کی مدد کردو۔''(۱)

مذکورہ دلائل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین یا دو حصے بنا کر تقسیم کرنا ضروری نہیں بلکہ حالات کے مطابق کسی بھی طریقے سے گوشت کھایا اور کھلایا جا سکتا ہے اور ذخیرہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

امام ابن قدامہؒ کا فتوی:

((ویجوز ادخار لحوم الأضاحی فوق ثلاث))

''تین دنوں سے زیادہ قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے۔''(۲)

کیا غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دیا جا سکتا ہے؟

غیر مسلم اگر مستحق ہو تو اسے بھی قربانی کا گوشت دیا جا سکتا ہے کیونکہ شریعت میں غیر مسلموں سے تالیف قلب کی تلقین کی گئی ہے جیسا کہ فرض زکاۃ کے مصارف میں سے ایک مستقل مصرف ہی یہی مقرر کر دیا گیا ہے اور اس سے ممانعت بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

---

(۱) [بخاری (۵۵٦۹) کتاب الأضاحی : باب ما یو کل من لحوم الأضاحی وما یتزود منها ؛ مسلم (۵۱۰۹) کتاب الأضاحی : باب بیان ما کان من النهی عن أكل لحوم الأضاحی بعد ثلاث فی أول الإسلام]

(۲) [المغنی (۳۸۱/۱۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام ابن قدامہؒ کا فتوی:

((ویجوز أن یطعم منها كافرا وبهذا قال الحسن وأبو ثور وأصحاب الرأی))

''اور یہ جائز ہے کہ کوئی قربانی کے گوشت سے کسی کافر کو کھلائے اور امام حسنؒ، امام ابو ثورؒ اور أصحاب الرائے بھی اسی کے قائل ہیں۔''(۱)

سعودی مجلس افتاء کا فتوی:

((یستحب فی الأضحية تجزئة لحمها أثلاثا ثلث لصاحبها وثلث لصديقه وثلث للمساكين ويجوز أن يعطى الكافر منها لفقره أو قرابته أو جواره أو تاليف قلبه))

''قربانی میں مستحب یہ ہے کہ اس کے گوشت کے تین حصے بنائے جائیں: ایک تہائی قربانی کرنے والے کے لیے' ایک تہائی اس کے دوست احباب کے لیے' اور ایک تہائی مساکین کے لیے اور اس سے کافر کو دینا بھی جائز ہے اُس کے فقر کی وجہ سے' یا اُس کی قرابت داری کی وجہ سے' یا اُس کی ہمسائیگی کی وجہ سے' یا اُس کی تالیف قلب کی وجہ سے۔''(۲)

قربانی کی کھالوں کا مصرف

قربانی کی کھالوں کا بھی وہی مصرف ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے یعنی جیسے قربانی کا گوشت خود بھی کھایا جا سکتا ہے دوسروں کو بھی کھلایا جا سکتا ہے اور صدقہ بھی کیا جا سکتا ہے اسی طرح کھال کو خود بھی استعمال کیا جا سکتا ہے کسی دوسرے کو بھی استعمال کے لیے دی جا سکتی ہے اور صدقہ بھی کی جا سکتی ہے کیونکہ اس کے استعمال کا کوئی الگ طریقہ کتاب وسنت میں موجود نہیں ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

---

(۱) [المغنی (۳۸۱/۱۳)]

(۲) [فتاوی أسلامية (۳۲٤/۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

((دف أهل أبيات من أهل البادية حضرة الأضحى زمن رسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ : **ادخروا ثلاثا ثم تصدقوا بقي**، فلما كان بعد ذلك قالوا يا رسول الله! إن الناس يتخذون الأسقية من ضحايا هم ويجملون فيها الودك فقال رسول الله ﷺ : **وما ذاک؟** قالو نهيت أن توكل لحوم الضحايا بعد ثلاث فقال : **إنما نهيتكم من أجل الدافة التي دخت فكلوا وادخروا وتصدقوا**))

''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قربانی کے وقت اہل بادیہ کے کچھ گھر (مدینہ میں) آباد ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین دن تک قربانی کا گوشت ذخیرہ کرو پھر باقی صدقہ کر دو۔ پس جب اس سے اگلا سال آیا تو لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! بلاشبہ لوگ قربانیوں سے مشکیزے بناتے ہیں اور ان میں چربی پگھلاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں صرف ان لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو باہر سے آ کر یہاں آباد ہو گئے تھے اب تم کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔''(۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھالوں کا بھی وہی مصرف ہے جو گوشت کا ہے کیونکہ اس حدیث میں نبی ﷺ نے مطلق طور پر یہ فرمایا ہے کہ قربانیوں سے کھاؤ' ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔ اس لیے کھال کو خود استعمال کر لینا چاہیے مثلاً بطور مصلی یا بطور چٹائی وغیرہ جیسا کہ صحابہ نے مشکیزے بنا لیے تھے۔ یا کسی دوست کو استعمال کے لیے دے دینی چاہیے یا صدقہ کر دینی چاہیے۔

کیا قربانی کا گوشت یا کھال فروخت کی جا سکتی ہے؟

نہ تو قربانی کا گوشت فروخت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی کھال فروخت کی

(۱) [مسلم (۵۱۰۳) کتاب الأضاحی : باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحی بعد ثلاث فی أول الإسلام و بيان نسخه وإباحته إلى متى شاء]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاسکتی ہے کیونکہ شریعت نے انہیں استعمال کرنے کا جو طریقہ بتلایا ہے فروخت کرنا اس میں شامل نہیں۔

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ:

((وجملة ذلك أنه لا يجوز بيع شيئ من الأضحية لا لحمها ولا جلدها واجبة كانت أو تطوعا لأنها تعينت بالذبح))

"منجملہ قربانی کی کسی چیز کو بھی فروخت کرنا جائز نہیں نہ تو اس کا گوشت اور نہ ہی اس کا چمڑا خواہ قربانی واجب ہو یا نفلی ہو کیونکہ وہ ذبح کے ساتھ متعین ہو چکی ہے۔" (۱)

امام احمدؒ کا فتویٰ:

((لا يبيعها ولا يبيع شيئا منها وقال سبحان الله كيف يبيعها وقد جعلها لله تبارك وتعالى......))

"وہ اسے (یعنی قربانی کے جانور کو) فروخت نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی چیز (گوشت یا کھال وغیرہ) فروخت کر سکتا ہے اور (امام احمدؒ) مزید فرماتے ہیں کہ "سبحان اللہ" وہ اسے کیسے فروخت کر سکتا ہے جبکہ وہ اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے مقرر کر چکا ہے۔" (۲)

کیا قربانی کا گوشت یا کھال قصائی کو بطور اجرت دی جاسکتی ہے؟

ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ

((عن علي رضي الله عنه قال أمرني رسول الله ﷺ أن أتصدق بجلال البدن التي نحرت وبجلودها))

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا

(۱) [المغنی (۳۸۲/۱۳)]

(۲) [أيضا]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کہ میں ان قربانی کے جانوروں کے جھول اور ان کے چمڑے صدقہ کر دوں جن کی قربانی میں نے کر دی تھی۔''(۱)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ

((عن علی رضی اللہ عنہ قال أمرني رسول اللهﷺ أن أقوم على بدنه وأن أتصدق بلحمها وجلودها وأجلتها وأن لا أعطي الجزار منها وقال نحن نعطيه من عندنا))

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اور میں ان قربانیوں کا گوشت اور ان کے چمڑے اور ان کی جلیں صدقہ کر دوں اور ان سے (کچھ بھی) قصائی کو نہ دوں'' اور (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ہم اسے (قصائی کو) اپنے پاس سے (معاوضہ) دیا کرتے تھے۔''(۲)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے جانوروں کی ہر چیز حتیٰ کہ جل تک بھی صدقہ کر دی جائے اور قصائی کو ان میں سے بطور اجرت کچھ نہ دیا جائے بلکہ اجرت علیحدہ دے دینی چاہیے۔

زندہ افراد کی طرف سے قربانی

اپنے علاوہ دیگر زندہ افراد کی طرف سے قربانی کرنا بالاتفاق جائز و مباح ہے اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

((عن عائشہ رضی اللہ عنہا ...... ضحى رسول اللهﷺ عن أزواجه بالبقر))

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف

---

(۱) [بخاری (۱۷۰۷) كتاب الحج : باب الجلال للبدن]

(۲) [مسلم (۳۱۸۰) كتاب الحج : باب الصدقة بلحوم الهدايا وجلودها وجلالها وأن لايعطى الجزار منها شيئا وجواز الاستنابة في القيام عليها]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے گائے کی قربانی کی۔"(۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ

((عن عطاء بن یسار قال سألت ابا أیوب الأنصاری کیف کانت الضحایا فیکم علی عهد رسول الله ﷺ قال کان الرجل فی عهد النبی ﷺ یضحی بالشاة عنه وعن أهل بیته فیاکلون ویطعمون))

"عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قربانی کیسے ہوتی تھی تو انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں آدمی اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربان کرتا تھا وہ (اسے) کھاتے تھے اور کھلاتے تھے۔"(۲)

مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی زندہ افراد یعنی گھر والے یا دوست احباب وغیرہ کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو جائز ہے۔

میت کی طرف سے قربانی

اس کی مختلف صورتیں ہیں:

(1) قربانی تو زندہ افراد کی طرف سے کی جائے لیکن اس میں فوت شدگان کو بھی شریک کرلیا جائے یہ جائز ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

((عن عائشة رضی الله عنها أن رسول الله ﷺ أمر بکبش أقرن یطأ فی سواد ویبرك فی سواد وینظر فی سواد فأتی به لیضحی به قال لعائشة **هلمی المدیة** ثم قال **اشحذیها بحجر** ففعلت ثم أخذ ها وأخذ بکبش فأ ضجعه ثم قال: **بسم الله**

(۱) [بخاری (۵۵٤۸) کتاب الأضاحی: باب الأضحیة للمسافر والنساء]

(۲) [ترمذی (۱۵۰۵) کتاب الأضاحی: باب ماجآء أن الشاة الواحدة تجزئ عن أهل بیت، ابن ماجة (۳۱٤۷) کتاب الأضاحی: باب من ضحی بشاة عن أهله، مؤطا (٤۷٦/۲) شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[صحیح ابن ماجة (۲۵٤٦)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللهم تقبل من محمد و آل محمد و من أمة محمد ' ثم ضحى به))

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ والا ایک مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کے ہاتھ پاؤں' پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں وہ جانور آپ کے پاس قربانی کے لیے لایا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا چھری لاؤ پھر کہا اسے کسی پتھر کے ساتھ تیز کرو انہوں نے ایسا ہی کیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری پکڑ لی اور مینڈھے کو ذبح کرنے کے لیے لٹا دیا پھر فرمایا: اللہ کے نام کے ساتھ اے اللہ! محمد' آل محمد اور امت محمد کی طرف سے (اسے) قبول فرما' پھر اسے ذبح کر دیا۔''(۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو سینگوں والے چتکبرے' بڑے بڑے' خصی مینڈھے لائے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں سے ایک کو لٹایا اور پھر کہا:

((بسم الله والله أكبر عن محمد وأمة من شهد الله بالتوحيد وشهد لي بالبلاغ))

''اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ سب سے بڑا ہے' (یہ جانور) محمد کی طرف سے اور اس کی امت میں سے جس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دی اور میرے لیے پیغام پہنچانے کی گواہی دی' کی طرف سے (قبول فرما)۔''(۲)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی میں اپنے گھر والوں کے ساتھ پوری امت کو بھی شریک کیا اور یقیناً اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کئی افراد فوت ہو چکے

(۱) [مسلم (۵۰۹۱) كتاب الأضاحي : باب استحباب استحسان الضحية ذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية والتكبير]

(۲) [إرواء الغليل (۲۵۱/٤)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تھے لہذا ثابت ہوا کہ اپنی قربانی میں فوت شدگان کو بھی شریک کیا جا سکتا ہے۔ شیخ ابن بازؒ نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

شیخ ابن بازؒ کا فتوی:

((الأضحية مشروعة عن الحی والمیت لأن النبی ﷺ كان يضحی بالشاة الواحدة عنه وعن آل بيته فی المدينة وبعضهم متوفی كخديجة رضی الله عنها وبنتيه رقية وأم كلثوم رضی الله عنهما ولأنها صدقة وقربة فأشبهت بقية الصدقات وهی عن الحی آكد لفعله ﷺ وقوله ﷺ : **إذا دخل شهر ذی الحجة وأراد أحدكم أن يضحی فلا ياخذ من شعره ولا من ظفره شيئا** ' خرجه مسلم فی صحيحه من حديث أم سلمة رضی الله عنها))

”قربانی زندہ اور مردہ کی طرف سے مشروع ہے کیونکہ نبی ﷺ مدینہ میں ایک بکری اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربان کرتے تھے حالانکہ ان میں بعض فوت ہو چکے تھے جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کی دو بیٹیاں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اور اس لیے بھی مشروع ہے کہ یہ صدقہ اور قربت ہے پس یہ بقیہ صدقات کے مشابہ ہوگئی اور یہ زندہ افراد کی طرف سے زیادہ مؤکد ہے آپ ﷺ کے فعل کی وجہ سے اور آپ ﷺ کے اِس قول کی وجہ سے کہ ”جب ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بالوں اور اپنے ناخنوں سے کچھ نہ کاٹے۔“ اسے امام مسلمؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے تخریج کیا ہے۔“ (۱)

شیخ ابن عثیمینؒ کا فتوی:

میت کے لیے قربانی کی دو قسمیں ہیں.

(۱) [فتاوی إسلامية (۲/۳۲۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

1- ((أن يكون ذبحا شرعيا وذلك ما يذبح في عيد الأضحى تقربا إلى الله عز وجل، ويجعل ثوابه للميت فهذا لا بأس به، على أن الأفضل من هذا أن يضحي الإنسان عنه وعن أهل بيته وينوي بذلك الحي والميت، فيدخل الميت تبعا ، لأن النبي ﷺ لم يضح عن أحد مات من أهله ، فقد مات له ﷺ ثلاث بنات ، زينب وأم كلثوم ورقية رضي الله عنهن، ولم يضح عنهن، وكذلك خديجة وهي من أحب النساء إليه ولم يضح لها ، وكذا عمه حمزة قتل شهيداً في أحد ولم يضح عنه، ولكنه ﷺ ضحى عنه وعن أهل بيته))

''یہ کہ شرعی قربانی ہو اور وہ یہ ہے کہ جو عید الاضحیٰ میں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کی جاتی ہے اور اس کا ثواب میت کے لیے مقرر کر دیا جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس سے بھی افضل یہ ہے کہ انسان اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرے اور اس کے ساتھ زندہ اور مردہ (افراد) کی بھی نیت کر لے تو تبعاً میت بھی اس میں شامل ہو جائے گی کیونکہ نبی ﷺ نے اپنے گھر کے فوت شدگان میں سے کسی کی طرف سے قربانی نہیں کی۔ آپ ﷺ کی تین بیٹیاں ''زینب' ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن'' فوت ہوئیں لیکن آپ ﷺ نے ان کی طرف سے قربانی نہیں کی اور اسی طرح خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کو بیویوں میں سب سے زیادہ محبوب تھیں' آپ نے ان کے لیے بھی قربانی نہیں کی' اور اسی طرح آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ' جو جنگ احد میں شہید کر دیے گئے آپ نے ان کی طرف سے بھی قربانی نہیں کی۔ ہاں لیکن آپ ﷺ نے اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔''

2- ((الذبح عن الميت كما يفعله بعض الجهال يذبح له في اليوم السابع من موته، أو في اليوم الأربعين من موته، أو اليوم الثالث من موته، فهذه بدعة ولا تجوز لأنها إضاعة مال في غير فائدة لا دينية ولا دنيوية ، بل في مضرة دينية ،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والبدع كلها ضلالة كما قال ﷺ : كل بدعة ضلالة ' والله الموفق))

''میت کی طرف سے جانور ذبح کرنا جیسا کہ بعض جاہل لوگ ایسا کرتے ہیں میت کے لیے اس کی وفات کے ساتویں روز جانور ذبح کیا جاتا ہے یا اس کی وفات کے چالیسویں روز' یا اس کی وفات کے تیسرے روز' یہ بدعت ہے اور جائز نہیں کیونکہ یہ ایسے بے فائدہ کام میں مال کا ضیاع ہے جس میں نہ تو دینی فائدہ ہے اور نہ دنیاوی' بلکہ دینی نقصان میں (مال کا ضیاع ہے) اور تمام بدعتیں گمراہی ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (واللہ الموفق)(۱)

(2) دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کوئی فوت ہونے سے پہلے اپنے ثلث مال میں سے قربانی کرنے کی وصیت کر جائے یا ایک خاص رقم اس غرض سے وقف کر جائے تو میت کے ورثاء پر لازم ہے کہ اس کے ترکے میں سے اس کی طرف سے لازماً قربانی کریں کیونکہ قربانی کے بقدر مال وقف کرنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کا ہو چکا ہے اس میں بندوں کا کوئی حق نہیں اسے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے صرف کرنا بہر صورت ضروری ہے جیسا کہ وقف کے متعلق ایک حدیث میں ہے کہ www.KitaboSunnat.com

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال : أصاب عمر رضی اللہ عنہ بخيبر أرضا ' فأتى النبي ﷺ قال : أصبت أرضا لم أصب مالا قط أنفس منه' فكيف تأمرني به؟ قال : "إن شئت **حبست أصلها وتصدقت بها " فتصدق عمر أنه لا يباع أصلها ولا يوهب ولا يورث في الفقراء والرقاب وفي سبيل الله والضيف وابن السبيل** ' لا جناح على من وليها أن ياكل منها بالمعروف أو يطعم صديقا غير متمول فيه))

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک زمین ملی (جس کا نام ثمغ تھا) تو آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض

(۱) [فتاوى منار الإسلام (۲/۱۱٤)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا کہ مجھے ایک زمین ملی ہے اور اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا' آپ اس کے بارے میں مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہے تو اصل جائداد اپنے قبضے میں روک رکھ اور اس کے منافع کو خیرات کر دے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس شرط کے ساتھ صدقہ (وقف) کیا کہ اصل زمین نہ بیچی جائے' نہ ہبہ کی جائے اور نہ وراثت میں کسی کو ملے اور فقراء' رشتہ دار' غلام آزاد کرانے' اللہ کے راستے (کے مجاہدوں) مہمانوں اور مسافروں کے لیے (وقف) ہے جو شخص بھی اس کا متولی ہو اگر دستور کے مطابق اس میں سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ مال جمع کرنے کا ارادہ نہ ہو۔'' (۱)

(3) تیسری صورت یہ ہے کہ جانور قربان کر کے سارا جانور ہی صدقہ کر دیا جائے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ چند ایک حسب ذیل ہیں:

1- ((عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رجلا قال للنبي ﷺ : إن أبي مات و ترك مالا ولم يوص' فهل يكفر عنه إن تصدق عنه؟ قال : "نعم"))

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا میرا والد فوت ہو گیا ہے اور اس نے مال چھوڑا ہے لیکن وصیت نہیں کی اگر اس کی طرف سے صدقہ کر دیا جائے تو کیا یہ اس (کے گناہوں) کا کفارہ بن جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں۔'' (۲)

2- ((عن عائشة رضي الله عنها أن رجلا أتى النبي ﷺ : فقال يا رسول الله ! إن أمي افتلتت نفسها' ولم توص' وأظنها لو تكلمت تصدقت' أفلها أجر إن تصدقت

(۱) [بخاری (۲۷۷۲) كتاب الوصايا : باب الوقف كيف يكتب؟]

(۲) [مسلم (۴۲۱۹) كتاب الوصية : باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عنها؟ قال : "نعم"))

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول! بے شک میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اور اس نے وصیت نہیں کی، میں اس کے متعلق گمان کرتا ہوں کہ اگر وہ کچھ بولتی تو صدقہ کر دیتی۔ تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو اسے اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں۔" (۱)

(4) چوتھی صورت یہ ہے کہ صرف میت کی طرف سے ہی قربانی کی جائے جیسا کہ آج کل عام رواج ہے کہ کوئی اپنے والد کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو اس کا الگ جانور خریدتا ہے جو کہ صرف والد کی طرف سے قربان کیا جاتا ہے حلانکہ اس کا شریعت میں کہیں ثبوت نہیں ملتا اس لیے اس عمل سے اجتناب ہی بہتر ہے علاوہ ازیں اگر میت کی طرف سے قربانی کرنی ہو تو پہلی تینوں صورتوں میں سے کسی کے مطابق کی جاسکتی ہے۔ (واللہ اعلم)

والدین کی طرف سے قربانی

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا فتوی:

((الاستغفار للوالدين وهم أحياء جائز' وهو أفضل من الأضحية ' ولكن الإنسان إذا ضحى عن نفسه وعن أهله الأحياء منهم والأموات أضحية واحدة كفت' ولم يرد عن النبي ﷺ أنه ضحى عن أحد من أهله وإنما ضحى عن نفسه وأشرك فيها أهله الأحياء والأموات))

"والدین کے لیے استغفار کرنا جبکہ وہ زندہ ہوں جائز ہے اور یہ قربانی سے افضل ہے لیکن اگر انسان اپنی طرف سے اور اپنے بقید حیات اور فوت شدہ گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کر دے تو کافی ہو جائے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے اپنے گھر والوں میں سے (فوت شدہ) کسی ایک کی طرف سے بھی قربانی کی ہو۔ ہاں

(۱) [مسلم (۴۲۲۱) كتاب الوصية : باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(اتنا ضرور ہے کہ) آپ ﷺ نے اپنی طرف سے قربانی کی اور اس میں اپنے زندہ اور فوت شدہ گھر والوں کو بھی شریک کر لیا۔''(۱)

سود کے مال سے قربانی کا حکم

جیسا کہ ابتداء میں شرائط قربانی کے ضمن میں بیان کیا جا چکا ہے کہ قربانی پاکیزہ مال سے کرنی چاہیے' حرام مال سے کی ہوئی قربانی قبول نہیں ہوتی جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

((عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :أيها الناس! إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا وإن الله أمر المومنين بما أمر به المرسلين فقال: ﴿يَاأَيُّهَاالرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ [المومنون:۵۱] وقال : ﴿يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ﴾ [البقرة :۱۷۲] ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يارب! يارب! ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فأني يستجاب لذلك؟))

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! بیشک اللہ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا ہے۔ فرمایا ''اے رسولو! پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو بیشک میں اس کا علم رکھتا ہوں جو تم عمل کرتے ہو' اور فرمایا ''اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں۔''

پھر آپ ﷺ نے ذکر فرمایا کہ آدمی لمبا سفر کرتا ہے سر پراگندہ ہے' قدم غبار آلود ہیں' وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے (اور کہتا ہے) اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! لیکن اس کا کھانا حرام ہے' اس کا پینا حرام ہے' اس کا پہننا حرام ہے' اور حرام

(۱) [فتاوی منار الإسلام (۲/۴۱۵)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے اسے غذا دی جاتی ہے تو کیسے اس کی دعا قبول کی جائے؟۔'' (۱)

ایک اور حدیث میں ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

((لا تقبل صلاة بغير طهور ولا صدقة من غلول))

''وضوء کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی صدقہ خیانت کے مال (یعنی حرام مال) سے قبول ہوتا ہے۔'' (۲)

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے وضوء کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اسی طرح حرام مال سے کیا ہوا صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا۔ سود کا مال بھی حرام ہے جیسا کہ اس کی حرمت کے اثبات میں مندرجہ ذیل دلائل کافی ہیں:

(1) ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [البقرة : ۲۷۵] ''اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔''

(2) ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً﴾ [آل عمران:۱۳۰]

''اے ایمان والو! یہ بڑھتا چڑھتا سود مت کھاؤ۔''

(3) ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ [البقرة : ۲۷۹]

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور جو سود (لوگوں پر) باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔''

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

---

(۱) [مسلم (۲۳٤٦) کتاب الزکاة : باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها]

(۲) [مسلم (۵۳۵) کتاب الطهارة : باب وجوب الطهارة للصلاة]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

((لعن رسول اللّٰہ ﷺ آکل الربا و موکلہ و کاتبہ و شاھدیہ وقال : ھم سواء))

”رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے‘ کھلانے والے‘ لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔“ (۱)

ثابت ہوا کہ سود کا مال حرام ہے اور حرام مال سے قربانی قبول نہیں ہوتی لہذا سود کے مال سے بھی قربانی قبول نہیں ہوگی۔

بے نماز کی قربانی

یہ بات ثابت ہے کہ جان بوجھ کر دائمی طور پر نماز چھوڑ دینے والا شخص کافر ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل اس پر شاہد ہیں:

(1) مشرکین کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوْا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾

[التوبة : ۱۱]

”اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور نماز قائم کر لیں اور زکوۃ ادا کرنے لگیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔“

اس آیت سے ازخود یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو تمہارے دینی بھائی نہیں ہیں اور یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ دینی بھائی چارہ صرف اسلام سے خارج ہونے سے ہی ختم ہوتا ہے۔

(2) ﴿وَأَقِيْمُوْا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ [الروم : ۳۱]

”نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔“ اس آیت کا یقیناً مفہوم یہی ہے کہ جو

---

(۱) [مسلم (۴۰۹۳) کتاب البیوع : باب لعن آکل الرباء و موکلہ‘ بیھقی (۲۷۵/۵) ابو یعلی (۳۷۷/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نماز چھوڑ دیتا ہے وہ مشرکوں میں سے ہے۔

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بین الرجل و بین الکفر والشرک ترک الصلاۃ))

''کفر وشرک اور (مسلمان) بندے کے درمیان فرق نماز کا چھوڑ دینا ہے۔'' (۱)

(4) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بین العبد و بین الکفر والإیمان الصلاۃ فاذا ترکھا فقد أشرک))

''بندے اور کفر وایمان کے درمیان (فرق کرنے والی) نماز ہے پس جب اس نے اسے ترک کر دیا تو اس نے شرک کیا۔'' (۲)

(5) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((العھد الذی بیننا وبینھم الصلاۃ فمن ترکھا فقد کفر))

''ہمارے اور کافروں کے درمیان عہد نماز ہے جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔'' (۳)

(6) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ولا تترک صلاۃ مکتوبۃ متعمدا فمن ترکھا متعمدا فقد برئت منه الذمة))

---

(۱) [مسلم (۸۲) کتاب الإیمان : باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلاة ' أحمد (۳۷۰/۳) دارمی (۲۸۰/۱) أبو داود (٤٦٧٨) ترمذی (۲٦۱۸) ابن ماجة (۱۰۷۸) الحلیة لأبی نعیم (۲٥٦/۸) بیهقی (۳٦٦/۳)]

(۲) [شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالکائی (۸۲۲/٤)] اس کی سند صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ نیز امام منذریؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔ [الترغیب والترهیب (۳۷۹/۱)]

(۳) [ترمذی (۲٦۲۱) کتاب الإیمان : باب ما جاء فی ترك الصلاة ' أحمد (۳٤٦/٥) نسائی (۲۳۱/۱) ابن ماجة (۱۰۷۹) حاکم (٦/۱) ابن أبی شیبة (۳٤/۱۱) دارقطنی (٥۲/۲) بیهقی (۳٦٦/۳) التمهید لابن عبدالبر (۲۲٤/۷)] شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابن ماجة (۸۸٤) المشکاة (٥۷٤)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

''تم فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑو پس جس شخص نے فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی تو اس سے امن وامان کا ذمہ ختم ہو گیا۔'' (۱)

(7) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من حافظ عليها كانت له نورا و برهانا ونجاة يوم القيمة ومن لم يحافظ عليها لم تكن له نورا ولا برهانا ولا نجاة وكان يوم القيمة مع قارون وفرعون وهامان وأبي بن خلف))

''جس شخص نے نماز کی حفاظت کی' نماز اس کے لیے روشنی' دلیل اور قیامت کے دن نجات کا باعث ہو گی اور جس شخص نے نماز کی حفاظت نہ کی تو نماز اس کے لیے روشنی' دلیل اور نجات کا باعث نہیں ہو گی بلکہ وہ شخص قیامت کے دن قارون' فرعون' ھامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔'' (۲)

(8) حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((كان أصحاب رسول الله ﷺ لا يرون شيئا من الأعمال تركه كفر غير الصلاة))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نماز کے علاوہ اعمال میں سے کسی چیز کو چھوڑنا بھی کفر نہیں سمجھتے تھے۔'' (۳)

---

(۱) [ابن ماجة (٤٠٣٤) كتاب الفتن : باب الصبر على البلاء] شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔[المشكاة (٥٨٠)]

(۲) [أحمد (١٦٩/٢) دارمي (٣٠١/٢) مجمع البحرين (٥٢٨) موارد (٢٥٤) مشكل الآثار (٢٢٩/٤) اس کی سند جید ہے۔شیخ البانی رقمطراز ہیں کہ امام منذری نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے۔[المشكاة (٥٧٨)]

(۳) [ترمذي (٢٦٢٢) كتاب الإيمان : باب ما جاء في ترك الصلاة ' حاكم (٧/١) شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ [المشكاة (٥٧٩)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(9) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

((لاحظ فی الإسلام لمن ترك الصلاة))

''نماز چھوڑنے والے کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔'' (۱)

جمہور علما کا مؤقف یہ ہے کہ وجوب کا اعتقاد رکھتے ہوئے محض تساہل و تکاسل کے باعث اگر نماز چھوڑ دے تو وہ کافر نہیں ہوگا بلکہ فاسق ہو جائے گا' اگر وہ توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ شادی شدہ زانی کی طرح اسے بطور حد قتل کر دیا جائے گا نیز اسے تلوار کے ساتھ قتل کیا جائے گا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ بے نماز کو اس کے کفر کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا۔ (۲)

معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر دائمی طور پر نماز چھوڑ دینے والا کافر ہے اور اگر استطاعت ہو تو اسے قتل کیا جائے گا جیسا کہ مزید اس کے چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله ويقيموا الصلاة ويؤتوا الزكوة))

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کرتا رہوں جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔'' (۳)

(2) اسی حدیث کے پیش نظر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوۃ کے خلاف

---

(۱) [مؤطا (۷٤) كتاب الطهارة : باب العمل فيمن غلبه الدم من جرح أو رعاف]

(۲) [الأم (۱/٤۲٤) الحاوى (۲/٥۲٥) روضة الطالبين (۱/٦٦۸) المغنى (۳/۳٥۱) الإنصاف (۱/٤۰۱) القوانين الفقهية (ص/٤۲) مغنى المحتاج (۱/۳۲۷)]

(۳) [بخارى (۲٥) كتاب الإيمان : باب فان تابوا وأقاموا الصلاة وآتوا الزكوة...... ' مسلم (۲۲) دارقطنى (۱/۲۳۲) بيهقى (۳/۹۲) ابن حبان (۱۷٤) حاكم (۱/۳۸۷) دارقطنى (۱/۲۳۱) ابن ماجة (۳۹۲۷)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قتال کیا۔(۱)

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ

''جو شخص نماز چھوڑ دے پھر اس چھوڑنے پر مصر و قائم رہے اور پھر ایسی حالت میں ہی فوت ہو جائے تو وہ کافر فوت ہوا ہے۔(۲)

امام شوکانیؒ رقمطراز ہیں کہ

''حق بات یہی ہے کہ ایسا شخص کافر ہے اور قتل کا مستحق ہے۔''(۳)

امام نوویؒ بیان کرتے ہیں کہ

''اگر کوئی شخص نماز چھوڑ دے اس کے اور کفر کے درمیان کوئی حائل باقی نہیں رہ جاتا۔''(٤)

شیخ ابن جبرینؒ کا فتوی:

''جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس پر کفر کا ہی حکم لگایا جائے گا۔''(٥)

سعودی مجلس افتاء فتوی:

جو شخص سستی و کوتاہی سے (عمداً بلا عذر) نماز چھوڑ دیتا ہے علماء کے اقوال میں سے صحیح یہی ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔(٦)

مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ بے نماز اسلام سے خارج ہے لہذا اس کی قربانی ہی نہیں بلکہ کوئی بھی عبادت قبول نہیں۔

---

(۱) [نسائی (۷-۷٦) أبو یعلی (٦۸) ابن خزیمة (۲٤٤۷) حاکم (۱/۳٦۸) مجمع الزوائد (۱/۳۰)]

(۲) [الصارم المسلول (٥٥٤) مجموع الفتاوی (۲۰/۹۷)]

(۳) [نیل الأوطار (۱/٤۲٤)]

(٤) [شرح مسلم للنووی (٤/۱۷۸)]

(٥) [فتاوی إسلامیة (۱/۲۹٦)]

(٦) [فتاوی إسلامیة (۱/۳۱۱-۳۱۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا مقروض شخص قربانی کرسکتا ہے؟

شریعت سے کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ مقروض شخص قربانی نہیں کرسکتا ہاں اتنا ضرور ہے کہ قرض لینے کے بعد اسے جلد از جلد اتارنے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر مقروض شخص قربانی کرے گا تو اس کی قربانی قبول نہیں ہوگی بلکہ قربانی عبادت ہے اور نبی ﷺ کی سنت ہے اس لیے اگر مقروض شخص بھی قربانی جیسی عبادت کے ذریعے تقرب الٰہی حاصل کرسکتا ہے تو اسے ضرور ایسا کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

قربانی اور منکرین حدیث

چونکہ قرآن میں قربانی کا ذکر مسائل حج کے ضمن میں ہوا ہے اس لیے منکرین حدیث نے اسی سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ قربانی صرف حاجیوں کے لیے ہے دیگر مسلمانوں کے لیے مشروع نہیں' لیکن یہ بات اس لیے درست نہیں کیونکہ کتاب وسنت میں متعدد مقامات پر قربانی کا حکم مطلق طور پر مذکور ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الکوثر:۲]

''اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔''

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یایها الناس! إن علی کل أهل بیت فی کل عام أضحیة))

''اے لوگو! بے شک ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی مشروع ہے۔'' (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر سال ہر گھر والوں کے لیے قربانی مشروع ہے اور یقیناً

(۱) [ابو داود (۲۷۸۸) کتاب الضحایا : باب ماجآء فی إیجاب الأضاحی ' ترمذی (۱۵۱۸) نسائی (۱۶۷/۷) ابن ماجة (۳۱۲۵) احمد (۲۱۵/٤) شیخ البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۲٤۲۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہر گھر والے حج کے لیے نہیں گئے ہوتے لہذا منکرین حدیث کا یہ دعوی بے بنیاد ہے۔

دارالحرب میں قربانی کا حکم

قربانی سنت مؤکدہ ہے اور باعث اجر وثواب ہے اس لیے اگر دار الحرب میں بھی قربانی کی اجازت ہو تو ضرور قربانی کرنی چاہیے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو قربانی نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہوگا کیونکہ قربانی سنت ہے واجب نہیں اور مزید اس صورت میں اضطراری حالت بھی ہے اور ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی صادق آتا ہے کہ

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة : ٢٨٦]

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔''

کیا قربانی معاشی نقصان کا باعث ہے؟

فی الحقیقت یہ سوال ایسے لوگوں کا اٹھایا ہوا ہے جو مغرب زدہ مادہ پرست ہیں اور ہر عمل کو معاشی مفاد کے ساتھ تولتے ہیں ان کا جواب دیتے ہوئے مولانا مودودیؒ رقمطراز ہیں کہ

''دراصل اس وقت قربانی کی جو مخالفت کی جارہی ہے اس کی بنیاد یہ نہیں ہے کہ کسی نے علمی طریقے پر قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا ہو اور اس میں قربانی کا حکم نہ پایا ہو بلکہ اس مخالفت کی حقیقی بنیاد صرف یہ ہے کہ اس مادہ پرستی کے دور میں لوگوں کے دل ودماغ پر معاشی مفاد کی اہمیت بری طرح مسلط ہوگئی ہے اور معاشی قدر کے سوا کسی چیز کی کوئی دوسری قدر ان کی نگاہ میں باقی نہیں رہی ہے۔ وہ حساب لگا کر دیکھتے ہیں کہ ہر سال کتنے لاکھ یا کتنے کروڑ مسلمان قربانی کرتے ہیں اور اس پر اوسطاً کس کتنا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اس حساب سے ان کے سامنے قربانی کے مجموعی خرچ کی ایک بہت بڑی رقم آتی ہے اور وہ چیخ اٹھتے ہیں کہ اتنا روپیہ محض جانوروں کی قربانی پر ضائع کیا جارہا ہے' حالانکہ اگر یہی رقم قومی اداروں یا معاشی منصوبوں پر صرف کی جاتی تو اس سے بے شمار فائدے حاصل ہو سکتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مگر میں کہتا ہوں کہ یہ ایک سراسر غلط ذہنیت ہے جو غیر اسلامی اندازِ فکر سے ہمارے اندر پرورش پا رہی ہے۔ اگر اس کو اسی طرح نشو ونما پانے دیا گیا تو کل ٹھیک اسی طریقے سے استدلال کرتے ہوئے کہا جائے گا کہ ہر سال اتنے لاکھ مسلمان اوسطاً اتنا روپیہ سفر حج پر صرف کر دیتے ہیں جو مجموعی طور پر اتنے کروڑ روپیہ بنتا ہے' محض چند مقامات کی زیارت پر اتنی خطیر رقم سالانہ صرف کر دینے کے بجائے کیوں نہ اسے بھی قومی اداروں اور معاشی منصوبوں اور ملکی دفاع پر خرچ کیا جائے۔ یہ محض ایک فرضی قیاس ہی نہیں ہے بلکہ فی الواقع اسی ذہنیت کے زیر اثر ترکیہ کی لادینی حکومت نے 25 سال تک حج بند کیے رکھا ہے۔

پھر کوئی دوسرا شخص حساب لگائے گا کہ ہر روز اتنے کروڑ مسلمان پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں اور اس میں اوسطاً فی کس اتنا وقت صرف ہوتا ہے جس کا مجموعہ اتنے لاکھ گھنٹوں تک جا پہنچتا ہے۔ اس وقت کو اگر کسی مفید معاشی کام میں استعمال کیا جاتا تو اس سے اتنی معاشی دولت پیدا ہو سکتی تھی۔ لیکن بُرا ہو ان ملاؤں کا کہ انھوں نے مسلمانوں کو نماز میں لگا کر صدیوں سے انھیں اس قدر خسارے میں مبتلا کر رکھا ہے یہ بھی کوئی فرضی قیاس نہیں ہے بلکہ فی الواقع سوویت روس میں بہت سے ناصحین' مشفقین نے وہاں کے مسلمانوں کو نماز کے معاشی نقصانات اسی منطق سے سمجھائے ہیں.......... پھر یہی منطق روزے کے خلاف بھی بڑی کامیابی کے ساتھ استعمال کی جا سکتی ہے اور اس کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان نری معیشت کی میزان پر تول تول کر اسلام کی ایک ایک چیز کو دیکھتا جائے گا اور ہر اس چیز کو ''ملاؤں کی ایجاد'' قرار دے کر ساقط کرتا چلا جائے گا جو اس میزان میں اس کو بے وزن نظر آئے گی۔ کیا فی الواقع اب مسلمانوں کے پاس اپنے دین کے احکام کو جانچنے کے لیے صرف ایک یہی معیار رہ گیا ہے۔(۱)

---

(۱) [تفہیمات حصہ دوم ص ۲۵۲ تا ۲۶۲ طبع نہم نومبر 1981ء۔ تفہیم الأحادیث (۴/۴۷۰)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسائل عقیقہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسائل عقیقہ

عقیقہ کا معنی ومفہوم

عقیقہ ایسے جانور کو کہتے ہیں جو نومولود بچے کی طرف سے پیدائش کے ساتویں روز ذبح کیا جاتا ہے۔

صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ

((والعقيقة : صوف الجذع ، والشاة التى تذبح عند حلق شعر المولود))

"اور عقیقہ کھیرے کی اون کو اور اس بکری کو کہتے ہیں جو نومولود بچے کے بال منڈانے کے وقت ذبح کی جاتی ہے۔" (۱)

صاحب المعجم الوسیط نقل فرماتے ہیں کہ

((العقيقة : شعر كل مولود من الناس والبهائم ينبت وهو فى بطن أمه والذبيحة التى تذبح عن المولود يوم سبوعه عند حلق شعره))

"عقیقہ (کی مختلف تعریفیں ہیں) (1) ہر بچے کے وہ بال جو اسی وقت اگ آتے ہیں جب بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے خواہ وہ انسان کا بچہ ہو یا مویشیوں کا' (2) وہ جانور جسے نومولود بچے کی طرف سے پیدائش کے ساتویں روز اس کے بال منڈانے کے وقت ذبح کیا جاتا ہے۔" (۲)

عربی گرائمر میں عقیقہ کرنے کے لیے باب عَقَّ يَعُقُّ (بروزن نصر) استعمال ہوتا ہے۔ (۳)

---

(۱) [القاموس المحيط (ص/۸۳۹)]

(۲) [المعجم الوسيط (ص/٦١٦)]

(۳) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المنجد (٥٦٩) تحفة الأحوذى (٨٥/٥) نيل الأوطار (۳۹۸/۳) الفقه الإسلامى وأدلته (٢٧٤٥/٤)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ

((العقیقة : الذبیحه التی تذبح عن المولود))

''عقیقہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے نومولود بچے کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے۔''(۱)

امام ابن اثیرؒ بیان کرتے ہیں کہ

((العقیقة : الذبیحة التی تذبح عن المولود......ویقال للشعر الذی یخرج على رأس المولود من بطن أمه))

''عقیقہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے نومولود بچے کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے......اور ان بالوں کو بھی کہا جاتا ہے جو بچے کے سر پر اس کی ماں کے پیٹ میں ہی نکل آتے ہیں۔''(۲)

عقیقہ کی مشروعیت

عقیقہ کرنا سنت مؤکدہ اور مستحب عمل ہے اس لیے جو شخص استطاعت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنی اولاد کی طرف سے ضرور عقیقہ کرے۔اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ((عن سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: **مع الغلام عقیقة فأهریقوا عنه دما وأمیطو عنه الأذى**))

''حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' بچے کے ساتھ عقیقہ (لازم) ہے لہذا تم اس کی طرف سے قربانی کرو اور اس سے تکلیف دور کرو (یعنی اس کا سر منڈاؤ)۔''(۳)

(2) ((عن سمرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ : **کل غلام رهینة بعقیقته تذبح**

(۱) [المغنی (۳۹۳/۱۳)]

(۲) [النهایة (۲۷۶/۳۔۲۷۷)]

(۳) [بخاری (۵۴۷۲) کتاب العقیقة : باب إماطة الأذى عن الصبی فی العقیقة ' ابو داود (۲۸۳۹) ترمذی (۱۵۱۵) ابن ماجة (۳۱۶۴) احمد (۱۷/۴) دارمی (۸۱/۲) حمیدی (۸۲۳) شرح معانی الآثار (۴۵۹/۱) بیهقی (۲۹۹/۹)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عنہ یوم سابعہ ویسمی فیہ ویحلق رأسہ))

''حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے' پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے' اس کا نام رکھا جائے اور سر کے بال منڈائے جائیں۔''(۱)

(3) ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من ولد لہ ولد فأحب أن ینسک عنہ فلینسک))

''جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو ضرور قربانی کرے۔''(۲)

امام شوکانی رحمہ اللہ کا فتوی:

((فالحاصل أن العقیقۃ سنۃ من سنن الإسلام))

''حاصل یہی ہے کہ عقیقہ اسلام کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔''(۳)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ کا فتوی:

((والعقیقۃ سنۃ فی قول عامۃ أھل العلم منھم ابن عباس' وابن عمر' وعائشۃ وفقھاء التابعین وائمۃ الأمصار وأصحاب الرائ قالو: لیست سنۃ وھی من أمر الجاھلیۃ))

''اور عقیقہ سنت ہے عام اہل علم' جن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت ابن

---

(۱) [ابو داود (۲۸۳۸) کتاب الضحایا : باب فی العقیقۃ' ترمذی (۱۵۲۲) ابن ماجۃ (۳۱۶۵) نسائی (۱۶۶/۷) ابن الجارود (۹۱۰) حاکم (۲۳۷/۴) احمد (۱۷/۵) دارمی (۸۱/۲) مشکل الآثار (۴۵۳/۱) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۲۴۶۳)]

(۲) [ابو داود (۲۷۴۲) کتاب الضحایا : باب فی العقیقۃ' احمد (۱۸۲/۲) نسائی (۱۶۲/۷) مشکل الآثار(۴۶۱/۱) حاکم (۲۳۸/۴)]

(۳) [السیل الجرار (۲۵۱/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، فقہائے تابعین اور ائمہ امصار شامل ہیں، کا یہی قول ہے مگر اصحاب الرائے نے کہا ہے کہ عقیقہ سنت نہیں ہے بلکہ جاہلیت کی ایک رسم ہے۔" (۱)

شیخ ابن جبرین کا فتویٰ:

((العقيقة هي النسيكة التي تذبح عن المولود وهي سنة مؤكدة ويرى بعض العلماء وجوبها لقوله ﷺ **"كل غلام مرتهن بعقيقة تذبح يوم سابعه ويسمى"** لكن هذا الحديث يفيد آكديتها فالأصل عدم الوجوب))

"عقیقہ ایسی قربانی کو کہتے ہیں جو نومولود بچے کی طرف سے ذبح کی جاتی ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے۔ بعض علماء کے خیال میں واجب ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے، پیدائش کے ساتویں روز اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔" لیکن یہ حدیث محض اس کی تاکید کا فائدہ دیتی ہے اور اصل عدم وجوب ہی ہے۔" (۲)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((وقد اختلف أهل العلم في كونها سنة أو واجبة وأكثر أهل العلم على أنها سنة مؤكدة))

"عقیقہ کے سنت یا واجب ہونے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے لیکن اکثر اہل علم کے نزدیک یہ سنت مؤکدہ ہے۔" (۳)

عقیقہ کی حکمت

یقیناً اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور ہر نعمت کا شکر ادا کرنا اللہ تعالیٰ نے

(۱) [المغني (۳۹۳/۱۳)]

(۲) [فتاوى إسلامية (۳۲٤/۲)]

(۳) [فتاوى إسلامية (۳۲٤/۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ضروری قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ [النحل: ١١٤]

''اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔''

ایک اور آیت میں ہے کہ

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ [البقرة: ١٥٢]

''سو تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا' اور میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔''

اس لیے عقیقہ مشروع قرار دے دیا گیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے نعمت عطا کرنے پر اس کا شکر بھی ادا ہو جائے اور اقرباء و دوست احباب کی ضیافت کے ساتھ ساتھ غرباء اور مساکین کا بھی فائدہ ہو جائے۔

شیخ ابن عثیمینؒ کا فتویٰ:

((عقیقة المولود هی الذبیحة التی تذبح تقربا إلی الله عزو جل و شکرا له علی نعمة المولود فی الیوم السابع من ولادته))

'' بچے کا عقیقہ ایسی قربانی ہے جسے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے اور نعمت اولاد پر اس کا شکر ادا کرنے کے لیے پیدائش کے ساتویں روز ذبح کیا جاتا ہے۔''(١)

اگر عقیقہ کی طاقت نہ ہو

مندرجہ ذیل دلائل اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے کافی ہیں:

(1) ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [التغابن: ١٦]

''حسب استطاعت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔''

(2) ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة: ٢٨٦]

(١) [فتاوی إسلامیة (٢/٣٢٤)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو بھی اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے۔''

(3) ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا﴾ [البقرة : ٢٨٦]

''اے ہمارے رب! ہم پر اس قدر بوجھ نہ ڈال جس کی ہم میں طاقت نہیں۔''

(4) حدیث نبوی ہے کہ

((إذا أمرتكم بأمر فاتوا منه مااستطعتم))

''جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو جتنی تم میں طاقت ہو اس پر عمل کرلو۔''(١)

(5) یہ بات اصول میں بھی ثابت ہے کہ

((لا يجوز التكليف بالمستحيل))

''ناممکن کام کی تکلیف جائز نہیں ہے۔''(٢)

شیخ ابن عثیمینؒ کا فتوی:

((فإذا كان الإنسان فقيرا عند ولادة أولاده فليس عليه عقيقة لأنه عاجز والعبادات تسقط بالعجز عنها))

''اگر انسان اپنی اولاد کی پیدائش کے وقت فقیر ہو تو اس پر عقیقہ لازم نہیں ہے کیونکہ وہ عاجز ہے اور عاجز ہونے کی وجہ سے عبادات ساقط ہو جاتی ہیں۔''(٣)

عقیقہ کے لیے کون سا جانور قربان کیا جائے؟

احادیث میں عقیقہ کے لیے جن جانوروں کی قربانی کا ذکر ملتا ہے وہ بکری (یعنی نر یا مادہ) اور دنبہ ہے جیسا کہ اُن احادیث میں سے چند حسب ذیل ہیں:

(1) ((عن أم كرز الكعبية رضى الله عنها قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول

(١) [مسلم (١٣٣٧) نسائی (١١٠/٥ـ ١١١)]

(٢) [إرشاد الفحول (٣٠/١) الإحكام للآمدى (١٨٧/١) المستصفى للغزالى (٧٤/١) الوجيز (ص/٧٧)]

(٣) [فتاوى إسلامية (٣٢٦/٢)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

عن الغلام شاتان مکافئتان وعن الجاریة شاة))

''حضرت اُم کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''لڑکے کی طرف سے دو برابر بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (قربان کی جائے)۔''(۱)

(2) عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من ولد له ولد فأحب أن ینسک عنه فلینسک عن الغلام شاتان وعن الجاریة شاة))

''جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری قربان کردے۔''(۲)

(3) ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا

((نعم عن الغلام شاتان وعن الأنثی واحدة))

''ہاں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک (بکری قربان کرو)۔''(۳)

---

(۱) [ابو داود (۲۸۳٤) کتاب الضحایا : باب فی العقیقة ' نسائی (۱٦٥/۷) دارمی (۸۱/۲) ابن حبان (۱۰٦۰ ۔ الموارد) احمد (۳۸۱/٦) حمیدی (۱٦۷/۱) عبد الرزاق (۷۹٥۳) بیهقی (۳۱۰/۹) شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۲٤٥۸) إرواء الغلیل (۳۹۰/٤)]

(۲) [ابو داود (۲۸٤۲) کتاب الضحایا : باب فی العقیقة ' احمد (۱۸۲/۲) نسائی (۱٦۲/۷) مشکل الآثار (٤۲۱/۱) حاکم (۲۳۸/٤) بیهقی (۳۰۰/۹) امام حاکم اور امام ذہبی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔]

(۳) [احمد (۳۸۱/٦) نسائی (۱٦٥/۷) ترمذی (۱٥۱٦) ابن حبان (۱۰٥۹ ۔ الموارد) حاکم (۲۳۷/٤) دار قطنی (۲۷۰/٤) بیهقی (۳۰۱/۹) حمیدی (۱٦٦/۱) شرح السنة (۲٦٥/۱۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(4) ((عن عائشة رضی الله عنها أنها قالت : أمرنا رسول الله ﷺ أن يعق عن الغلام شاتين عن الجارية شاة))

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری بطور عقیقہ قربان کی جائے۔''(۱)

(5) ((عن ابن عباس رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ عق عن الحسن والحسين بكبشين كبشين))

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو دو دنبے ذبح کیے۔''(۲)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے عقیقہ کے لیے صرف بکری اور دنبے کا ہی ذکر کیا ہے اس لیے صرف یہی جانور ذبح کرنے چاہئیں۔

البتہ بعض علماء نے عقیقہ کے لیے اونٹ اور گائے کی قربانی کو بھی درست قرار دیا ہے جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ

((والجمهور على إجزاء البقر والغنم))

''اور جمہور گائے اور بکری کو (عقیقہ کے لیے) کافی قرار دیتے ہیں۔''(۳)

اور دکتور وھبہ زحیلی نقل فرماتے ہیں کہ

((هي مثل الأضحية من الأنعام : الإبل والبقر والغنم وقيل لا يعق بالبقر ولا بالإبل))

---

(۱) [مصنف عبد الرزاق (۲٤۲۳٦) كتاب العقيقة]

(۲) [نسائی (٤۲۲٤) كتاب العقيقة : باب كم يعق عن الجارية ' شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحيح نسائی (۳۹۳٥) إرواء الغليل (۱۱٦٤)]

(۳) [نيل الأوطار (۳/٥۰٦)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"عقیقہ بھی قربانی کی طرح انعام یعنی اونٹ' گائے اور بھیڑ بکریوں سے کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گائے اور اونٹ سے عقیقہ نہیں کیا جائے گا۔" (۱)

جن حضرات نے عقیقہ کے لیے اونٹ اور گائے کی قربانی کو بھی جائز کہا ہے ان کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ روایت ہے جس میں یہ لفظ ہیں:

((یعق عنه من الإبل و البقر و الغنم))

"بچے کی طرف سے اونٹ' گائے اور بکری سے عقیقہ کیا جا سکتا ہے۔"

لیکن وہ روایت ثابت نہیں۔ (۲)

لہذا ثابت ہوا کہ صحیح احادیث میں صرف بکری اور دنبہ ذبح کرنے کا ذکر ملتا ہے اس لیے عقیقہ میں صرف انہی کو قربان کیا جائے گا۔ (واللہ اعلم)

عبدالمنان نور پوری کا فتوی:

صحیح بخاری (ص ۸۲۲/۲) میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مع الغلام عقیقة فأهریقوا عنه دما ' أمیطوا عنه الأذی))

"ہر پیدا ہونے والے لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس سے ایذا کو دور کرو۔"

- گائے' اونٹ اور بھینس کا عقیقہ درست نہیں کیونکہ ترمذی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((عن الغلام شاتان' وعن الجاریة شاة))

"لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ذبح کرو عقیقہ میں اور لڑکی کی طرف سے ایک"

---

(۱) [الفقه الإسلامی و أدلته (۶۳۷/۳)]

(۲) [طبرانی صغیر (۸۴/۱) فتح الباری (۱۱/۱۱) امام ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں مسعدۃ بن الیسع راوی کذاب ہے۔[مجمع الزوائد (۶۱/۴)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور شاۃ میں صرف بھیڑ اور بکری کی جنس آتی ہے گائے اور اونٹ شاۃ میں شامل نہیں تو بڑے جانور کو ایک لڑکے یا لڑکی کے عقیقہ میں بھی ذبح نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی چھ سات لڑکے لڑکیوں کے عقیقہ میں ذبح کیا جا سکتا ہے۔ اونٹ اور گائے کے عقیقہ کے متعلق ایک روایت پیش کی جاتی ہے مگر وہ کمزور ہے عقیقہ کے جانور کے لیے مسنہ (دودانتا یا اس کے اوپر والا) ہونا کوئی لازمی نہیں بعض اہل علم اضحیہ قربانی پر قیاس کرتے ہیں اور مسنہ کو لازمی قرار دیتے ہیں لیکن نص میں شاتان اور شاۃ عام ہیں مسنہ اور غیر مسنہ دونوں کو شامل ہیں تو نص مقدم ہے لہٰذا عقیقہ میں مسنہ لازمی نہیں۔(۱)

عقیقہ کے جانور نر ہوں یا مادہ؟

عقیقہ کے لئے نر اور مادہ دونوں طرح کے جانور قربان کیے جا سکتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اس کی دلیل ہے:

((عن أم کرز رضی اللہ عنها أنها سمعت رسول اللہ ﷺ فی العقیقة قال: عن الغلام شاتان وعن الجاریة شاة لایضرکم ذکرانا کن أو إناثا))

”حضرت اُم کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے متعلق سنا آپ ﷺ نے فرمایا: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے (یہ جانور) نر ہوں یا مادہ تمہیں کوئی چیز نقصان نہیں دے گی۔“(۲)

عقیقہ کے لیے کتنے جانور قربان کیے جائیں

لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری قربان کی جائے گی جیسا کہ حضرت اُم کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱) [احکام و مسائل (۱/۴۴۷)]

(۲) [صحیح موارد الظمآن للألبانی (۸۸۵) کتاب الأضاحی: باب ماجاء فی العقیقة' المشکاة (۴۱۵۲) إرواء الغلیل (۴/۳۹۰) صحیح ابو داود (۲۵۲۵)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

((عن الغلام شاتان مكافئتان وعن الجارية شاة))

''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (ذبح کی جائے)۔'' (١)

امام ابوداودؒ فرماتے ہیں کہ

((أي متستاويتان أو متقاربتان))

''یعنی دونوں بکریاں ایک دوسرے کے مساوی یا ایک دوسرے کے قریب قریب ہوں۔'' (٢)

امام خطابیؒ فرماتے ہیں کہ

((التكافؤ في السن فلا تكون إحداهما مسنة والأخرى غير مسنة))

''دونوں جانور عمر میں برابر ہوں ایسا نہ ہو کہ ان میں سے ایک دوندا ہو اور دوسرا دوندا نہ ہو۔'' (٣)

البتہ ایک روایت میں ہے کہ

((عن ابن عباس رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ عق عن الحسن والحسين كبشا كبشا))

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک ایک دنبہ ذبح کیا۔'' (٤)

(1) جن احادیث میں دو بکریوں کا ذکر ہے وہ زیادتی پر مشتمل ہیں لہٰذا اس حیثیت سے وہ قبول کیے جانے کی زیادہ مستحق ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہی ایک

---

(١) [ابو داود (٢٨٣٤) كتاب الضحايا : باب في العقيقة ' إرواء الغليل (٣٩٠/٤)]

(٢) [سنن أبي داود (بعد الحديث/٢٨٣٤)]

(٣) [معالم السنن (٢٨٤/٤)]

(٤) [ابو داود (٢٨٤١) كتاب الضحايا : باب في العقيقة ' نسائي (١٦٥/٧) مشكل الآثار (٤٥٧/١) عبد الرزاق (٧٨٦٢)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو دو دنبے ذبح کیے۔

(2) قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے (یعنی اگرچہ آپ ﷺ نے خود لڑکے کی طرف سے بھی ایک دنبہ ذبح کیا ہے لیکن ہمیں لڑکے کی طرف سے دو جانور ذبح کرنے کا کہا ہے اس لیے ہمیں اس پر عمل کرتے ہوئے لڑکے کی طرف سے دو جانور ذبح کرنے چاہییں)۔

(3) آپ کا ایک بکری پر اکتفاء کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ (لڑکے کی طرف سے) دو بکریاں متعین نہیں بلکہ مستحب ہیں اور ایک بکری مستحب نہیں بلکہ جائز ہے۔(۱)

اور شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ

''یہ حدیث صحیح تو ہے لیکن اس سے بھی زیادہ صحیح سنن نسائی کی وہ حدیث ہے جس میں ''کبشین کبشین'' یعنی دو دو دنبے قربان کرنے کا ذکر ہے۔''(۲)

درج بالا بحث سے معلوم ہوا کہ لڑکے کی طرف سے دو جانور ذبح کرنا ہی زیادہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اس لیے اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔

عقیقہ کا جانور قربان کرتے وقت بسم اللہ کہنا

عقیقہ کا جانور قربان کرتے وقت قربانی کی طرح بسم اللہ کہنا چاہیے۔

((عن قتادة قال : يسمى على العقيقة كما يسمى على الأضحية : بسم الله عقيقة فلان))

''حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عقیقہ پر اُسی طرح بسم اللہ کہنی چاہیے جیسے قربانی پر بسم اللہ کہی جاتی ہے (مثلاً) **بسم الله عقيقة فلان** (اللہ کے نام کے ساتھ فلاں کا عقیقہ کیا جاتا ہے)۔''(۳)

---

(۱) [نيل الأوطار (۳/۱۰۵)]

(۲) [صحيح ابو داود (۲٤٦٦)]

(۳) [مصنف عبد الرزاق (۲٤۲٦۰) كتاب العقيقة]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عقیقہ کے جانور میں قربانی کے جانور کی شرائط

احادیث میں مطلقاً شاۃ یا شاتین کا لفظ ہے۔اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ عقیقہ کے جانور میں قربانی کے جانور کی شرائط عائد نہیں کی جائیں گی۔

امام شوکانیؒ کا فتوی:

((وقد استدل بإطلاق الشاتين على عدم الاشتراط وهو الحق))

اور تحقیق ''شاتین'' (یعنی دو بکریوں کے لفظ) کے مطلق طور پر ذکر سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ عقیقہ کے جانور میں وہ شرائط عائد نہیں کی جائیں گی جو قربانی کے جانور کی ہیں اور یہی بات برحق ہے۔'' (۱)

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ کا فتوی:

((لم يثبت الاشتراط بحديث صحيح أصلا بل ولا بحديث ضعيف فالذين قالوا بالاشتراط ليس لهم دليل غير القياس))

''اصلاً کسی بھی صحیح حدیث سے یہ شرائط عائد کرنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ نہ ہی کسی ضعیف حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور جو لوگ یہ شرائط لگانے کے قائل ہیں ان کے پاس قیاس کے سوا کوئی دلیل نہیں۔'' (۲)

تاہم عقیقہ کے جانور کے ساتھ متقارب یا مساوی کی قید اس بات کی متقاضی ہے کہ شریعت نے قربانی کے جانور میں جن عیوب و نقائص سے بچنے کا حکم دیا ہے انہیں عقیقہ کے جانور میں بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔(واللہ اعلم)

امام ابن قدامہؒ کا فتوی:

((وأنه يمنع فيها من العيب ما يجتنب في الأضحية))

---

(۱) [نيل الأوطار (۵۰۶/۳)]

(۲) [تحفة الأحوذي (۹۹/۵)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

’’اور بلاشبہ عقیقہ کے جانور میں بھی ان عیوب سے بچا جائے گا جن سے قربانی (کے جانور) میں اجتناب کیا جاتا ہے۔‘‘ (۱)

عقیقہ کا وقت

عقیقہ بچے کی پیدائش کے ساتویں روز کیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

((عن سمرة رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال : **كل غلام مرتهن بعقيقته تذبح عنه يوم سابعه ويحلق ويسمى**))

’’حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا’’ ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہے۔ پیدائش کے ساتویں روز اس کا عقیقہ کیا جائے۔ سر کے بال منڈائے جائیں اور اس کا نام رکھا جائے۔‘‘ (۲)

امام ترمذی رقمطراز ہیں کہ

((و العمل على هذا عند أهل العلم يستحبون أن يذبح عن الغلام العقيقة يوم السابع))

’’اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے کہ وہ ساتویں روز بچے کی طرف سے عقیقہ کا جانور ذبح کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔‘‘ (۳)

امام ابن قدامہ کا فتوی:

((قال أصحابنا : السنة أن تذبح يوم السابع))

’’ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ سنت یہ ہے: ساتویں دن (عقیقہ کا جانور) ذبح

(۱) [المغنی (۳۹۹/۱۳)]

(۲) [ابو داود (۲۷۳۷، ۲۸۳۸) کتاب الضحایا : باب فی العقیقة، ابن ماجة (۳۱٦٥) ترمذی (۱٥۲۲) نسائی (۱٦٦/۷) حاکم (۲۳۷/٤) بیهقی (۳۰۳/۹)]

(۳) [ترمذی (بعد الحدیث / ۱٥۲۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے۔''(۱)

اگر کوئی ساتویں روز سے پہلے عقیقہ کر لے

ایسا شخص سنت کی خلاف ورزی کرنے والا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے عقیقہ کے لیے جو دن مقرر فرمایا ہے وہ پیدائش کا ساتواں روز ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے اتنا ضرور ہے کہ اگر کوئی ساتویں روز سے پہلے ہی عقیقہ کر لیتا ہے تو بچہ گروی سے آزاد ہو جائے گا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہے۔'' اب چونکہ عقیقہ ہو چکا ہے اس لیے وہ گروی سے تو آزاد ہو گیا ہے لیکن یہ شخص سنت کو نہیں حاصل کر سکا کیونکہ سنت یہی ہے کہ ساتویں روز عقیقہ کیا جائے۔ (واللہ اعلم)

کیا ساتویں روز کے بعد عقیقہ کیا جا سکتا ہے؟

ساتویں روز کے بعد بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے خواہ بچہ بالغ ہی کیوں نہ ہو گیا ہو کیونکہ وہ بچہ ابھی تک گروی ہے اور اسے گروی سے چھڑانے کے لیے عقیقہ ہی کرنا پڑے گا۔ اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں روز کے بعد چودہویں یا اکیسویں روز عقیقہ کرنا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تذبح لسبع أولاً ربع عشرة أولإحدى وعشرين))

''عقیقہ کا جانور ساتویں روز ذبح کیا جائے یا چودہویں روز یا اکیسویں روز۔''(۲)

سعودی مجلس افتاء کا فتوی:

((نعم' تجزئ ولكن تاخيرها عن اليوم السابع من الولادة خلاف السنة وكل طفل أو طفلة مات صغيرا ينفع الله به من صبر من والديه المومنين))

''ہاں (ساتویں روز کے بعد بھی) عقیقہ کفایت کر جاتا ہے لیکن پیدائش کے

(۱) [المغنی (۳۹٦/۱۳)]

(۲) [صحیح الجامع الصغیر(٤٠١١)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساتویں روز سے اسے مؤخر کر دینا خلاف سنت ہے اور ہر لڑکا اور لڑکی جو بچپن میں فوت ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے مومن والدین میں سے اس کو نفع دے گا جس نے صبر کیا۔'' (۱)

ایک اور فتویٰ کے الفاظ یوں ہیں:

((وإذا مضى اليوم السابع ولم يعق عنه فرأى بعض الفقهاء أنه لا يسن أن يعق عنه بعده لأن النبي ﷺ وقتها باليوم السابع وذهب الحنابلة و جماعة من الفقهاء إلى أنه يسن أن يعق عنه ولو بعد شهر أو سنة أو أكثر))

''اگر ساتواں روز گزر جائے اور اس کی طرف سے عقیقہ نہ کیا گیا ہو تو بعض فقہا کا خیال ہے کہ اس کے بعد اس کی طرف سے عقیقہ کرنا مسنون نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے ساتواں روز ہی اس کا وقت مقرر کیا ہے۔

تاہم حنابلہ اور فقہا کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اس کی طرف سے بھی عقیقہ کرنا مسنون ہے خواہ ایک ماہ کے بعد کیا جائے یا سال کے بعد یا اس سے بھی زیادہ مدت کے بعد۔'' (۲)

کیا انسان خود اپنا عقیقہ کر سکتا ہے؟

اگر کسی کے والدین عقیقہ کے مسائل سے لاعلمی و جہالت یا غربت و افلاس یا کسی اور وجہ سے اس کا اپنی زندگی میں عقیقہ نہ کر سکے ہوں تو وہ خود بھی اپنا عقیقہ کر سکتا ہے کیونکہ وہ عقیقہ کے عوض گروی ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہے۔'' اس لیے گروی سے آزاد ہونے کے لیے اسے عقیقہ کر لینا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

(۱) [فتاویٰ إسلامية (۳۲۵/۲)]

(۲) [فتاوى إسلامية (۳۲۶/۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام عطاءؒ اور امام حسنؒ کا فتوی:

((یعق عن نفسه لأنها مشروعة عنه و لأنه مرتهن بها فينبغي أن يشرع له فكاك نفسه))

''انسان اپنی طرف سے بھی عقیقہ کرسکتا ہے کیونکہ یہ اس کی طرف سے مشروع ہے اور اس لیے بھی کہ وہ عقیقہ کے عوض گروی ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ اس کے لیے اپنے نفس کو (گروی سے) چھڑانا مشروع قرار دیا جائے۔''

البتہ حنابلہ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام احمدؒ نے اس مسئلہ کے متعلق یہ فتوی دیا ہے کہ ((ذلك على الوالد)) ''یہ (عقیقہ کرنا صرف) والد کی ذمہ داری ہے۔''(۱)

امام شافعیؒ کا فتوی:

((فإن تأخرت إلى البلوغ سقطت عمن كان يريد أن يعق عنه لكن إن أراد هو أن يعق عن نفسه فعل))

''اگر عقیقہ بلوغت تک مؤخر ہوجائے تو اُس سے (عقیقہ کرنے کا حکم) ساقط ہوجائے گا جو اس بچے کی طرف سے عقیقہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن اگر وہ خود اپنی طرف سے عقیقہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔''(۲)

عقیقہ کے بجائے جانور کی قیمت صدقہ کردینا

افضل یہ ہے کہ جانور کی قیمت صدقہ کرنے کے بجائے عقیقہ کیا جائے کیونکہ یہی مسنون ہے اور اسی کی نبی ﷺ نے تلقین فرمائی ہے۔

امام ابن قدامہؒ رقمطراز ہیں کہ

---

(۱) [المغنی (۳۹۷/۱۳)]

(۲) [نیل الأوطار (۵۰۰/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

((والعقيقة أفضل من الصدقة بقيمتها نص عليه أحمد وقال إذا لم يكن عنده ما يعق فاستقرض رجوت أن يخلف الله عليه إحياء سنة قال ابن المنذر: صدق أحمد ' إحياء السنن واتباعها أفضل وقد ورد فيها من التاكيد في الأخبار التي رويناها ما لم يرد في غيرها ولأنها ذبيحة أمر النبي ﷺ بها فكانت أولىٰ كالوليمة والأضحية))

''عقیقہ کی قیمت صدقہ کرنے سے عقیقہ کے جانور کو ذبح کر دینا افضل ہے۔ امام احمدؒ نے اس پر نص بیان کی اور کہا کہ جب کسی کے پاس اس قدر مال نہ ہو کہ جس سے عقیقہ کر سکے تو قرض لے لے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے سنت زندہ کرنے کی وجہ سے پورا پورا بدلہ دے گا۔ امام ابن منذرؒ نے کہا: امام احمدؒ نے سچ فرمایا ہے (یقیناً) سنتوں کو زندہ کرنا اور ان کی اتباع کرنا ہی افضل ہے اور اس کے متعلق ان روایات میں کہ جنہیں ہم نے روایت کیا ہے اس قدر تاکید وارد ہوئی ہے جو اس کے علاوہ کسی اور مسئلہ میں وارد نہیں ہوئی۔ اور کیونکہ یہ ایسا ذبیحہ ہے کہ جس کا نبی ﷺ نے حکم دیا ہے لہذا ولیمہ اور قربانی کی طرح یہی زیادہ اولیٰ ہے۔'' (۱)

حافظ عبدالمنان نوری پوری کا فتویٰ:

کسی نے دریافت کیا کہ اگر عقیقہ کے لیے جانور خریدنے کی بجائے ان جانوروں کی قیمتیں حسب بھاؤ یا حسب توفیق کسی غریب آدمی' بیوہ عورت یا یتیم بچوں کو دے دے جو اپنی گزران سے تنگ ہوں اور وہ ان پیسوں سے اپنا نان ونفقہ یا لباس وغیرہ کا انتظام کر سکیں تو کیا اس صورت میں عقیقہ ہو جائے گا یا جانور ہی ذبح کرنا پڑے گا؟

تو حافظ صاحب نے جواب میں کہا: یہ طریقہ درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ

(۱) [المغنی (۱۳/۳۹۵)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

((عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة))

''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں عقیقہ میں ذبح کرو اور لڑکی کی طرف سے ایک''

اور مذکورہ طریقہ اختیار کرنے سے آپ ﷺ کے فرمان پر عمل نہیں ہوتا۔ (واللہ اعلم)(۱)

نا تمام بچے کی طرف سے عقیقہ کا حکم

اگر چہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر بچہ روح پھونکے جانے کے بعد پیدا ہو تو اس کا عقیقہ کیا جائے گا لیکن ہمارے علم کے مطابق نا تمام بچے پر چونکہ ساتواں روز نہیں آیا اور عقیقہ کے لیے پیدائش کا ساتواں روز مقرر کیا گیا ہے اس لیے ایسے بچے کا عقیقہ نہیں کیا جائے گا۔

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ:

((ولا عقيقة عن السقط ولو تبين أنه ذكر أو أنثى إذا سقط قبل نفخ الروح فيه لأنه لا يسمى غلاما ولا مولودا وتذبح العقيقة في اليوم السابع من الولادة))

''نا تمام بچے کی طرف سے عقیقہ نہیں ہے اگر چہ یہ بھی واضح ہو جائے کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی جبکہ وہ روح پھونکے جانے سے پہلے ساقط ہو جائے کیونکہ اسے غلام اور مولود (یعنی بچہ) کے نام سے موسوم نہیں کیا جا سکتا اور عقیقہ کا جانور پیدائش کے ساتویں روز ذبح کیا جاتا ہے۔''(۲)

اگر بچہ ساتویں روز سے پہلے فوت ہو جائے

عقیقہ کا وقت ساتواں دن مقرر کیا گیا ہے اور اس سے پہلے فوت ہونے والے

(۱) [احکام و مسائل (۱/۴۴۸)]

(۲) [فتاوی إسلامية (۲/۳۲٦)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بچے پر چونکہ یہ وقت آیا ہی نہیں اس لیے اس کی طرف سے عقیقہ بے معنی ہے۔ ٹھیک اُسی طرح جیسے زوال آفتاب سے پہلے اگر کوئی نماز ظہر کی سنتیں ادا کرتا ہے تو حتمی طور پر ان کی کچھ حیثیت نہیں ہوگی۔ (واللہ اعلم)

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ:

((وإذا ولـد الـجنيـن حيا ومات قبل اليوم السابع فيسن أن يعق عنه في اليوم السابع))

''اگر بچہ زندہ پیدا ہوا اور پھر ساتویں روز سے پہلے فوت ہو جائے تو ساتویں روز اس کی طرف سے عقیقہ کرنا مسنون ہے۔''(۱)

امام شوکانیؒ حدیث کے ان الفاظ ((یوم سابعه)) کے متعلق رقمطراز ہیں کہ

((فيـه دليل على أن وقت العقيقة سابع الولادة وأنها تفوت بعده وتسقط إن مات قبله))

''اس میں دلیل ہے کہ عقیقہ کا وقت ولادت کا ساتواں روز ہے اور بلاشبہ یہ اس (دن) کے بعد فوت ہو جاتا ہے اور اگر وہ بچہ اس (دن) سے پہلے فوت ہو جائے تو (عقیقہ) ساقط ہو جاتا ہے۔''(۲)

ہمارے علم کے مطابق زیادہ مناسب بات وہی ہے جسے ابتدا میں بیان کر دیا گیا ہے۔

میت کی طرف سے عقیقہ

فوت ہونے والا بیٹا ہو (بشرطیکہ اس پر ساتواں روز گزر چکا ہو) یا والد دونوں کی طرف سے عقیقہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہر بچے کو اپنے عقیقہ کے عوض گروی قرار دیا ہے اور گروی کی مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے کسی کے فوت ہونے کے بعد بھی چھڑایا جا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

(۱) [فتاوى إسلامية (۲/۳۲٦)]
(۲) [نيل الأوطار (۳/٤۹۹)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شیخ ابن عثیمینؒ کا فتوی:

((العقيقة لا تشرع للميت......وأما الميت فلا يعق عنه ولكن يدعى له بالمغفرة والرحمة والدعاء وإن أهدى إلى الميت ثواب عمل صالح كأن يتصدق عنه بشي أو يصلي المسلم ركعتين أو يقرأ بعضا من القرآن و ينوى ثوابه له فلا حرج ولكن الدعاء أفضل من هذا كله لأنه هو الذى أرشد إليه ﷺ))

"میت کی طرف سے عقیقہ مشروع نہیں ہے.........میت کی طرف سے عقیقہ تو نہیں کیا جائے گا لیکن اس کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جاسکتی ہے اور اگر کسی نیک عمل کا ثواب میت کو ہدیہ کر دیا جائے مثلاً اس کی طرف سے کوئی چیز صدقہ کر دی جائے یا مسلمان دو رکعت نماز ادا کرے یا قرآن کا کچھ حصہ تلاوت کرے اور نیت کرے کہ اس کا ثواب میت کو پہنچ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن ان تمام کاموں سے دعا ہی افضل ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اسی کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔" (۱)

زندہ والدین کی طرف سے عقیقہ

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان "کہ ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے" سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی طرف سے اگر عقیقہ نہ کیا گیا ہو تو اولاد بھی ان کی طرف سے عقیقہ کر سکتی ہے کیونکہ گروی کوئی بھی چھڑا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

عقیقہ کے جانور کے گوشت اور کھال کا مصرف

عقیقہ کے جانور کے گوشت اور کھال کے کسی خاص استعمال کے متعلق احادیث میں کہیں ذکر موجود نہیں اس لیے انہیں بھی اسی طرح استعمال کر لینا چاہیے جیسے قربانی کا گوشت

(۱) [فتاوی إسلاميه (۲/۳۲۵)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اور کھال استعمال کی جاتی ہے۔

دکتور وھبہ زحیلی رقمطراز ہیں کہ

((حکم لحمها و جلدها كالضحايا يوكل من لحمها ويتصدق منه ولا يباع شيئ منها))

”عقیقہ کے (جانوروں کے) گوشت اور چمڑے کا حکم قربانیوں کی طرح ہی ہے۔ (یعنی) ان کا گوشت کھایا جاسکتا ہے اور اس سے صدقہ کیا جاسکتا ہے اور اس سے کوئی چیز فروخت نہیں کی جاسکتی۔“ (۱)

www.KitaboSunnat.com

❋ ❋ ❋

(۱) [الفقه الإسلامی وأدلته (٦٣٩/٣)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نومولود سے متعلقہ مسائل

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نومولود سے متعلقہ چند ضروری احکام

بچے کے کان میں اذان اور اقامت کا حکم

اقامت کہنا تو بالکل ثابت نہیں ہے کیونکہ جس حدیث میں اس کا ذکر ہے وہ قابل حجت نہیں جیسا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((من ولد له ولد فأذن في أذنه اليمنى وأقام في أذنه اليسرى لم تضره أم الصبيان))

''جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو اور وہ اس کے دائیں کان میں آذان اور بائیں میں اقامت کہے تو اسے ام صبیان کی بیماری نقصان نہیں پہنچائے گی۔''(۱)

اس سلسلے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی روایت بھی مستند نہیں ہے۔(۲)

علاوہ ازیں آذان کہنے کے متعلق روایت بھی ضعیف ہے اس کی سند میں عاصم بن عبیداللہ راوی کی صحت میں اختلاف ہے۔(۳)

تاہم دیگر شواہد کی بنا پر یہ حدیث حسن درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ

((أذن في أذن الحسن بن علي حين ولدته فاطمة بالصلاة))

''جس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو جنا تو آپ

(۱) [شعب الإيمان للبيهقي (۸۶۲۰)] شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ [الضعيفة (۳۲۰/۱)' (۲۳۲۱) إرواء الغليل (۱۱۷٤)] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔[تلخيص الحبير (١٤٩/٤)]

(۲) [تلخيص الحبير (۲۷۳/٤)]

(۳) [تهذيب التهذيب (٥/ی٤٦) تقريب التهذيب (۳۸٤/۱) ميزان الاعتدال (۳٥۳/۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ﷺ نے ان کے کان میں نماز کے لیے (کہی جانے والی) آذان کی طرح آذان کہی۔''(١)

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ رقمطراز ہیں کہ

یہ حدیث ضعیف ہے لیکن حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی اُس روایت سے کہ جسے امام ابویعلی موصلیؒ اور امام ابن سنیؒ نے روایت کیا ہے مضبوط وقوی ہو جاتی ہے۔(٢)

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے۔(٣)

امت کا متواتر ومتوارث عمل بھی اسے قابل احتجاج بنا دیتا ہے۔

امام ابن قیمؒ نے اپنی کتاب زاد المعاد میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل فرمائی ہے۔(٤)

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ

((السنة أن يؤذن في أذن المولود عند ولادته ذكرا كان أو أنثى ويكون الأذان بلفظ أذان الصلوة))

''نومولود خواہ لڑکا ہو یا لڑکی' اس کے کان میں آذان کہنا سنت ہے اور آذان انہی الفاظ میں کہی جائے جن میں نماز کے لیے کہی جاتی ہے۔''(٥)

واضح رہے کہ اس آذان کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جب بھی مسلمان اس پر قادر ہو آذان کہہ دے۔(٦)

---

(١) [ترمذی (١٥١٦) کتاب الأضاحی : باب الأذان فی أذن المولود ' أبو داود (٥١٠٥) أحمد (٦/٩-٣٩١) شیخ البانیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔[صحیح ترمذی (١٢٢٤) صحیح أبو داود (٤٢٥٨) إرواء الغلیل (١١٧٣)]

(٢) [تحفة الأحوذی (٩١/١)]

(٣) [ترمذی (١٥١٦)]

(٤) [زاد المعاد (٣٣٣/٢)]

(٥) [المجموع (٤٤٢/٨)]

(٦) [أحسن الفتاوی (٢٧٦/٢)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بچے کا سر منڈانا

پیدائش کے ساتویں روز بچے کا سر منڈا کر اس کے سر کی پیدائشی آلائش کو صاف کر کے اسے نہلانا چاہیے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

((عن سمرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ: **كل غلام رهينة بعقيقة تذبح عنه يوم سابعه ويسمى فيه ويحلق رأسه))**

''حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے اس کا نام رکھا جائے اور سر کے بال منڈائے جائیں۔'' (۱)

بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ

جب بچے کا سر منڈا دیا جائے تو اس کے سر سے اترنے والے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دینا بھی مشروع ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

((عن علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ قال عق رسول الله عن الحسن بشاة وقال : **يا فاطمة احلقي رأسه وتصدقي بزنة شعره فضة))**

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے بکری کے ساتھ عقیقہ کیا اور فرمایا اے فاطمہ! اس کا سر منڈاؤ اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دو۔'' (۲)

---

(۱) [ابو داود (۲۸۳۸) كتاب الضحايا : باب في العقيقة' ترمذی (۱۵۲۲) ابن ماجة (۳۱۶۵) نسائی (۱۶۶/۷) ابن الجارود (۹۱۰) حاکم (۲۳۷/٤) احمد (۱۷/۵) دارمی (۸۱/۲) مشكل الآثار (٤٥۳/۱) شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۲٤٦۳)]

(۲) [ترمذی (۵۹/۵)] اسی معنیٰ کی حدیث مسند احمد (۳۹۰/٦) اور السنن الكبرى للبيهقي (۳۰٤/۹) میں بھی ہے۔ شیخ محمد صبحی حلاق نے اسے حسن قرار دیا ہے۔[التعليق على السيل الجرار (۲۵۲/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام شوکانیؒ کا فتوی:

((ومن توابع العقيقة التصدق بوزن شعر رأس الصبي من الورق))

''عقیقہ کی تابع اشیاء میں سے بچے کے سر کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کر دینا بھی ہے۔''(۱)

امام ابن قدامہؒ کا فتوی:

((وإن تصدق بزنة شعره فضه فحسن))

''اور اگر کوئی بچے کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دے تو بہتر ہے۔''(۲)

سید سابقؒ کا فتوی:

((ومن السنة أن يختار للمولود اسم حسن ويحلق شعره ويتصدق بوزنه فضة إن تيسر ذلك))

''سنت سے یہ بھی ہے کہ بچے کے لیے اچھا نام تجویز کیا جائے اور اس کے بال منڈائے جائیں اور ان کے وزن کے برابر چاندی کا صدقہ کر دیا جائے اگر یہ میسر ہو۔''(۳)

بچے کے بال منڈا کر سر پر خوشبو لگانا

((عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت : كانوا في الجاهلية إذا عقوا عن الصبي خضبوا قطنة بدم العقيقة فإذا حلقوا رأس الصبي وضعوها عی رأسه فقال النبي ﷺ "اجعلوا مكان الدم خلوقا"))

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جاہلیت میں لوگ جب بچے کی طرف سے عقیقہ کرتے تو عقیقہ کے خون کے ساتھ روئی کا ایک ٹکڑا رنگ دیتے پھر جب بچے کا سر منڈاتے تو اس ٹکڑے کو بچے کے سر پر رکھ دیتے پس نبی ﷺ نے فرمایا ''تم خون کی جگہ

(۱) [السيل الجرار (۲۵۲/۳)]
(۲) [المغني (۳۹۷/۱۳)]
(۳) [فقه السنة (۱۹۹/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلوق (ایک قسم کی خوشبو) رکھا کرو۔'' (۱)

خلوق کے متعلق امام ابن اثیرؒ رقمطراز ہیں کہ

((وهو طيب معروف مركب يتخذ من زعفران وغيره من أنواع الطيب وتغلب عليه الحمرة و الصفرة))

''یہ ایک معروف مرکب خوشبو ہے جسے زعفران اور دیگر خوشبو کی اقسام سے بنایا جاتا ہے اور اس پر سرخ اور زرد رنگ غالب ہوتا ہے۔'' (۲)

بچے کا نام رکھنا

بچے کا نام پہلے دن بھی رکھا جا سکتا ہے اور ساتویں دن بھی' احادیث میں دونوں طرح کا ذکر ملتا ہے اس لیے ساتویں روز تک سوچ کر بچے کا نام تجویز کر لینا چاہیے جیسا کہ چند احادیث حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اسے حفاظت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ چنانچہ وہ بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے بچے کے ساتھ کچھ کھجوریں بھی بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو پکڑا اور پوچھا کہ اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! کھجوریں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کر چبایا اور پھر اسے اپنے منہ سے نکال کر بچے کے منہ میں رکھ دیا اور ((وحنكه به وسماه عبدالله)) ''اس سے بچے کی تحنیک کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔'' (۳)

(2) ((عن أبي موسى رضي الله عنه قال : ولد لي غلام فاتيت به النبي ﷺ ' فسماه إبراهيم' فحنكه بتمرة ' ودعا له بالبركة ' ودفعه إلي و كان أكبر ولد أبي موسى))

(۱) [صحيح موارد الظمآن (۸۸۳) كتاب الأضاحي : باب ما جاء في العقيقة ' سلسلة الأحاديث الصحيحة (۲۶۳ ' ۲۴۵۲) ارواء الغليل (۳۸۹/٤)]

(۲) [النهاية (۶۸/۲)]

(۳) [بخاري (۵۴۷۰) كتاب العقيقة : باب تسمية المولود غداة يولد لمن لم يعق عنه ' و تحنيكه ' مسلم (۲۱٤٤) كتاب الأداب : باب استحباب تحنيك المولود]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کو اپنے دندان مبارک سے نرم کر کے اسے چٹایا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی پھر مجھے دے دیا۔ یہ ابوموسی رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔(۱)

(3) ((عن سمرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ: **كل غلام رهينة بعقيقته تذبح عنه يوم سابعه ويسمى فيه ويحلق رأسه))**

''حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے' پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے' اس کا نام رکھا جائے اور سر کے بال منڈائے جائیں۔''(۲)

امام شوکانیؒ مذکورہ حدیث میں موجود ''یسمی'' کے لفظ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ

((دليل على استحباب التسمية فى اليوم السابع))

''یہ دلیل ہے کہ ساتویں روز نام رکھنا مستحب ہے۔''(۳)

اللہ کے پسندیدہ نام

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله ﷺ: **إن أحب أسمائكم إلى الله عبدالله وعبدالرحمن))**

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک

(۱) [بخارى (٥٤٦٧) كتاب العقيقة : باب تسمية المولود غداة يولد لمن لم يعق عنه ' و تحنيكه ' مسلم (٢١٤٥)]

(۲) [ابو داود (٢٨٣٨) كتاب الضحايا : باب فى العقيقة ' ترمذى (١٥٢٢) ابن ماجة (٣١٦٥) نسائى (١٦٦/٧) ابن الجادود (٩١٠) حاكم (٢٣٧/٤) احمد (١٧/٥) دارمى (٨١/٢) مشكل الآثار (٤٥٣/١) شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحيح ابو داود (٢٤٦٣)]

(۳) [نيل الأوطار (٥٠٠/٣)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمہارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔"(۱)

بُرے نام

بعض ناموں سے آپ ﷺ نے خاص طور پر منع فرمایا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے

((عن سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ : **لا تسم غلامک رباحا ولا يسارا ولا أفلح ولا نافعا**))

"حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" اپنے بچے کا نام رباح' یسار' افلح اور نافع نہ رکھو۔"(۲)

اسی طرح بادشاہوں کا بادشاہ یا بالفاظ دیگر شہنشاہ نام رکھنا بھی جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

((عن أبي هريره رضی اللہ عنہ عن النبي ﷺ قال : **إن أخنع اسم عندالله رجل يسمى ملك الأملاك** ۔ زاد ابن أبي شيبة في رواية **"لا مالك إلا الله"** قال سفيان : **مثل شاهان شاه**))

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا" بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین نام یہ ہے کہ کسی آدمی کا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھ دیا جائے۔" ابن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ" اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بادشاہ نہیں۔" سفیانؒ فرماتے ہیں کہ جیسے شہنشاہ (نام) ہے۔"(۳)

نیز ایسے نام بھی نہیں رکھنے چاہییں جن میں شرک کا شائبہ ہو مثلاً غلام نبی' غلام علی' نبی بخش' حسین بخش یا پیراں دتا وغیرہ۔ ایسا نام اگر کسی نے رکھا ہوا ہو تو اسے تبدیل کر دینا چاہیے۔

(۱) [مسلم (۵۵۸۷) كتاب الأداب : باب النهي عن التكني بأبي القاسم وبيان ما يستحب من الأسماء]

(۲) [مسلم (۵۶۰۰) كتاب الأداب : باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة ونافع و نحوه]

(۳) [مسلم (۵۶۱۰) كتاب الأداب : باب استحباب تفسير الاسم القبيح إلى حسن وتغيير اسم برة إلى زينب وجويرية ونحوهما]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بُرا نام تبدیل کر دینا چاہیے

جیسا کہ متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جب بھی نبی ﷺ کسی کو برا نام رکھے ہوئے دیکھتے تو اسے تبدیل کر دیتے۔

(1) ((عن أبي هريرة رضي الله عنه أن زينب رضي الله عنها كان اسمها برة فقيل تزكى نفسها فسما ها رسول الله ﷺ زينب))

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا نام ''برہ'' تھا کہا جانے لگا کہ وہ اپنی پاکی ظاہر کرتی ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھا۔''(۱)

(2) ((عن عبد الحميد بن جبير بن شيبة قال : جلست إلى سعيد بن المسيب، فحدثني أن جده حزنا قدم على النبي ﷺ فقال : **((ما اسمک؟)) قال : اسمي حزن قال : ((بل أنت سهل))** قال : ما أنا بمغير اسما سمانيه أبي قال ابن المسيب : فما زالت فينا الحزونة بعد))

''عبدالحمید بن جبیر بن شیبہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں سعید بن مسیبؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے دادا ''حزن'' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا نام حزن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تو سہل ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں تو اپنے باپ کا رکھا ہوا نام نہیں بدلوں گا۔ سعید بن مسیبؒ نے کہا اس کے بعد سے اب تک ہمارے خاندان میں سختی اور مصیبت ہی رہی۔''(۲)

(3) ((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول الله ﷺ غير اسم عاصية وقال أنت جميلة))

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصیہ (نافرمان' یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام تھا) کا نام تبدیل کر دیا اور کہا ''تو جمیلہ (خوبصورت) ہے۔''(۳)

(۱) [بخاري (٦١٩٢) كتاب الأدب : باب تحويل الاسم إلى اسم احسن منه]

(۲) [بخاري (٦١٩٣) كتاب الأدب : باب تحويل الاسم إلى اسم احسن منه]

(۳) [مسلم (٥٦٠٤) كتاب الأداب : باب استحباب تغيير الاسم القبيح إلى احسن و تغيير اسم بره إلى زينب وجويرية ونحوهما]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(4) ((عن ابن شریح رضی اللہ عنہ أنـه كـان یکنی أبا الحکم فقال له النبی ﷺ : **إن اللـه هـو الحكم وإليه الحكم** فـقـال إن قـومي إذا اختلفوا في شيئ اتـوني فحكمت بينهم فرضى كلا الفريقين ـ فقال : **ما أحسن هذا . فما لک من الـولـد؟ قـال : شريح ومسلم وعبدالله ' قال فمن أكبرهم؟ قلت شريح . قال فأنت أبو شريح**))

''حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی کنیت (زمانہ جاہلیت میں) ابوالحکم تھی' چنانچہ (اس کنیت کو نامناسب خیال فرماتے ہوئے) آپ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: ''حکم صرف اللہ تعالیٰ ہے اور حکم اسی کو زیب دیتا ہے۔ حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے وضاحت کی یارسول اللہ ﷺ! میری قوم میں جب کسی بات پر اختلاف ہو جاتا تھا' تو وہ میرے پاس آکر فیصلہ کراتے تھے اور میں جو فیصلہ کر دیتا' اس پر دونوں فریق راضی ہو جایا کرتے تھے (اسی لیے میری کنیت ابوالحکم ہوگئی) یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا'' کیسی اچھی بات ہے؟ پھر فرمایا' تمہاری اولاد کیا ہے؟ میں نے عرض کیا' شریح' مسلم اور عبداللہ' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' بڑا کون ہے؟ میں نے عرض کیا'' شریح'' آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر تمہاری کنیت ابوشریح ہے۔'' (۱)

انبیاء کے نام پر نام رکھنا

انبیاء کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھنا جائز ومباح ہے۔ نبی ﷺ نے بھی اپنے ایک بیٹے کا نام ابراہیم علیہ السلام کے نام پر ابراہیم رکھا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ

((قال أنس رضی اللہ عنہ : قبل النبی ﷺ إبراهیم یعنی ابنه))

''اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے ابراہیم یعنی اپنے بیٹے کا بوسہ لیا۔'' (۲)

---

(۱) [ابو داود (٤٩٥٥) کتاب الأدب : باب فی تغییر الاسم القبیح ' شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحیح ابو داود (٤١٤٥)]

(۲) [بخاری (قبل الحدیث ٦١٩٤) کتاب الأدب : باب من سمی بأسماء الأنبیاء]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بچوں کے لیے چند عمدہ نام

آئندہ سطور میں بچوں کے لیے چند عمدہ ناموں کی فہرست درج کی جارہی ہے جو کہ شیخ فاروق اصغر صارم حفظہ اللہ کی کتاب ’پیارے نام‘ سے ماخوذ ہے۔

انبیائے کرام کے اسمائے مبارکہ

نام	معنی	نام	معنی
آدم	گندم گوں	نوح	آرام، بلند
شیث	کثرت	ادریس	پڑھا ہوا
ھود	توبہ کرنے والا	صالح	نیک
ابراھیم	خادم قوموں کا باپ	لوط	دلی محبت
اسحاق	ہنسنے والا	یعقوب	پیچھے آنے والا
یوسف	حسین۔ پاکباز	خضر	سرسبز
شعیب	حصہ۔ جمع وتفریق	موسیٰ	پانی سے نکالا ہوا
ھارون	سالار۔ قوی	یوشع	چڑھائی وبلندی
الیاس	قائم ودائم	یسع	فراخ
داؤد	عزیز دوست	سلیمان	زینہ۔ سلامتی
ایوب	رجوع کرنے والا	یونس	مانوس
ذوالکفل	ضامن	عزیر	تعاون کرنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لقمان	دانا	زکریا	بھرنا۔ پر کرنا
یحییٰ	زندہ رہنے والا	عیسیٰ	زندگی والا
محمدؐ	تعریف کیا ہوا		

حضرت محمد ﷺ کے صفاتی نام

نام	معنی	نام	معنی
احمد	زیادہ تعریف والا	امین	امانت دار
بشیر	بشارت دینے والا	جواد	سخی
حامد	تعریف کرنیوالا	حبیب	محبوب
خلیل	دلی دوست	خطیب	بات کرنے والا
رشید	شریف، ہدایت یافتہ	سراج	چراغ
شفیع	شفاعت کرنے والا	شاھد	گواہ
صادق	سچا	صدیق	سچ بولنے والا
طاھر	پاک	عادل	انصاف کرنے والا
کلیم	کلام کرنے والا	عاقب	آخری
مبشر	خوشخبری دینے والا	قاسم	تقسیم کرنے والا
محمود	تعریف کیا گیا	مجتبیٰ	چنا ہوا
مرتضیٰ	پسندیدہ	مدثر	کپڑا اوڑھنے والا
مصطفیٰ	چنا ہوا	مزمل	کپڑا اوڑھنے والا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مصدق	تصدیق کرنے والا	مصباح	چراغ
منصور	مدد دیا گیا	منیر	روشن
نذیر	ڈرانے ولا	ناصر	مدد کرنے والا

ازواج مطہرات کے اسمائے مطہرہ

خدیجہ	ناتمام	عائشہ	زندگی والی
حفصہ	شیرنی	زینب	ایک خوشبودار، خوبصورت درخت
جویریہ	عہدو پیان (لڑکی)	رملہ (ام حبیبہ)	ریت کا ٹیلہ
سودہ	مشک، نشان	صفیہ	منتخب
میمونہ	بابرکت	ھند (ام سلمہ)	جماعت، سونتنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاد واحفاد کے نام

ابراھیم	خادم، قوموں کا باپ	عبداللہ	اللہ کا بندہ
قاسم	تقسیم کرنے والا	حسن	اچھا، خوبصورت
حسین	خوبصورت	زینب	خوشبودار حسین درخت
رقیہ	ترقی	ام کلثوم	پرکشش
فاطمہ	دودھ چھڑانے والی	امامہ	مقصد، مراد

مشہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام

ابان	واضح، ظاہر	ابوذر	پھیلانا۔ بکھیرنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوھریرہ	بلی کے بچے والا	احمد	لازم، ٹھہرنا
اربد	اقامت، ابر آلود	ارقم	تحریر۔نشان والا
احوص	محتاط	اسامہ	شیر، بلند
اشعث	بکھرا ہوا	اسعد	سعادت مند
اسمر	کہانی گو	اسید	چھوٹا شیر
اسیم	بلند	اقمر	زیادہ روشن
اقرع	کھٹکھٹانے والا۔بہادر	انیف	اچھوتا
انیس	پیارا	اویس	بھیڑیا
براء	بری	تمیم	کامل
ثعلبہ	لومڑی	ثمامہ	اصلاح
جابر	غالب، پر کرنے والا	جبیر	پر کرنے والا، غالب
جریر	کھینچنے والا	جلیب	ہانکنے والا
جنید	چھوٹا لشکر	حارثہ	محنتی۔کمانے والی
جندب	پروانہ	حارث	محنتی، کمانے والا
حذیفہ	آسانی و آرام	حذافہ	سہولت
حسان	خوبصورت	حازم	محتاط
حسیل	تیز رفتار	حصیب	کنکریاں مارنے والا
حضیر	شہری	حاطب	ایندھن جمع کرنے والا
حکیم	حکمت والا	حماد	تعریف کرنے والا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

حماس	محافظ۔بہادر	حمزہ	شیر
حمید	تعریف والا	خالد (بن ولید)	ہمیشہ
خباب	بلند۔تیز رفتار	خبیب	بلند،اونچا
خذیمہ	ترتیب دینا	خلاد	سدا
خلید	ہمیشہ	خنیس	چھپنے والا
ابودجانہ	بارش	دحیہ	سربراہ فوج
درید	اختتام/ایک جانور	رافع	اٹھانے والا
ربیعی	باغ والا۔بہار والا	رزین	اصلی اقامت،رہائش
رسیم	نقش و تحریر کرنے والا	رشید	ہدایت یافتہ ۔بھلامانس
رقیم	تحریر۔کتاب	رومان	وسط
راھر	چمکیلا	رویفع	بلند۔اونچا
زبیر	شیر،محرر	زرعہ	کھیتی۔بونا
زویب	چلنا۔نکلنا	سحبان	کھینچنے والا
سحیم	برسنے والا	سدیس	چھٹا،لڑکپن
سراقہ	چھپی چیز	سلکان	مرتب
سلمان	سلامت	سلیم	محفوظ
سلیط	اچھی نسل	سلیک	راہ گیر
سماک	مچھلی فروش	سنان	نیزے کا بھالا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سھیل	آسانی وسہولت والا	سیرین	قائد وراہنما
شبرمہ	عطیہ/شیر کا بچہ	شریح	وضاحت کرنے والا
شرید	الگ تھلگ	سمساس	چمکیلا۔خادم
صبیح	روشن	صفوان	چٹان
صھیب	سرخ پٹی مائل	ضحاک	ہنسنے والا
ضرار	صابر/دشمن کے لیے مضر	ضماد	معالج
ضمام	ملنا	ضمیر	پوشیدہ
طفیل	پیار بچہ/ذریعہ	ظھیر	غالب، مددگار
عازب	الگ	عاصم	بچانے والا
عاقب	آخری	عاقل	عقل والا
عائذ	پناہ لینے والا	عامر	آباد کرنے والا
عباد	عبادت گزار	عبدالرحمٰن	رحمٰن کا بندہ
عبیداللہ	اللہ کا عاجز بندہ	عتبان	ڈانٹنا
عداس	نگران	عدی	بڑھنا
عرباض	مضبوط	عروہ	کڑا
عصیم	محفوظ	عکرمہ	کبوتر
عمرو	آبادی	عمیر	آباد کرنے والا
عمیس	طاقت ور	عویم	سال
عیاض	خلیفہ	غالب	طاقتور، غالب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فراس	فراست والا	فرزدق	پنیر۔روٹی
فضیل	فضل والا	فھد	چیتا
قتادہ	پلان/ایک درخت	قدامہ	پیشوا
قعقاع	اسلحہ کی جھنکار	قیس	اندازہ
کرز	ذہین/شریف	کریب	مشکل
کعب	اونچائی	لبید	کثیر
لیث	شیر	مثنی	ملا ہوا
محصن	پاکباز	محمود	تعریف کیا گیا
مرثد	معزز/ترتیب شدہ	مرداس	پتھر
مسطح	فصیح، سطح	مسعود	سعادت مند
مصعب	دشوار	معاذ	پناہ یافتہ
معاویہ	چلانے والا	معتب	ڈانٹنے والا
مغیرہ	لوٹنے والی۔حملہ آور	مقداد	توڑنے کا آلہ
ملیل	اکتایا ہوا	منکدر	تیز رفتار
مھران	خوبصورت	نابغہ	فصیح و بلیغ
نعمان	سرخ پھول	نعیم	نعمت والا
نواس	پرسکون مقام	واقد	روشن کرنے والا
وسیم	چاندی	وقاص	توڑنے والا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ولید	بچہ	ہیثم	شیر
یامین	برکت وقوت	یزید	اضافہ

مشہور صحابیات رضی اللہ عنہن کے نام

اسماء	بلند، علامت	اثیلہ	اعلیٰ خاندان والی
اکیمہ	اونچی	آمنہ	امن والی
امیمہ	قصدوارادہ	انخشہ	بلاش/حاصل کرنا
انیسہ	پیاری	بدیلہ	عوض/بدلہ
بریدہ	ٹھنڈی	بریعہ	چمکیلی
بسیسیہ	مٹھائی	تماضر	موٹی تازی
ثوبیہ	جزا	جعونہ	مجموعہ
جلیحہ	صاف/خالی	حبیبہ	پیاری
حسانہ	خوبصورت	حلیمہ	بردبار
حمنہ	سرح انگور	حمیدہ	تعریف والی
حمیمہ	گہری دوست	حولاء	تبدیلی
خالدہ	ہمیشہ	خلیدہ	سدا
خلیسہ	بہادر	خنساء	چھپنا۔ہٹنا
خولہ	خادمہ	خیثمہ	توڑنا۔سخت
خیرہ	پسندیدہ	دجانہ	بارش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

رائعہ	عمدہ	رباب	ساز
ربیعہ	بہار	رجیلہ	مضبوط
رکانہ	مضبوط	رحیلہ	مسافرہ
رفیدہ	عطیہ	رقیقہ	برم دل
ریطہ	کمبل/ربن	زرینہ	سونے کی چیز
زنیرہ	مالا	سانیہ	چمکیلی
ساعدہ	معاون	ساریہ	جاری
سبیعہ	ساتویں	سدرہ	بیری کا درخت
سدلیہ	جھکی ہوئی	سعدیٰ	خوشبودار پودا
سعیدہ	نیک بخت	سکینہ	سکون والی
سلامہ	سلامت	سمرہ	گندم گوں
سمیکہ	چھوٹی مچھلی	سمیہ	بلند/ہم نام
سنا	چمک	سہلہ	سہولت و آسانی
سہیمہ	حصہ دار	شفا	کنارہ۔صحت
شقیقہ	شریک۔سگی بہن	شمیلہ	اچھی عادات والی
شیماء	خوشبو/خصلت	صخرہ	چٹان
صماء	بندر/مضبوط	ضباعہ	تیز رفتار
ضمرہ	ماہر۔پوشیدہ	طاھرہ	پاک صاف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عالیہ	اونچی	عجلہ	جلدی رپچھڑا
(ام)عطیہ	تحفہ	عفراء	سفید زمین
عفیرہ	صاف رخالی	عقیلہ	عقل والی
عمیرہ	آباد	عمارہ	آبادی
عنقودہ	گچھاانگورہ	عیینہ	چشمہ رسونے کاٹکڑا
غزیلہ	ہرن رکثرت	فروہ	جلد
فریعہ	شاخ	فضالہ	بقیہ رفضیلت والی
فضہ	چاندی	فکیھہ	خوش طبع
کبشہ	سردار	کعیبہ	اونچی
قبیصہ	ڈھیر رکنکریاں	لبابہ	دانا
لبیبہ	عقل مند	لبنیٰ	دودھ
لبنیہ	دودھ کی طرح	لمیس	برم ونازک
لیلیٰ	تاریک رات	مرجانہ	قیمتی پتھر
مرضیہ	پسندیدہ	مطیعہ	اطاعت گزار
منیحہ	تحفہ	نائلہ	مقصد حاصل کرنے والی
نبیثہ	نشیب وگہری	نسیبہ	نسب والی
نفیسہ	صاف ستھری	نویلہ	عطیہ
نھدیہ	نمایاں	واثلہ	مضبوط رسی
وبرہ	بلی نما جانور راون	ورقہ	پتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بچوں کی کنیت رکھنا

کم سن ونابالغ بچوں کی کنیت رکھنا جائز ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ

((عن أنس قال : کان النبی ﷺ أحسن الناس خلقا ' و کان لی أخ یقال لـه: أبـو عـمیر قال احسبه فطیم ' و کان إذا جاء قال : **((یا أبا عمیر! ما فعل النغیر؟))** نغیر کان یلعب به فربما حضر الصلاة و هو فی بیتنا فیامر بالبساط الذی تحته فیکنس و ینضح ' ثم یقوم و نقوم خلفه فیصلی بنا))

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حسن اخلاق میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھے' میرا ایک بھائی ابو عمیر نامی تھا۔ بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ بچہ کا دودھ چھوٹ چکا تھا۔ آپ ﷺ جب تشریف لاتے تو اس سے مزاحا فرماتے **(یا ابا عمیر ما فعل النغیر)** ''اے ابوعمیر تیرے نغیر (ایک پرندے کا نام) کا کیا بنا؟'' اکثر ایسا ہوتا کہ نماز کا وقت ہو جاتا اور آپ ﷺ ہمارے گھر میں ہوتے۔ آپ ﷺ اس بستر کو بچھانے کا حکم دیتے جس پر آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہوتے' چنانچہ اسے جھاڑ کر اس پر پانی چھڑک دیا جاتا۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے اور آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔''(۱)

لڑکی کی کنیت رکھنا

اسلام میں لڑکی کی کنیت کا بھی تصور موجود ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

((عن عائشة رضی الله عنها أنها قالت یارسول الله ! کل صواحبی لهن کنی! قال : " **فاکتنی بابنک عبد الله** " **یعنی ابن اختها** ۔ قال : فکانت تکنی بأم عبد الله))

(۱) [بخاری (۶۲۰۳) کتاب الأدب : باب الکنیة للصبی وقبل أن یولد للرجل]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! میری تمام سہیلیوں کی کنیتیں ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بھی اپنے بیٹے یعنی اپنی بہن (اسماء بنت ابی بکر) کے بیٹے کے نام پر اپنی کنیت رکھ لو۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کنیت اُم عبداللہ رکھ لی۔'' (۱)

نومولود کو گڑھتی (تحنیك) دینا

لغوی اعتبار سے تحنیک کا معنی ''کسی چیز کو چبا کر نرم بنانا ہے۔'' (۲)

اور اصطلاحی اعتبار سے تحنیک کی تعریف کرتے ہوئے امام شوکانیؒ رقمطراز ہیں کہ

((والتحنيك : أن يمضغ المحنك التمر أو نحوه حتى يصير مائعا بحيث يبتلع ثم يفتح فم المولود ويضعها فيه ليدخل شيئ منها في جوفه))

''اور تحنیک یہ ہے کہ تحنیک کرنے والا شخص کھجور یا اسی طرح کی کوئی چیز چبائے حتی کہ وہ مائع بن جائے جسے نگھلا جا سکے۔ پھر وہ بچے کا منہ کھول کر اسے اس میں رکھ دے تاکہ اس سے کوئی چیز بچے کے پیٹ میں داخل ہو جائے۔'' (۳)

یہ عمل مسنون و مستحب ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث اس کا ثبوت ہیں:

(1) ((عن أبي موسى رضی اللہ عنہ قال : ولد لي غلام فاتيت به النبي ﷺ ' فسماه إبراهيم فحنكه بتمرة ' ودعا له بالبركة ' ودفعه إلي و كان أكبر ولد أبي موسى))

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کو اپنے دندان مبارک سے نرم کر کے اسے چٹایا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی پھر

(۱) [ابو داود (۴۹۷۰) كتاب الأدب : باب في المرأة تكنى' شیخ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [السلسلة الصحيحة (۱۳۲)]

(۲) [مصباح اللغات (ص/۱۸۰)]

(۳) [نيل الأوطار (۵۰۶/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مجھے دے دیا۔ یہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔(۱)

(2) ((عن أسماء بنت ابی بکر رضی الله عنها أنها حملت بعبد الله بن الزبیر بمكة ' قالت : فخرجت وأنا متم ' فاتیت المدينة ' فنزلت قباء فولدت بقباء' ثم أتيت به رسول الله ﷺ فوضعته فی حجره ثم دعا بتمرة فمضغها ثم تفل فی فیه' فكان أول شيئ دخل جوفه ريق رسول الله ﷺ ثم حنكه بالتمرة ' ثم دعا له فبرك عليه))

"حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں ان کے پیٹ میں تھے۔ انہوں نے کہا پھر میں (جب ہجرت کے لیے) نکلی تو وقت ولادت قریب تھا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر میں نے پہلی منزل قبا میں کی اور یہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہو گئے۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بچہ کو لے کر حاضر ہوئی اور اسے آپؐ کی گود میں رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے کھجور طلب فرمائی اور اسے چبایا اور بچہ کے منہ میں اپنا لعاب ڈال دیا۔ چنانچہ پہلی چیز جو اس بچہ کے پیٹ میں گئی وہ حضور اکرم ﷺ کا لعاب مبارک تھا پھر آپ ﷺ نے کھجور سے تحنیک کی اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔"(۲)

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ

((اتفق العلماء علی استحباب تحنيك المولود عند ولادته بتمر فإن تعذر فما فی معناه أو قريب منه من الحلو))

"علماء نے اتفاق کیا ہے کہ بچے کو اس کی ولادت کے وقت کھجور کے ساتھ تحنیک

(۱) [بخاری (٥٤٦٧) کتاب العقيقة : باب تسمية المولود غداة يولد لمن لم يعق عنه' و تحنيكه]

(۲) [بخاری (٥٤٦٩) کتاب العقيقه : باب تسمية المولود غداة يولد لمن لم يعق عنه' و تحنيكه]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنا مستحب ہے لیکن اگر کھجور نہ ملے تو جو بھی اس معنی میں یا مٹھاس میں اس کے قریب ہو (اسی سے گڑھتی دے دی جائے)۔"(۱)

نومولود کو تحفہ دینا

شیخ ابن عثیمین کا فتویٰ:

((الهدية للمولود عند ولادته لا باس بها في الأصل لأن الأصل في الهدية وفي جميع المعاملات الحل والصحة إلا ما قام الدليل على تحريمه فاذا جرى العادة بأن الناس إذا ولد لهم الولد أهدى إليه أقاربه شيئا من المال فلا باس أن يفعل ذلك الإنسان تبعا للعادة والعرف لا تعبدا لله عزوجل))

"دراصل نومولود بچے کو اس کی پیدائش کے وقت ہدیہ دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ہدیہ میں اور تمام معاملات میں اصل جواز وصحت ہے الا کہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل قائم ہو جائے اور جب یہ عادت جاری ہو جائے کہ لوگوں کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کے قریبی رشتہ دار مال سے کوئی چیز اس کی طرف ہدیہ بھیجیں تو اس میں کوئی حرج نہیں انسان عادت اور عرف کی پیروی کرتے ہوئے ایسا کرے نہ کہ اللہ کی عبادت سمجھتے ہوئے۔"(۲)

ختنہ کرانا

ختنہ کرانا انسانی فطرت کا حصہ ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ

((عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ سمعت النبي ﷺ يقول " **الفطرة خمس : الختان ، والاستحداد ، وقص الشارب ، وتقليم الأظفار ، ونتف الآباط**))

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "فطرت میں پانچ چیزیں شامل ہیں: ختنہ کرانا، زیر ناف مونڈنا، مونچھیں کاٹنا،

(۱) [المجموع (۲۴۲/۸)]

(۲) [فتاوی إسلامية (۳۲۸/۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ناخن کاٹنا اور بغلوں کے بال اکھیڑنا۔''(۱)

ختنہ کرانا انبیاء کی بھی سنت ہے بالخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ختنہ کا ذکر صحیح احادیث میں موجود ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ

((عن أبی هریره رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال : **اختتن ابراهيم عليه السلام وهو ابن ثمانين سنة**))

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا'' حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ ہوا اور اس وقت ان کی عمر اسّی (80) سال تھی۔''(۲)

یہی وجہ ہے کہ عرب میں ختنہ کا عام رواج تھا جیسا کہ حدیث ہرقل میں ہے کہ

((اتى هرقل برجل أرسل به ملك غسان يخبر عن خبر رسول الله ﷺ فلما استخبره هرقل قال اذهبوا فانظروا أمختتن هو أم لا ؟ فنظروا إليه فحدثوه أنه مختتن وسأله عن العرب فقال هم يختتنون))

''ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا جسے شاہ غسان نے بھیجا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کیے جب ہرقل نے (سارے حالات) سن لیے تو کہا کہ جا کر دیکھو وہ ختنہ کیے ہوئے ہے یا نہیں؟ انہوں نے اسے دیکھا تو بتلایا کہ وہ ختنہ کیے ہوئے ہے۔ ہرقل نے جب اس شخص سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں۔''(۳)

یہ عرب کا رواج تھا پھر بعد ازاں نبی ﷺ نے بھی اس کو برقرار رکھا اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ختنے کرایا کرتے تھے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

---

(۱) [بخاری (۵۸۹) کتاب اللباس : باب تقليم الأظفار]

(۲) [بخاری (۳۳۵٦) کتاب أحاديث الأنبياء : باب قول الله تعالىٰ **''واتخذ الله إبراهيم خليلا''**۔ مسلم (۲۳۷۰) أحمد (۳۲۲/۲) حاکم (۵۵/۲۱)]

(۳) [بخاری (۷) کتاب بدء الوحی : باب كيف كان بدء الوحى إلى رسول الله ﷺ]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

((عن سعید ابن جبیر قال سئل ابن عباس رضی اللہ عنہ : مثل من أنت حین قبض النبی ﷺ؟ قال : أنا یومئذ مختون قال : و کانوا لا یختنون الرجل متی یدرك))

''سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: جب نبی ﷺ فوت ہوئے تو آپ کس کی مثل تھے؟ انہوں نے کہا میں اس وقت ختنہ کرا چکا تھا' مزید فرماتے ہیں کہ اور وہ لوگ بالغ ہونے سے پہلے مرد کا ختنہ نہیں کرتے تھے۔'' (۱)

علاوہ ازیں ایک حدیث میں ختنہ کے متعلق آپ ﷺ کا حکم بھی موجود ہے جیسا کہ سنن أبي داود میں ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا...... آپ ﷺ نے اسے حکم دیا

((ألق عنک شعر الکفر واختتن))

''اپنے آپ سے کفر کے بال (یعنی کافروں جیسی ہیئت کے بال) منڈا دو اور ختنہ کرا لو۔'' (۲)

یہی وجہ ہے کہ امام شوکانیؒ نے ختنہ کے وجوب کو ہی ترجیح دی ہے۔

امام شوکانیؒ کا فتوی:

((ثبوت مشروعیة الختان فی هذه الملة الإسلامیة أوضح من شمس النهار...... فالقول بوجوبه هو الحق))

''اس ملت اسلامیہ میں ختنہ کرانے کی مشروعیت کا ثبوت دن کے آفتاب سے بھی زیادہ واضح ہے......اور اس کے وجوب کا قول ہی برحق ہے۔'' (۳)

لہٰذا والدین کو چاہیے کہ خود ساختہ رسم و رواج سے اجتناب کریں اور اپنے بچوں کے

---

(۱) [بخاری (۶۲۹۹) کتاب الاستئذان : باب الختان بعد الکبر ونتف الإبط]

(۲) [ابو داود (۳۵۶) کتاب الطهارة : باب الرجل یسلم فیومر بالغسل ' شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۳۴۳)]

(۳) [السیل الجرار (۲۵۲/۳)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بروقت ختنے کرائیں۔

ختنہ کرانے کا وقت

ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ختنہ بھی عقیقہ کے ساتھ پیدائش کے ساتویں روز ہی کرا دینا چاہیے اور وہ روایت یہ ہے:

((عن جابر رضی اللہ عنہ عق رسول الله ﷺ عن الحسن و الحسين و ختنهما لسبعة أيام))

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ اور ان دونوں کا ختنہ ساتویں روز کیا۔'' (۱)

کیا لڑکیوں کا بھی ختنہ کرایا جائے گا؟

عرب میں لڑکیوں کے ختنہ کا بھی رواج تھا پھر یہ رواج عہد رسالت میں بھی رہا اور آپ ﷺ کے علم میں بھی تھا لیکن آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ ایک روایت سے تو آپ ﷺ سے بھی اس کی اجازت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ سنن ابی داود میں ہے کہ

((عن أم عطية الانصارية رضي الله عنها أن امرأة كانت تختن بالمدينة فقال لها النبي ﷺ **''لا تنهكي' فإن ذلك أحظى للمرأة و أحب إلى البعل''**))

''حضرت اُم عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک عورت ختنہ کیا کرتی تھی۔ نبی ﷺ نے اسے کہا (لڑکیوں کا ختنہ کرتے وقت) مبالغہ نہ کرو کیونکہ یہ عورت کے لیے زیادہ لذت کا باعث ہے اور شوہر کی طرف زیادہ پسندیدگی کا ذریعہ ہے۔'' (۲)

---

(۱) [بيهقي في السنن الكبرى (۳۲٤/۷) مجمع البحرين (۱۹۰۲) طبراني صغير (۸۹۲) یہ روایت حسن درجہ کی ہے۔]

(۲) [ابو داود (۵۲۷۱) كتاب الأدب : باب ما جآء في الختان ' شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔[صحيح ابو داود (٤۳۹۱) سلسلة الأحاديث الصحيحة (۸۲۱)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبدالمنان نوری پوری کا فتوی:

کسی نے سوال کیا کہ عرب اور افریقہ میں عورتوں کا ختنہ کیا جاتا ہے کیا اسلام میں اس کا کوئی تصور ہے؟

تو حافظ صاحب نے جواب دیا کہ صاحب عون المعبود (۵۴۳/۴) نے عورت کے ختنہ پر احادیث کو جمع کیا ہے آخر میں لکھا ہے:

((وحديث ختان المرأة روى من أوجه كثيرة ، وكلها ضعيفة معلولة مخدوشة لا يصح الاحتجاج بها كما عرفت ، وقال ابن المنذر: ليس فى الختان خبر يرجع إليه ولا سنة يتبع ـ وقال ابن عبدالبر فى التمهيد : والذى أجمع عليه المسلمون أن الختان للرجال))

''اور عورت کے ختنہ کی حدیث کئی سندوں سے مروی ہے جو سب ضعیف معلول اور مخدوش ہیں ان سے حجت پکڑنا صحیح نہیں، جس طرح آپ پہچان گئے اور ابن منذر نے کہا ختان میں کوئی حدیث نہیں جس کی طرف رجوع کیا جائے اور نہ کوئی سنت ہے جس کی پیروی کی جائے اور ابن عبدالبر نے تمہید میں کہا وہ چیز جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے یہ ہے کہ ختنہ مردوں کے لیے ہے۔'' (واللہ اعلم)

روایت ((الختان سنة للرجال ، ومكرمة للنساء)) ''ختنہ سنت ہے واسطے مردوں کے اور کریمانہ فعل ہے واسطے عورتوں کے'' کی بعض اسانید کو امام سیوطیؒ نے حسن قرار دیا ہے مگر اکثر اہل علم اس کو ضعیف ہی قرار دیتے ہیں حتی کہ محدث وقت شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ضعیف جامع صغیر اور سلسلہ ضعیفہ ہی میں ذکر فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے ختان کو خصال فطرت میں ذکر فرمایا ہے وہاں مرد کی تخصیص نہیں فرمائی صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل حمزۃ (۵۸۳/۲) میں ہے غزوہ احد میں جب قتال کے لیے لوگ صف بستہ ہو گئے تو سباع نامی کافر نے نکل کر للکارا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

((هل من مبارز قال : فخرج إليه حمزة بن عبدالمطلب' فقال : يا سباع يا ابن أم أنمار مقطعة البظور أتحاد الله ورسوله ۔ قال : ثم شد عليه فكان كأمس الذاهب))

''کیا کوئی ہے جو مجھ سے لڑے یہ سنتے ہی حمزہ بن عبدالمطلب اس کے مقابلہ کے لیے نکلے اور کہنے لگے ارے سباع ارے ام نمار (حجامتی) کے بیٹے تیری ماں تو عورتوں کے ٹنے تراشا کرتی تھی کمبخت نائن تھی اور تو اللہ ورسول سے مقابلہ کرتا ہے یہ کہہ کر حمزہ نے اس پر حملہ کیا اور جیسے کل کا دن گزر جاتا ہے اس طرح صفحۂ ہستی سے اس کو نابود کر دیا۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے نزول شریعت کے زمانہ میں عربوں میں عورت کا ختنہ کیا جاتا تھا مگر کتاب وسنت میں کہیں اس کی تردید وارد نہیں ہوئی تو پتہ چلا کہ اسلام میں بھی عورت کے ختنہ کا تصور ہے۔(۱)

واضح رہے کہ لڑکی کا ختنہ اس طرح کیا جاتا تھا کہ اس کی شرمگاہ کے اوپر سے چمڑے کا کچھ حصہ کاٹ دیا جاتا تھا۔(۲)

❋ ❋ ❋

(۱) [احکام و مسائل (۴۹۹/۱)]
(۲) [عون المعبود (۱۲۳/۱۴)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذبح کا اسلامی طریقہ

شرعی، سائنسی اور طبی حقائق کی روشنی میں

از ڈاکٹر شفیق الرحمن کیلانی حفظہ اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذبح کرنے کا اسلامی طریقہ

آج عید الاضحیٰ ہے۔10 ذی الحجہ کا دن اور صبح کوئی 8 بجے کا عمل ہے۔ جگہ جگہ جانور ذبح ہو رہے ہیں۔ سامنے بہت سے لوگ ایک بہت بڑے دائرے کی صورت میں جمع ہیں۔ آئیں، ہم بھی چلتے ہیں۔ ایک گائے کو ایک دو آدمیوں نے رسوں کے ذریعے جکڑ کر، لٹا کر قابو کر رکھا ہے۔ قصاب نے اپنا بایاں پاؤں گائے کی گردن پر رکھا ہے، اب وہ گائے کے سر پر کھڑا، ہوا میں چھری کو ایک دوسری چھری سے باہم رگڑ کر تیز کر رہا ہے اور بعد میں اسے ہوا میں لہرا رہا ہے۔ لیجیے! اس نے آناً فاناً شہ رگ کاٹی، ساتھ ہی اس کی گردن کو پیچھے کی طرف موڑ مروڑ کر' جھٹکا دے کر اس کا منکا توڑا۔ اسی چھری کی نوک سے اس کی بقایا سامنے موجود نسیں (Ligaments) کاٹیں اور ساتھ ہی سامنے نظر آنے والے حرام مغز کی بتی (Spinal Cord) کو بھی مکمل طور پر کاٹ دیا۔ دماغ اور جسم کا جو رابطہ رناطہ حرام مغز کی بتی کے ذریعہ بحال تھا، جس کے ذریعے سے جسم کے دور دراز حصوں (کھر، دم، سر وغیرہ) سے خون کی نجاستُ نے جسم سے نکل کر اسے اپنی آلودگیوں سے پاک کرنا تھا۔ وہ خون ابھی شہ رگ کے قریب قریب سے معمولی سا (کم وبیش نصف مقدار میں) خارج ہوا ہی تھا کہ بتی کاٹنے کے اس عمل کے ساتھ ہی گائے کے پورے بدن کو ایک جھٹکا سا لگا اور وہیں گائے ساکت ہوگئی۔ خون بھی زیادہ تر اندر ہی رہ گیا اور قصاب نے پچھلی کونچوں سے کھال کاٹ کر اُدھیڑنا شروع کر دی۔

(1) اُسوۂ حسنہ

آئیے! دیکھیں اس سلسلے میں ہمیں پیارے نبی ﷺ سے کیا رہنمائی ملتی ہے؟

1- دعائیں، نیت اور تکبیر پڑھنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

((عن جابر بن عبد الله قال ذبح النبی ﷺ یوم الذبح کبشین أقرنین أملحین موجئین فلما وجههما قال: "إِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ إِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، إِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهٖ بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَکْبَرُ" ثم ذبح)) (۱)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن یعنی عید الاضحیٰ کو دو سینگوں والے مینڈھے ذبح کیے جن میں سفیدی غالب تھی اور وہ خصی تھے۔ جب آپ ﷺ نے انہیں قبلہ رخ کیا تو یہ دعا پڑھی: میں اپنا چہرہ اس اللہ رب العزت کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا، میں ملت ابراہیمی پر قائم ہوں اور مشرکین سے نہیں ہوں۔ میری نماز، قربانی، جینا، مرنا سب اللہ رب العٰلمین کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، میں اسی کا حکم دیا گیا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں، اللہ تعالیٰ تیرے نام سے، تیرے لئے محمد (ﷺ) کی اور ان کی امت کی طرف سے...... اللہ کے مبارک نام کے ساتھ اور اللہ بہت بڑا ہے۔ پھر آپ نے ذبح کیا۔''

2- (الف) احسان کے ساتھ راحت پہنچاتے ہوئے ذبح کرنا

((عن رسول الله ﷺ قال: إن اللّٰه کتب الإحسان علی کل شیئ فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبحة۔ ولیحد أحدکم شفرته ولیرح ذبیحته)) (۲)

''رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کا رویہ اختیار کرنا فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ جب تمہیں کسی کو (قصاص یا میدانِ جنگ وغیرہ

(۱) [سنن ابوداود، کتاب الضحایا، باب ما یستحب من الضحایا]

(۲) [مسلم، نسائی، احمد، ابن ماجه، عن ابی یعلی، شداد بن اوس]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں بھی) قتل بھی کرنا ہو تو اسے بھی اچھی طرح سے (جلد از جلد) انجام دو اور اگر (جانور) ذبح کرنے لگو تو بھی اچھے انداز میں (چابک دستی سے) کرو اور چھری کو اچھی طرح تیز کرو اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔"

اچھی طرح سے اور اچھے انداز میں، کا مطلب جلد از جلد اور چابک دستی سے ہی ہے جیسا کہ ذیل کی حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے:

(ب) چھریوں کو جانوروں سے چھپاؤ

((عن عبد الله بن عمر قال أمر رسول الله بحد الشفار وأن تُواری عن البهائم وقال إذا ذبح أحدكم فليُجهِز))

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھریوں کو تیز کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ اسے جانوروں سے چھپایا جائے اور کہا کہ جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو (چھری پھیرنے میں) جلدی کرو۔"(۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بکری کے سامنے چھری تیز کر رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو اسے جیتے جی ہی مار رہے ہو۔

(ج) کھال اتارنے میں جلد بازی نہ کریں

جانور کو ذبح ہو جانے، حتی الوسع تمام خون نکل جانے، طبعاً ٹھنڈا ہو کر بے حس و حرکت اور ساکت ہو جانے تک اس کی کھال اُتارنے میں جلد بازی نہ کی جائے جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: ﴿لا تَعجلوا الأنفس أن تزهق﴾ "جانور کی روح نکالنے میں جلدی نہ کرو حتیٰ کہ خون نکل جائے۔"(۲)

ان تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا یہ ہے کہ جانور کو پہلے کھلا پلا کر، خوش کر کے، آرام و اطمینان سے اسے کسی بھی طرح سے دہشت زدہ، خوفزدہ کیے بغیر نرم زمین پر لٹایا جائے۔

(۱) [احمد، ابن ماجه، كتا ب الذبائح، باب إذاذبحتم فأحسنوا الذبح]

(۲) [سنن دارقطنی وإرواء الغليل (۲٥٤۲)]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

چھری کو کسی اوٹ مثلاً دیوار یا کسی پردہ سے یک دم نکالا جائے اس سے پہلے جانور کی آنکھوں پر ترجیحاً کپڑا ڈال لیں۔

3- تقرب إلی اللہ

کیونکہ اگر دونوں بڑے کام کر لیے جائیں لیکن اسے کسی آستانے پر ذبح کیا جائے اور نیت ذبح لغیر اللہ کی ہو تو صرف اسی وجہ سے وہ حرام ہو جائے گا۔ جیسے قرآن کریم میں ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْأَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾ [المائدۃ : ۳]

''تم پر مردار، خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن تم اسے ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو، یہ سب بدترین گناہ ہیں۔''

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ذَكَّيْتُمْ ارشاد فرما کر اسے شرعی ذبح اور کھانے کے لئے حلال قرار دیا جبکہ آگے ذُبِحَ کا لفظ ارشاد فرما کر آگے مذکور شرکیہ عمل کی نجاست کی وجہ سے جانور ہی کو حرام قرار دے دیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ محض ذبح کر دینا حتیٰ کہ تکبیر بھی پڑھ دینا، اسے شرعی معنوں میں حلال نہیں کر دیتا جب تک کہ اس کا مقصود تقرب الی اللہ اور رضوان من اللہ حاصل کرنا نہ ہو۔

(2) جدید طبی تحقیقات / شرعی بصائر

1- شرعی ذبح کا سائنسی جائزہ...... اچانک زخم:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب بھی کوئی بھرپور جوانی والا (مُسِنَّۃ : دوندا) حلال جانور اس کیفیت کے ساتھ اچانک ذبح کیا جاتا ہے کہ اسے اس سے پہلے، دوران یا بعد میں خوفزدہ نہ کیا گیا ہو، خصوصاً ذبح کے بعد حرام مغز کی بتی نہ کاٹی گئی ہو۔

(الف) اس کا خون زیادہ آسانی اور تیزی سے بکثرت نکلتا ہے اور اکثر تقریباً سارا نکل آتا ہے اور دل کی دھڑکن کافی دیر تک تیز رہتی ہے۔

(ب) زخم لگتے ہی، خصوصاً خون کی مقدار جسم میں کم ہوتے ہی دل و دماغ کے باہمی ہنگامی رابطے ہوتے ہیں، دل دماغ کو حکم دیتا ہے کہ (حکماء کی زبان میں) ''اب 'قوتِ مدبرہ' کو جگاؤ، تمام اعصاب کو ہنگامی حالات کی خبر دے کر جان بچانے کے لئے جو ہوسکتا ہے کرو''۔ دماغ جواباً ایک طرف دل کے لئے تیز تیز دھڑکنا تجویز کرتا ہے تاکہ خون کو کم مقدار کے باوجود اسے جلدی جلدی پمپ کر کے جسم کے تمام حصوں تک پہنچا کر اس کے ذریعے آکسیجن (حیاتی گیس Life Gas) دل و دماغ کو پہنچائی جا سکے۔ دوسری طرف خودکار اعصابی نظام (Autonomous Nervous System) کو حکم ملتا ہے کہ وہ یہ خون جسم کے ہر ہر حصے تک جلدی جلدی پہنچانے اور گندا خون واپس لانے کے لئے متحرک و مستعد ہو جائے۔ اس سے بدن میں خون کی مقدار کم ہو جانے کے باوجود دھڑکن، نبض چلتی رہتی ہے، دورانِ خون تیز ہو جانے کی وجہ سے بلڈ پریشر کافی دیر تک اور کافی حد تک قائم رہتا ہے اور یکدم نہیں ختم ہو جاتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حتی الوسع تمام خون بدن کے کونے کونے سے نکل جانے تک دماغ اور خودکار اعصابی نظام کام کرتا رہتا ہے۔

(چنانچہ اڑتے ہوئے پرندے کو اگر گولی سے شکار کیا جائے اور پھر وہ زخمی اور زندہ حالت میں مل جائے تو تب بھی اسے ذبح کر دینا بہتر ہے تاکہ خون اچھی طرح نکل جائے۔)

یہ رحم دلانہ، آسان ترین اور بہترین طریقۂ موت ہے جو شرعی ذبیحہ والے جانور کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی طرف سے رحمت للعالمین ﷺ کے بتائے ہوئے اسوۂ حسنہ کے مطابق تجویز ہوا ہے۔اسی طریقہ میں موت کی تکلیف بھی سب سے کم ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ تقریباً تقریباً اسی کیفیت سے جان آفرین کے سپرد کرنے (شہادت) پر شہید اللہ کی طرف سے بار بار "کچھ مانگو" کی پیشکش رحکم پر یہ جواب دیتا ہے کہ "مجھے دوبارہ شہادت کی موت عطا فرما" اور آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ "واللہ! میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں شہید ہوں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔" (۱)

2- خون...... مادّی (طبی) وشرعی حقائق

(الف) مینڈھے، بھیڑ میں کل خون اسکے زندہ وزن کا اوسطاً تقریباً بارہواں حصہ (8.01%) ہوتا ہے اور بیل میں اوسطاً تقریباً تیرھواں حصہ (7.71%) ہوتا ہے۔ (Blacks Veterinary Dictionary p. 93) مثلاً اگر کسی مینڈھے، بھیڑ کا زندہ وزن 60 کلو ہے تو اس کے اندر تقریباً 5 کلو تک خون ہوگا اور 325 کلو وزنی گائے میں 25 کلو تک خون ہوگا، وعلیٰ ہذا القیاس...... انسانی معدہ خون ہضم نہیں کرسکتا کیونکہ انسانی معدہ میں خون کی لحمیات (ہیموگلوبن وغیرہ) کو ہضم کرنے والے خامرے (Enzymes) نہیں پائے جاتے بلکہ خون پینے کی کوشش پر قولنج تک ہوسکتا ہے۔

(ب) خون جراثیم کی بڑھوتری کا بہترین ذریعہ (Growth & Culture Medium) ہے۔لیبارٹریوں میں جب کسی مریض کی پیپ ٹسٹ کرتے ہیں تو اسے خون سے تیار کردہ ایک مرکب میں ڈال دیتے ہیں۔ پیپ کے جراثیم ایک ہی دن میں کروڑوں کی تعداد میں بڑھ جاتے ہیں۔ جب ان کی تعداد بہت ہی زیادہ ہوجاتی ہے تو ان کی نہ صرف شناخت آسان ہوجاتی ہے بلکہ ان پر مختلف دوائیاں (Antibiotic) ڈال کر دیکھا بھی جاسکتا ہے کہ وہ کس دوائی سے مرتے ہیں۔اس طرح بیماری کے باعث کا پتہ لگنے کے

(۱) [صحیح بخاری، کتاب الایمان]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ (بلکہ اس سے پہلے ہی) علاج بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اس عمل میں پتے کی بات یہ ہے کہ جراثیم خون پر ہی پھلتے پھولتے ہیں۔ اس لئے خون کا استعمال متعدد خطرات کا باعث ہو سکتا ہے۔(۱)

غالبًا اسی لئے انسان کے لئے خون حرام ہے۔ قرآنِ کریم میں اس کی حرمت کے بارے میں کم از کم چار دفعہ ذکر ہوا ہے۔ ہر جگہ پہلے مردار بعد میں خون۔ مردار بھی غالبًا اسی لئے حرام ٹھہرایا گیا ہے کہ اس کے اندر عموماً سارا خون رہ جاتا ہے۔ صاحبِ تیسیر القرآن مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''خون چونکہ حرام ہے، اس لئے موت کی ہر وہ صورت جس میں خون جسم سے نکل نہ سکے، وہ بدرجہ اولیٰ حرام ہوئی۔'' [سورۃ المائدۃ : ۳، حاشیہ ۱۳]

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مردار اور جھٹکا اگر مکمل حرام ہے تو آدھا یا کم و بیش خون نکلنے دینا اور باقی اندر رہنے دینا نیم حرام ہونے کے زمرے میں آتا ہے۔

قرآنی لفظ ﴿ذَكَّيْتُمْ﴾ ''جسے تم مرنے سے پہلے ذبح کر لو'' میں ایک دلچسپ لغوی نکتہ ہے کہ ﴿ذَكَّيْتُمْ﴾ ذاء سے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو اس طریقے سے ذبح کرنا کہ اس کی جان جلد از جلد اور بسہولت نکل جائے۔ اس میں جانور کی سہولت کا خیال رکھنا۔(۲)

دوبارہ واضح رہے کہ اس میں جلد از جلد کا تعلق چھری کی تیزی اور استعمال میں چابک دستی سے ہے۔ جیسا کہ پیچھے حدیث ''لا تعجلوا الأنفس أن تزهق'' کی تشریح میں واضح کیا گیا ہے۔ نہ کہ منکا توڑ کر تکلیف در تکلیف اور نیم جھٹکا کرنے سے۔ جیسا کہ آگے بھی تفصیل آ رہی ہے۔

(۱) [طبِ نبویؐ اور جدید سائنس از ڈاکٹر خالد غزنوی: جلد ۲، صفحہ ۴۷۹]

(۲) [مقاییس اللغۃ بحوالہ مترادفات القرآن از مولانا عبد الرحمن کیلانی ص ۵۲۷]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس بارے میں حدیث میں الزکوٰۃ، اُذَکّیھِمَا، فذکَّیتُھُمَا (ذاء سے، بمعنی ذبح کرنا) کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں: جیسا ''ألا إن الذکوۃ فی الحلق و اللّبۃ ''ذبح حلق اور حجرہ پر ہے'' (دارقطنی، عن ابی ہریرۃ/ابن ماجہ عن محمد بن صفوان، کتاب الصید) ذبح کے لئے اس مادہ کا استعمال بڑا ذومعنی ہے۔

(ج) جب جانور کے جسم میں ابھی کافی جان باقی ہوتی ہے کہ اس کے حرام مغز کو کاٹ کر دل و دماغ کو صدمہ اور پورے جسم کو ایک جھٹکا لگا دیا جاتا ہے۔ اس سے جسم میں کیا ہلاکت آفرینیاں ہوتی ہیں، ان میں سے بیشتر کا تعلق ہسٹامین، ایڈرینالین سے بڑھ کر **Cerebro-Spinal Fluid (CSF)** (دماغی نخاعی سیال) کے خارج ہونے سے ہے۔ یہی دماغی موت **(Brain Death)** ہے یعنی وہ حالات جن میں دماغ کے کلیدی اَجزا بالخصوص **(Brain Stem)** کام کرنا چھوڑ دیں۔ تعین موت کا یہی سب سے زیادہ بااعتماد اور جدید طریقہ ہے جبکہ سابقہ معیارِ تعین موت (سانس، نبض اور حرکتِ قلب وغیرہ کا بند ہوجانا) اب حتمی نہیں رہے''

(The Penguin Dictionary of Psychology, by Arthur S. Reber, Ed.1985, P. 101)

جب بھی مندرجہ بالا **CSF** خارج ہوتا ہے تو دماغی موت واقع ہوجاتی ہے۔ گردن مروڑنے سے، پھر منکا توڑنے سے، پھر **CSF** خارج ہونے سے سخت صدمات سے، ہسٹامین کا اخراج ہوتا ہے اور جھٹکے کے ساتھ دماغی موت کا پہلا مرحلہ واقع ہوجاتا ہے جبکہ حرام مغز کی بتی کاٹنے سے آخری جھٹکا اور دماغی موت مکمل ہوجاتی ہے۔

سائنسی پس منظر: سائنسی طور پر جب بھی کوئی شخص یا جانور کسی دہشت ناک منظر کو دیکھ کر خوف زدہ ہوجائے یا دل و دماغ کو کسی بھی طرح سے کوئی دہشت پہنچائی جائے، کوئی ضرب، چوٹ (پنجابی میں ''گجھی سٹ'' **(Blunt Injury or Contused**

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(wound-لگائی جائے، صدمہ پہنچایا جائے تو ان صورتوں میں کم و بیش کیفیات یہ ہوتی ہیں کہ دہشت اور درد کے مارے اس کا خون خشک ہو جاتا ہے......نبض کمزور اور سست پڑ جاتی ہے اور مدہوشی طاری ہو جاتی ہے، پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ (۱)

پھیپھڑوں، جگر، جلد میں موجود مادہ ہسٹامین فوراً خارج ہو کر خون میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس زہریلے مادّے سے خون کی نالیوں کا قطر بڑھ جاتا ہے اور یہ پھیل جاتی ہیں (Vasodilation) جس سے خون کا دباؤ کم اور اخراجِ خون بہت ہی کم ہو جاتا ہے۔
(Blacks Veterinary Dictionary p 364, Geoffrey P. West, 12th Ed. ELBS London)

ہسٹامین، ہیموگلوبن میں موجود ایک کیمیائی مادہ ہے جو کم مقدار میں بھی عضلات (گوشت) اور خون کی نالیوں پر گوناگوں برے اثرات ڈالتا ہے **(A Pocket Medical Dictionary, Lois Oaks, London, P 206)** ...... یہ ہسٹامین جسم کے رگ و ریشہ میں کس حد تک پیدا ہوتی ہے اور اس کی مہک (Smell) سے بدن کا گوشت کس حد تک متاثر بلکہ زہر آلود ہو جاتا ہے، اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب جنگل میں کوئی شخص کسی درندے کو دیکھ کر دہشت کا شکار ہو جاتا ہے تو اس عمل سے پیدا ہونے والی ہسٹامین کو وہ درندہ شیر وغیرہ، بہت دور ہی سے سونگھ کر جان لیتا ہے کہ قریب ہی ایسا کوئی شکار (حیوان یا انسان) موجود ہے جو میری موجودگی سے دہشت زدہ ہو گیا ہے۔ وہ ہسٹامین کی 'خوشبو' کی سمت سفر کرتا ہوا شکار کو دبوچ لیتا ہے۔ حالانکہ ابتدا میں وہ شکار اس کے دائرۂ نگاہ میں نہیں ہوتا۔(۲)

اسلام نے ان تمام کیفیات کا اِحاطہ کر دیا ہے جن میں ہسٹامین پیدا ہوتی اور جسم کو متاثر کرتی ہے۔ وہ تمام حالات جن میں مجروح ہونے کے بعد ہسٹامین پیدا ہوتی ہے گوشت کو

(۱) [طبِ نبوی : خلاصہ ص ٤٨٥]
(۲) [طب نبوی : ص ٤٨٦، ٤٨٧]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بدذائقہ، بدرنگ اور مضر صحت بنا دیتے ہیں۔

جانوروں میں چوٹ کھانے یا خاص طور پر کند آلے سے مجروح ہونے کے بعد ہسٹامین کی پیدائش کی وجہ سے بلڈ پریشر گر جاتا ہے۔ گوشت کا رنگ گہرا سرخ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے طبی زبان میں (Blunt Injuries) میں، زخمی ہونے والے جانوروں کا گوشت حرام قرار دے کر اپنے ماننے والوں کے لئے بیماریوں سے بچاؤ کا ایک اہم منصوبہ پیش کیا ہے۔ حرام جانوروں کی فہرست میں ان کیفیات کو دیکھ کر ہم کو بہت پہلے ہی احساس ہو جانا چاہئے تھا کہ ان تمام حالات میں ایک ایسی قدرِ مشترک ہے جو اس طرح زخمی ہونے والے جانوروں کے گوشت کو کھانے والوں کے لئے مضر صحت بنا دیتی ہے۔ ان جانوروں کو انسانی استعمال کے لئے ناقابل (Unfit) قرار دینا اسلام کا ایک اہم احسان ہے جو ٹھوس سائنسی حقیقت پر مبنی ہے۔ (۱)

چھری پھیرنے کے فوراً بعد گردن موڑنے / مروڑنے کے اس صدمہ وانقطاع حرام مغز سے خون کا ایک زہر (ہسٹامین) پورے بدن میں پھیل جانے، خون کی نالیاں پھیلنے سے خون کا دباؤ کم ہو جانے اور دماغ کا باقی سارے بدن سے رابطہ ختم ہو جانے سے فوراً ہی جانور کے ساکت وصامت ہو جانے پر بیشتر خون بہت زہریلا ہو کر اندر ہی رہ جاتا ہے۔ متذکرہ بالا گائے کے قریباً 25 کلو خون میں سے خارج ہو سکنے والے تقریباً 20 کلو خون کی بجائے قریباً 10 کلو ہی نکلتا ہے۔ باقی خون اور اس کا زہر پورے بدن کے گوشت میں پھیل جاتا ہے۔ یہ گوشت شروع میں گہرا سرخ ہوتا ہے۔ موسم کے مطابق تین چار گھنٹوں میں سیاہی مائل ہو جاتا ہے، مخصوص بدبو دینے لگتا ہے، اچھی طرح گلتا ہے، نہ پورے طور پہ ہضم ہوتا ہے۔ پکاتے وقت عجیب قسم کی (خون جلنے کی) بدبو اور سڑانڈ بھی آتی ہے۔ یہ ساری سزا ﴿ذَكَّيْتُمْ﴾ کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے ہے۔

(۱) [طب نبوی اور جدید سائنس از ڈاکٹر خالد غزنوی، خلاصہ ص ۴۸۷]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

3- شرعی و روحانی حقائق ربصائر

ایک سائنسی تجربہ میں ایک جانور کو جھٹکا کیا گیا جبکہ دوسرے کو شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا (اور جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کے حرام مغز کی بتی نہیں کاٹی گئی)

ساتھ ہی دونوں جانوروں کا خون لے کر اور ان دونوں نمونوں کا کیمیاوی تجزیہ کیا گیا۔ جھٹکے والے جانور کے معمولی بہنے والے خون میں کافی ہسٹامین (زہر) پائی گئی، نیز اس جانور کے بدن میں بھی کافی ہسٹامین والا خون پایا گیا جبکہ ذبیحہ والے جانور کا خون بہت زیادہ مقدار میں خارج ہوا جو کیمیاوی معائنہ میں تقریباً طبعی (نارمل) پایا گیا۔ جانور کے بدن میں برائے نام خون تھا جو کہ نارمل تھا۔

اسی طرح ایک دوسرے تجربے میں دو جانوروں کو ذبح کیا گیا ایک پر بسم اللہ، اللہ أکبر پڑھی گئی اور دوسرے پر نہیں پڑھی گئی۔ دونوں کے دل کا برقی معائنہ (ECG) ذبح کے وقت کیا گیا۔ تکبیر والے جانور کے دل کا معائنہ بتاتا تھا کہ وہ پوری شدومد کے ساتھ حرکت کرتا رہا جبکہ دوسرے جانور کا ریکارڈ بے انتہا منتشر انداز کا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی مخلوق جانور بھی ذبح کے وقت اللہ کا نام لئے جانے سے اطمینان سے جان دیتے ہیں کہ وہ اپنے خالق کے طے کردہ نظام کے مطابق جان دے رہے ہیں جبکہ اس کے برعکس ان کی موت بھی بہت دکھ اور کرب کی موت ہوتی ہے۔

(3) مذبح منیٰ کا واقعہ

منیٰ (سعودی عرب) کا ذبیحہ خانہ پوری دنیا کا سب سے بڑا ذبیحہ خانہ ہے جس کا رقبہ پانچ لاکھ مربع فٹ ہے۔ (شہری لحاظ سے تقریباً 14 ایکڑ اور دیہی وزرعی لحاظ سے تقریباً ساڑھے گیارہ ایکڑ) جس میں روزانہ دو لاکھ مویشی ذبح کیا جا سکتے ہیں۔ ایک خبر کے مطابق ''بارہ کروڑ ڈالر کی لاگت آنے والے اس ذبیحہ خانے میں دس ہزار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کارکن کام کریں گے"۔(۱)

1990ء میں راقم کو اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کی سعادت بخشی تو منیٰ میں قربانیوں کی صورتِ حال کے معائنہ کا موقع بھی عطا فرمایا۔ گروپ کے باقی تمام افراد (جو بیشتر اعزہ واَقارب ہی تھے) نے راقم کو اس کی پیشہ ورانہ تعلیم و تجربہ کے پیش نظر گروپ کا متفقہ نمائندہ بنا کر مذبح منیٰ میں بھیجا۔ وہاں جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہاں بھی متعدد قصاب حضرات پاکستانی ہیں اور ان میں بھی ابتدا میں ذکر کی گئی تکلیف دہ عادات ہی پائی جاتی ہیں کہ اسی طرح ہی فوراً گردن کاٹ کر اور منکا (Ligaments of Atlanto-axial Joint) توڑ کر جانور کا خون پورا نکلنے سے کافی دیر پہلے ہی اسے ساکت کر دیتے ہیں جس سے پاک کرنے کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ اس کا اثر قربانی کی حلت وحرمت تک جا پہنچتا ہے۔ چنانچہ راقم نے وہیں بیٹھے بیٹھے تین چار اَوراق میں منصوبہ گوشت قربانی (Sacrificial Meat Project) کے منتظم اعلیٰ جناب صدر اسلامی ترقیاتی بنک جدہ کے نام انگریزی میں ایک خط لکھ کر اس تکلیف دہ صورت حال کو شرعی اور طبی بنیادوں پر واضح کر کے یہ تحریر ان کے مقامی دفتر میں وصول کرائی جس کا جواب بھی انہوں نے جلد ہی شکریہ ادا کرتے ہوئے بھیجا۔ جس میں بیان کیا کہ "اس سلسلے میں آپ کی مشاہداتی رپورٹ ڈاکٹروں تک پہنچادی جائے گی اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس معاملے میں اس کے مطابق خیال رکھیں گے۔"

باوجود اس بات کے کہ وزارتِ حج، وزارتِ انصاف اور افتاء ودعوۃ کے علماء پر مشتمل کمیٹی اور ان کے ساتھ سعودی عرب کی جامعات میں شریعت کے کم وبیش سو (100) طلباء یہاں کے تین ذبیحہ خانوں میں ذبح کے عمل کی نگرانی کرنے اور اس سلسلے میں شریعت کے تمام اصول وقوانین پر عملدرآمد کی یقین دہانی مؤثر بنانے کے لئے پہلے

(۱) [روزنامہ "نوائے وقت" ۱۲/ مارچ ۲۰۰۰ء]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہی سے تعینات ہیں، اس بارے میں مطلوبہ اہتمام نہیں کیا جاتا۔ راقم الحروف اس امر پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ انہوں نے میری سفارشات کو نہ صرف سنجیدگی سے لیا بلکہ اس کے مطابق آئندہ توجہ کرنے کی یقین دہانی بھی اپنے باضابطہ خط میں کرائی جس کی اصل راقم کے پاس محفوظ ہے۔

اس امر کے نظر انداز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قربانی کو ذبح کرنے میں دو مختلف میدانوں کا معاملہ درپیش ہے۔ جب تک کوئی شخص شریعت کا ماہر اور خوفِ الٰہی رکھنے کے ساتھ ساتھ طب اور طبِ حیوانی کا ماہر نہ ہو، اسے یہ سمجھنے میں مشکل پیش آ سکتی ہے کہ قصابوں کے کون کون سے داؤ پیچ ہیں۔ کس عمل میں وہ کس حد تک حق بجانب ہیں یا صرف پیشہ ورانہ مہارت کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے کس کس لاشعوری عمل سے طبی وشرعی لحاظ سے قربانی کے جانور پر کیا کیا آفات بیت جاتی ہیں۔ اسی طرح قصاب حضرات اور ان کے نگران وٹرنری ڈاکٹروں کو بھی جب تک اللہ کا خوف نہ ہوگا، وہ یہ بات علماءِ شریعت سے آخر کیوں پوچھیں گے کہ اس اس عمل سے قربانی کا عمل شرعاً کیا غلط تو نہیں ہو جاتا؟

(4) ذبح کرنے کے اسلامی طریقے کی اصل روح

1- ذبح کرنے والے کو بوقت ذبح دراصل اس جذبۂ قربانی کو یاد کرنا چاہیۓ جو قربانی کے سارے فلسفہ میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنا سب کچھ حتیٰ کہ اپنی جان بھی اللہ کے راستے میں مسنون طریقہ کے مطابق لٹا دینے کا جذبہ ہی اس کی اصل روح ہے۔ جس کے بغیر قربانی ایک کارِ عبث ہے۔ اسی طرح جانور کو ذبح کرتے وقت اپنی موت کو بھی یاد کرنا چاہیۓ نیز یہ کہ یہ جانور بھی جاندار ہونے کے لحاظ سے بالکل ہماری طرح ہیں، اور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ حیاتیاتی عوارض و مراحل ہماری طرح ان پر بھی بیتتے ہیں۔

اے اللہ! ہم تیرے بندے ہیں۔ ہمارا اور اس قربانی کے جانور کا مالک، خالق و ربّ تو ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہے۔ تیرے ہی حکم پر تیری رضا جوئی کے لئے، تیرے راستے میں مسنون طریقہ سے اور تیرے نام سے اپنی عزیز چیز کی قربانی پیش کر رہے ہیں۔ (جہاد و قتال کا) وقت آنے پر ہم اپنی اور اپنے اہل خانہ کی بھی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ اسے رانہیں تو ہی قبول فرمانے والا اور ہمیں اجر و ثواب سے نوازنے والا ہے۔

ہمارے قصاب بھائی جنہیں پیشہ ورانہ فرائض کے طور پر بہت زیادہ ذبیحے کرتے رہنا پڑتا ہے۔ مرغی ہو چاہے گائے' اونٹ اگر وہ بھی اسی جذبے سے ذبح کرتے رہیں تو نہ صرف انہیں ہر درجہ ثواب ملتا رہے گا' تقرب اِلی اللہ حاصل ہوتا رہے گا بلکہ موت یاد رہنے کی وجہ سے بھی ان کا دل بہت نرم رہے گا اور انسانی معاملات میں شقاوت کے سے اَفعال سے بچنا ان کے لئے بہت ہی آسان ہو جائے گا:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلاَ طَآئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ﴾

''اور زمین میں کوئی چوپایہ نہیں اور کوئی پرندہ اپنے پروں سے نہیں اڑتا مگر یہ تمہارے جیسے ہی مخلوق (اُمتیں) ہیں۔'' [سورة الأنعام : ۳۸]

یہ تو اللہ کی بے پایاں رحمت ہے کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور ان حلال جانوروں کو ہمارے قبضہ و کنٹرول میں دے دیا ہے تاکہ ہم بحکم الٰہی ربوقتِ ضرورت مسنون طریقہ سے ذبح کر کے انہیں اپنی خوراک بنا سکیں اور ہم انہیں اپنی خوراک بناتے بھی رہتے ہیں۔ ایک دن تو بہر حال ہمیں بھی مرنا ہے ﴿کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ بلکہ بستر مرگ پر موت تو بہر حال اس سے زیادہ تکلیف دہ ہی ہوگی کیونکہ سب سے کم تکلیف والی موت انسان کے لئے میدانِ جنگ میں شہادت ہی کی موت ہے جب وہ اپنی عزیز جان کو اپنے خالق حقیقی کے حضور پیش کر دیتا ہے۔

(5) چند اعتراضات اور ان کے جوابات

سوال: قصاب بھائیوں سے جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ جی، اس طرح جانور جلدی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اس سے تو جانور کو زیادہ رحمدلانہ طریقے سے ذبح کرنے کا تاثر ملتا ہے...... ان کی بات میں بڑا وزن معلوم ہوتا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ انہیں ہم عید قربان کے موقع پر اپنے جانور ذبح نہ کرنے دیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنی مخلوق سے رحم کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے۔ وہ تو سگی ماں سے بھی زیادہ رحیم ہے۔ شروع میں بیان کردہ حدیث کے مطابق وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ ''چھری کو اچھی طرح تیز کرو اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ'' کے مطابق اصل رحم تو یہ ہے کہ جانور کو چابک دستی کے ساتھ، آناً فاناً، اچانک جرأت مندی کی کاٹ کے ساتھ (with a Single Bold Incision) ذبح کیا جائے۔ رہی بات ان کی منطق کی تو وہ محض لاعلمی میں یا عادتاً ایسا کرتے ہیں۔ اس کی ساری خرابیاں ہسٹامین کے حوالے سے پہلے واضح کی جا چکی ہیں۔ نیز یہ کہ بدن میں رکا ہوا یہ خون بھی گوشت کے بھاؤ بک جائے اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر کم وقت میں زیادہ جانور 'ذبح' کر کے زیادہ 'اچھی' دیہاڑی بنانے کا معاملہ بھی ہوتا ہے۔

قصاب حضرات (اور گجر بھائی) ہمارے معاشرے کی بڑی اہم برادری ہیں، ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت بنانے میں ان کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں جبکہ ہمارا دین ہم سے جانور کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ قربانی کے جانور کو ذبح خود ہی کرنا ہمارا اہم دینی فریضہ ہے۔ قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورہ کے سب سے کم الفاظ کے باوجود اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا حکم 'وَانْحَرْ' (قربانی کرو) موجود ہے۔ نبی ﷺ نے اس کی تعمیل میں 62 سال کی کبرسنی میں بھی 63 اونٹ خود اپنے دست مبارک سے ذبح کیے، بقایا 37 کے نحر کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ کتنا بڑا اسلامی فریضہ ہے۔ 10ر ذی الحجہ کو اللہ کے راستے میں قربانی کے جانور کا خون بہانے سے زیادہ ثواب کسی بھی اور کام کا نہیں ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بڑے بڑے دین دار لوگ اسے خالصتاً دنیا دارانہ، بے رحمانہ کام سمجھتے ہوئے یا عید کے کپڑوں کی شان وشوکت خراب ہونے کے اندیشے سے ذبح کرنے سے اجتناب کرتے رہتے ہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب یہ کام دینی ہدایات سے واقف اہل علم کی بجائے اَن پڑھ لوگوں کے ہاتھ میں چلا گیا ہے۔راقم کا اپنا ایک چشم دید واقعہ ہے کہ لاہور کے مضافاتی ایک سلفی مدرسے کے زیرانتظام قصاب حضرات کافی انتظار کے بعد' دوپہر کو آئے، ان کے انچارج صاحب ایک بنیان پہنے جس پر کارٹون سے بنے تھے، گلے میں لاکٹ لٹکائے، فلمی ہیرو کی شکل بنائے ہوئے، نحر کرنے آگے بڑھے۔ایک ساتھی نے اونٹ کی رسی سے اس کا سر تانے رکھا، اگلی دونوں ٹانگیں پہلے ہی باندھی ہوئی تھیں پھر انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، ایک ہی ہلے میں گردن کے آغاز درمیان اور اوپر تین زخم لگائے اور واپس آ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ رقص کرنے لگے کہ میں نے اکیلے ہی اور ایک ہی ہلے میں اونٹ نحر کر لیا ہے..... قربانی ایسا دینی عمل صرف ایک دنیاوی تماشا بن کر رہ گیا ہے۔پس اپنی قربانی کو حتی الوسع خود ذبح کرنا چاہیے۔لیکن مسنون طریقے کے مطابق۔

سوال: ذبیحہ کا معاملہ تو واقعی بہت اہم ہے۔حلال اور صحت مند گوشت کی فراہمی شریعت کے علاوہ روزمرہ صحت انسانی کا مسئلہ بھی ہے۔مگر ذبیحہ خانے میں ہم تو نہیں جا سکتے۔یہ معاملہ ہم کیسے کنٹرول کریں۔تکبیر کے ساتھ صحیح ذبیحہ حاصل کرنے کے لئے ہم یہ احتیاط کیسے کریں؟

www.KitaboSunnat.com

جواب: اپنا دنیاوی ودینی اثر ورسوخ استعمال کریں۔اچھے ذہن کے وٹرنری ڈاکٹروں سے رابطہ رکھیں۔ان کی تنظیم میں شامل ہوں یا انہیں کسی تنظیم میں انتظامی عہدے کی سطح پر شامل رکھیں۔ان کے ذریعے صحیح مسنون شکل میں ذبیحہ کا گوشت استعمال کریں۔گوشت کو بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کریں، یہ نیت کرتے ہوئے کہ''اے اللہ تعالیٰ! اس کھائی جانے والی چیز مثلاً گوشت میں جو جو طبی آفات (جراثیمی، طفیلیاتی، مرضاتی، گرد وغبار کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آلودگیاں یا کیمیاوی زہر، تابکاری وغیرہ) یا روحانی آفات (جیسے جادو، ذبح لغیر اللہ وغیرہ) پوشیدہ ہیں' تو ہی ان کو جاننے والا ہے، میں تیری ہی پناہ میں آتا/آتی ہوں۔تو ہی مجھے ان سے محفوظ رکھ سکتا ہے اس لئے کہ کسی مخلوق کا علم ان سب کا اس انداز میں احاطہ کر ہی نہیں سکتا۔تو مجھے ان سب سے محفوظ رکھ۔'' اور جو بات اپنے بس اور طاقت سے باہر ہے، اللہ تعالیٰ وہ معاف فرمائے گا، اس پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی...... اِن شاءاللہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾

سوال: ہم مسلمانوں کے ذبیحہ کی مندرجہ بالا صورتحال تو واقعتاً ہوش ربا ہے مگر قرآن کریم کے مطابق تو یہودیوں کا بھی ذبیحہ ہمارے لئے حلال ہے ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ پھر آخر اس حد تک تفاوت کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ''یہودیوں کو سنتِ ابراہیمی کے مطابق جو تعلیمات دی گئی ہیں، وہ ہماری شریعت سے زیادہ سخت ہیں۔کئی باتیں ایسی ہیں کہ جو ہم اپنے لئے مستحب اور افضل سمجھتے ہیں ان کیلئے وہ فرض تھیں۔یعنی ان کو ملحوظ نہ رکھنے پر ان کا ذبیحہ حرام ہو جاتا تھا، مثلاً:

1- ذبح کرنے والا شخص عالم دین ہو، اس نے ذبح کرنے کی باقاعدہ تربیت حاصل کی ہو۔ایسے عالم کو وہ (Sohet) کہتے ہیں۔

2- ذبح کرنے والی چھری کی دھار اُسترے کی مانند تیز ہو، اس پر دندانے نہ ہوں۔اتنی تیز ہو کہ ایک ہی مرتبہ ایک ہی سمت میں چلائی جائے (اور ذبح کا عمل مکمل ہو جائے)۔اس عمل میں نہ تو زیادہ زور لگایا جائے اور نہ چھری کو بار بار چلایا جائے۔اگر جانور کی رگیں ایک ہی حرکت (Only One Bold Incision) سے نہ کٹ سکیں تو گوشت حرام ہو جائے گا۔

3- جانور کے ذبح کے بعد معائنہ کر کے دیکھا جائے کہ وہ صحیح طریقے سے ذبح کیا گیا ہے۔اس کی ٹانگ کے ساتھ ایک سرٹیفکیٹ بصورتِ ٹیگ لگایا جائے۔جس پر عبرانی زبان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں "کھانے کے لئے پاک کردیا گیا" کے علاوہ ڈرائنگ کی شکل میں ایک مارکہ اور ذبح کرنے والے کا نام، تاریخ اور جگہ مرقوم ہوتی ہے...... ایسٹ اینڈ (لندن) میں وسیع کاروبار والے عبداللہ نامی یہودی قصاب سے ایک مرتبہ مرغی خریدنے کا اتفاق ہوا تو اس کی ٹانگ کے ساتھ ذبیحہ کی درستی کے متعلق ذبح کرنے والے کی تصدیق کا ٹیگ منسلک تھا۔

4- ذبح کرنے کے بعد جانور کو نمک لگایا جائے تا کہ جانور کے جسم سے باقی کا بھی رہا سہا سارا خون باہر نکل آئے۔(۱)

ہمارے ہاں علماءِ کرام اوّل تو جانور خود ذبح ہی نہیں کرتے ہیں۔ قصاب پر ہی سارا معاملہ چھوڑ دیتے ہیں۔ دوم جو کرتے ہیں تو صحیح مقام اور صحیح انداز سے ذبح کرنے کے تربیت یافتہ نہیں ہوتے۔ چھری کے استعمال کے بارے میں بھی عوام میں انتہا پائی جاتی ہے، کبھی تو اتنی تیز ہوتی ہے کہ ایک ہی جھٹکے میں مرغی کی گردن تلوار کی طرح ساتھ ہی کاٹ کر پھینک دی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عید قربان کے موقع پر کند چھری سے ہی ذبح کرنا شروع کردیتے ہیں۔

راقم ایک دفعہ قریبی دکان سے مرغی کا گوشت لینے گیا، دوکاندار نے مرغی ذبح کرکے ڈرم میں پھینک دی، ڈرم میں کچھ دیر تک مرغی کے پھڑ پھڑانے/ پھڑکنے کی آواز نہ آئی تو راقم نے آگے ہوکر ڈرم میں جھانکا، اف میرے اللہ! وہاں یہ تکلیف دہ منظر دکھائی دیا کہ مرغی ڈرم میں کھڑی تھی، اس کی گردن سے قطرہ قطرہ خون نکل رہا تھا، اگر ڈرم نہ ہوتا تو وہ بھاگ جاتی، گویا کہ اسے مرغِ بسمل کی طرح صرف تکلیف سہنے کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔ توجہ دلانے پر دکاندار نے مرغی کو ڈرم سے نکالا، دوبارہ چھری پھیری، تو وہ معصوم بے زبان جان دے سکی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

چھری، چاقو اور نشتر ایک ہی سمت میں چلانے سے تکلیف کم ہونے کی حقیقت سرجن

(۱) [(طب نبوی' باب: یهودیوں میں جانوروں کا ذبیحه، خلاصه صفحه ٤٩٦]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور وہ مریض جنہوں نے کبھی جراحتِ صغیرہ کرائی ہو، جان سکتے ہیں۔ ڈاکٹری میں نشتر پیچھے کی طرف نہیں چلایا جاتا۔

ماحصل:

1- تقرب الی اللہ کے جذبہ سے مسنون طریقے سے تکبیر پڑھتے ہوئے چھری پھیرنے کے فوراً بعد جانور کے طبعاً ٹھنڈا ہو جانے تک اس کی گردن موڑ مروڑ کر منکا ہرگز نہیں توڑنا چاہیے اور (چھری کی نوک وغیرہ سے) حرام مغز کی بتی ہرگز ہرگز نہیں کاٹنی چاہیے۔ اس کے لئے مینڈھے، بکرے، گائے کے طبعاً ٹھنڈا ہونے میں اندازاً 2 سے 5 منٹ تک صبر سے انتظار کرنا نہایت ضروری ہے۔

2- انتظار کے ان چند منٹوں میں اپنی موت کو بھی یاد کرنا چاہیے۔ تقرب الی اللہ کے جذبہ کو خالص سے خالص تر اور لوجہ اللہ تازہ کرنا اور رکھنا چاہیے جیسا کہ مضمون کے چوتھے حصے (اصل روح) میں ذکر ہوا ہے۔

3- جانور کے جسم سے حتی الوسع تمام خون نکل جانے' اس کے بے حس وحرکت ہو جانے سے جان مکمل طور پر نکل جانے (جسے پاؤں کی ٹھوکر یا جانور کے بدن کو جھنجھوڑنے سے چیک کیا جا سکتا ہے) کے بعد ہی کھال اُتارنا شروع کرنا چاہیے۔ اس عمل کے آخر میں گردن کو موڑا بلکہ الگ بھی کیا جائے گا...... یہی اس مضمون کی بڑی وجہ تالیف ہے۔

ہم سبھی کو چاہئے کہ ہم تقوی اور خوف الٰہی کو اپنا مستقل شعار بنائیں۔ اس خصوصی التزام کے ساتھ علمائے شریعت اور علمائے طب حیوانی اور صحت انسانی سے اس بارے میں خصوصاً رہنمائی اور مخلصانہ مشورہ ہمیں انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُسوۂ حسنہ کے مطابق ذبح کا عمل انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبادات

www.KitaboSunnat.com

13738

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اسلامی طرزِ زندگی سے متعلق فقہی احکام و مسائل

فقہ کی معروف کتب "الدرالبهيه" کا ترجمہ و تشریح بمعہ تخریج و تحقیق

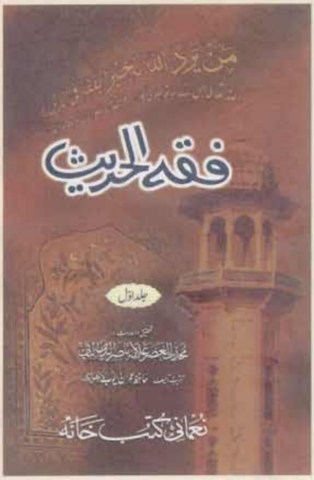

❁ یہ کتاب امام شوکانیؒ کی فقہی مسائل پر مبنی جامع کتاب (الدرالبهیه) کی اردو زبان میں سہل و آسان انداز میں لکھی گئی شرح ہے جس میں الفاظ کی لغوی و اصطلاحی تشریح، مذاہب فقہا اور دلیل کی رو سے راجح موقف کی نشاندہی کی گئی ہے اسے ہمارے ارشد تلامذہ میں سے **حافظ عمران ایوب لاہوری سلمہ اللہ** نے بڑے ہی سلجھے ہوئے فقیہانہ انداز میں مرتب کیا ہے۔ اور اس بے جا تاثر پھیلانے والوں کی بھی نفی کر دی ہے کہ کتاب و سنت کے پیروکار فقہی مسائل و معاملات کی صحیح سمجھ و بصیرت نہیں رکھتے ہیں۔

❁ احادیث کی تحقیق کے لئے سب سے زیادہ اعتماد علامہ ناصر الدین البانیؒ کی تحقیق پر کیا گیا ہے۔ علامہ البانی کی تحقیق کے علاوہ جن دیگر علماء محققین کی تحقیق سے استفادہ کیا گیا ہے ان میں امام نوویؒ، حافظ ابن حجرؒ، امام ہیثمی، امام حاکم، ذہبیؒ، حافظ بوصیریؒ اور عصرِ حاضر کے شیخ شعیب اَرنووط، شیخ عبدالقادر ارنوط، شیخ محمد صبحی حسن خلاق، شیخ علی محمد معوض، شیخ عادل عبدالموجود اور شیخ حازم علی قاضی وغیرہ شامل ہیں۔

❁ احادیث کی تخریج کے لئے معیاری نمبرنگ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

❁ مسائل میں آئمہ اربعہ کے موقف کے ساتھ ساتھ اکثر مقامات پر دیگر آئمہ و فقہا مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، امام ابن قیمؒ، امام نوویؒ، حافظ ابن حجرؒ، امام ابن قدامہؒ، امام شوکانیؒ، امام ابن منذرؒ، امام ابن حزمؒ، امام صنعانیؒ شمس الحق عظیم آبادیؒ، عبدالرحمان مبارکپوریؒ، نواب صدیق حسن خانؒ، سید سابقؒ، علامہ ناصر الدین البانیؒ شیخ ابن بازؒ، شیخ صالح بن عثیمینؒ، شیخ ابن جبرینؒ، شیخ ابن فوزانؒ، شیخ محمد بن ابراہیمؒ آل شیخ، شیخ عبدالرحمان سعدی اور سعودی مجلس افتاء میں شامل علماء کے اقوال و فتاوی جات بھی نقل کیے گئے ہیں۔

❁ اختلافی مسائل میں قرآن و سنت کے زیادہ قریب اور راجح موقف کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ اردو عبارت اتنی آسان رکھی جائے کہ عام فرد بھی اس سے مستفید ہو سکے۔

❁ یہ فقہ الحدیث کے ذخیرہ میں گراں قدر اضافہ، مایہ ناز کاوش، دلائل و مسائل کا عظیم ذخیرہ اور شرعی احکامات کا منبع ہے۔

ابوالحسن مبشر احمد ربانی عفا اللہ عنہ

ملنے کا پتہ
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
E-Mail: nomania2000@hotmail.com
NOMANI